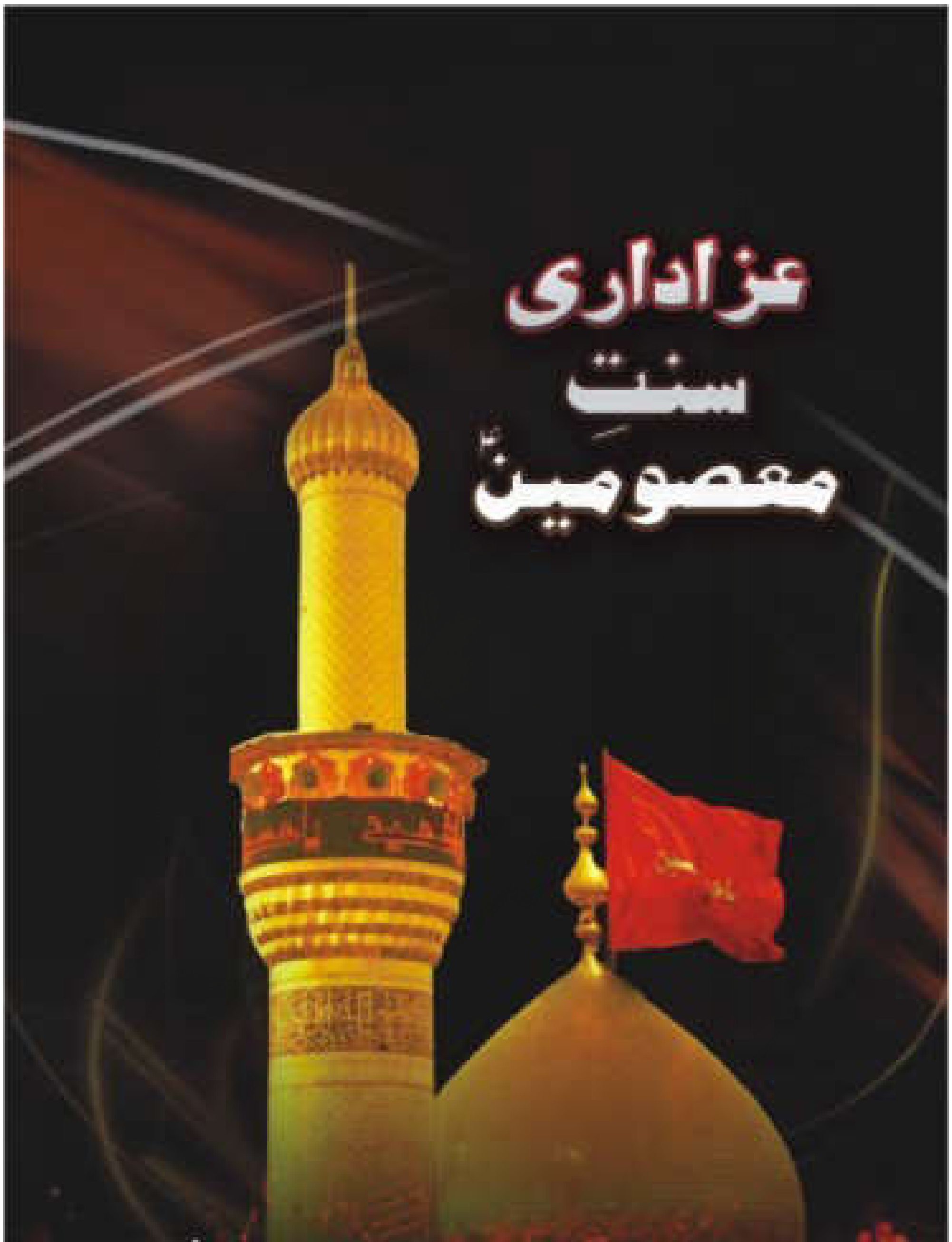

عزاداری
سنتِ
معصومینؑ
علامہ آصف علی نجفی

سلسلہ اشاعت
19

منہاج الحسینؑ

تحریک کربلا کا راستہ
احیاء شعائر حسینیت بقاء اسلام کی ضمانت ہے

ولا بكين عليك بدل الدموع دماً

میں ضرور آپ پر پانی کی بجائے خون کے آنسو بہاؤں۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام

عزاداری سنتِ معصومینؑ

تالیف

علامہ آصف علی نجفی

ناشر

ادارہ منہاج الحسینؑ رجسٹرڈ لاہور پاکستان

تعارف کتاب

کتاب	:	عزاداری سنتِ معصومینؑ
تالیف	:	علامہ آصف علی نجفی
تصحیح و نظرِ ثانی	:	علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر
طبع	:	دوم
اشاعت	:	جولائی 2011ء
ہدیہ	:	
کمپوزنگ	:	ملک انصر عباس
طابع	:	ناصر باقر پرنٹرز لاہور

ISBN 978-969-9027-19-2

ناشر و ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الحسینؑ رجسٹرڈ لاہور پاکستان

301 ایچ 3 فیز 2 شارع علی ابن ابی طالبؑ جوہر ٹاؤن لاہور

Ph: +964 750 9258423 +964 751 0940521

E-mail. minhajulhussain@hotmail.com

انٹرنیٹ پر مطالعہ کیلئے http://www.minhaj-ul-hussain.org

فہرست

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علی خیر خلقہ و اشرف بریتہ محمد و آلہ الطیبین الطاہرین اما بعد :فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان الحسین مصباح الھدیٰ و سفینۃ النجاۃ

''بیشک حضرت حسین علیہ السلام ہدایت کے چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔''

عزادرای حضرت سید الشہداءامام حسین علیہ السلام ایک ایسی عظیم عبادت اور روحانی طاقت ہے کہ جس کے فروغ سے ہر دور کے ظالم وجابر حکمرانوں کو اپنے مظالم کا پردہ چاک ہوتا ہوا محسوس ہوا ہے' ہر دور کی ظالم حکومتیں عزاداری سے خائف رہی ہیں کیونکہ عزاداری ظالم کے ظلم کے خلاف آواز حق بلند کرنے کی جرات پیدا کرتی ہے اور ظالم سے نفرت کرنے اور مظلوم کی حمایت کرنے کا پیغام دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ عزاداری سے آج بھی باطل اور ظالم قوتیں کانپ رہی ہیں اور اس کی اہمیت کو ختم کرنے کیلئے آئے دن قسم قسم کے شبہات پیدا کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔عزاداری کی اہمیت مدنظر رکھتے ہوئے محقق مرزا قمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب جامع الشتات میں عزاداری کو باب جہاد میں شمار کیا ہے یعنی عزدارای کی شرعی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عزاداری بھی ایک اصل شرعی کا نام ہے' ایک ایسی اہم ترین اصل جو آج اسلام کی بقاء کی ضمانت بن چکی ہے۔

عزاداری حضرت سید الشہداء کا مقصد بھی وہی ہے جو سید الشہداءعلیہ السلام کی عظیم شہادت کا مقصد ہے یعنی عزاداری اپنے اندر ان مقاصد کو لیے ہوئے ہے جو مقاصد سید

الشہداء علیہ السلام کی شہادت میں مضمر ہیں جن کا اظہار جناب سید الشہداء علیہ السلام نے اہل مدینہ کو الوداع کہتے ہوئے ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

انی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا مفسدا ولا ظالما، انما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی رسول الله ارید ان أمر المعروف وانهی عن المنکر و اسیر بسیرة جدی و ابی (بحارالانوار ج۴۴ص۳۲۹)

''میں مدینے سے کسی تکبر سرکشی اور فتنہ وفساد کو برپا کرنے کیلئے نہیں نکل رہا بیشک میرے یہاں سے نکلنے کا مقصد صرف اپنے نانا کی امت کی اصلاح، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم کرنا اور اپنے جد بزرگوار نبی کریمؐ اور اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ کی سیرت پر عمل کرنا ہے''۔

تحریک حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقصد وہدف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینے سے کسی خاص شخص یا کسی خاص گروہ کی اصلاح کی خاطر نہیں نکلے بلکہ پوری امت کی اصلاح اور عقائد و نظریات اور حقوق انسانیت کے تحفظ کی خاطر میدان کربلا میں وارد ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے اس مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک شاعر نے لسان حال سے اپنے شعر میں اس طرح بیان فرمایا

ان کان دین محمدؐ لم یستقم الا بقتلی فیا سیوف خذینی

گویا حضرت امام حسین علیہ السلام پوری دنیا کو پیغام دے رہے ہیں کہ

''اگر دین محمدؐ میرے قتل کے بغیر نہیں بچ سکتا تو آؤ تلوارو مجھ پر ٹوٹ پڑو''۔

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی نگاہ میں اگر کوئی چیز اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی تو وہ قانون الٰہی کی بقاء اور حاکمیت تھی جس کی خاطر آپؑ نے میدان کربلا میں اپنا سب کچھ

قربان کر دیا۔ چونکہ دین کی حیات امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں مضمر ہے لہذا عزاداری امام حسین علیہ السلام کا تحفظ و اہتمام واجب ہے تا کہ عزاداری کی زبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی فکر کو ہر بشر تک پہنچایا جا سکے اور یہی عزاداری کا فلسفہ اور مقصد ہے جس سے دشمن خوب واقف ہے۔

اسی لیے عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے راستے میں ہر طرح سے روکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مراسم عزاداری اور شعائر حسینی کو مشتبہ بنانے کیلئے ہر طرح کے حربے استعمال کر رہا ہے اور شاید وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو جاتا لیکن باطل کبھی حق کو دیر تک چھپا نہیں سکتا۔ اس دشمنی عزاداری میں اس کے خاتمہ کیلئے جہاں پر دن رات دشمن کوشاں ہیں وہاں پر ظاہری طور پر عاشق حسینؑ کہلانے والے نام نہاد منافق اور دشمن عزاداری مظلوم بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اس سے بڑھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کیا ہو گی؟

روایت میں ہے کہ روز عاشور ۶۱ھ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیطان نے اپنے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے چیلوں کو یہ پیغام دیا تھا کہ حسینؑ لافانی ہیں' حسینیت بقا کا نام ہے' حسین علیہ السلام ختم نہ ہوں گے۔ تم دنیا میں پھیل جاؤ اور یہ کام کرو شعائر حسینیت کے حوالے سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرو پھر مجھے حسینیوں کو گمراہ کرنا آسان ہو گا۔

قارئین محترم یہ یقین کر لیں کہ جب بھی کوئی فرد کسی بھی ٹائٹل اور لباس میں شعائر حسینیتؑ کے خلاف بات کرتا ہوا نظر آئے تو سمجھ لو کہ وہ شیطان ہے یا اس کا چیلہ بول رہا ہے' اس کے شر سے دور رہنا۔ ہم نے اپنی اس معمولی کاوش میں دشمنان حسینیت کے ان حربوں کو ناکام بنانے کیلئے قلم اٹھایا ہے اور فریقین کیلئے فریقین کی کتب سے حوالے پیش کر کے

دشمنوں کے اعتراضات وشکوک وشبہات کے منہ توڑ جوابات دے کر جناب زہراؑ کی خوشنودی ورضا کے طلبگار رہیں گے۔ ہم سرکار علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر کے انتہائی شکرگزار ہیں کہ جنہوں نے انتہائی عرق ریزی سے اس کتاب ''عزاداری سنت معصومینؑ'' پر نظر ثانی فرمائی اور ضروری اضافات فرمائے اور ادارہ منہاج الحسینؑ کے شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے دوسرے ایڈیشن کو شائع فرمایا۔ جب کہ پہلا ایڈیشن ''بشارت الکونین باقامۃ الماتم علی الحسینؑ'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ خدا سے التجاء ہے کہ وہ ہماری اور ڈاکٹر محمد حسین اکبر کی اس قلیل کاوش کو بحق محمدؐ وآل محمد علیہم السلام قبول فرمائے اور معاونین کے مرحومین کی مغفرت فرماتے ہوئے انہیں شہداء کربلا کے عزاداروں میں محشور فرمائے۔

خادم القوم

آصف علی نجفی حوزہ علمیہ نجف اشرف عراق

مجلس عزاء کا بیان

باغِ جنت میں کھڑی دیکھ رہی ہے زہراؑ
کون آتا ہے میرے لعل کا پرسہ دینے

معصومین علیہم السلام نے خود مجلس عزاء کا انعقاد فرمایا

غم حسینؑ میں نبی کریمؐ کی عزاداری

فجاء النبی ففعل مثل اول وقالت وجعله فی حجره فبکی رسولؐ قلت فداك ابی وامی مما بکائك فقال ابنی هذا یا اسماء انه تقتله فئة باغیة من امتی لا انالهم الله شفاعتی (ذخائر العقبی باب ۹ فی ذکر الحسن والحسینؑ ص ۱۱۹)

''(جب امام حسین علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی گودی میں بٹھایا اور رونے لگے اور میں نے آپ سے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اے اسماء میرے اس بچے کو میری امت کا ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور ان کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی''۔

عن ام سلمیؓ قالت کان الحسنؑ والحسینؑ یلعبان بین یدی النبیؐ فی بیتی فنزل جبرائیلؑ فقال یا محمدؐ ان امتك تقتل ابنك هذا من بعدك فاومیٰ بیده الی الحسینؑ فبکی رسول اللهؐ وضمه الی صدره ثم قال رسول اللهؐ ودیة عندك هذه التراب فشمها رسول اللهؐ وقال ریح کرب وبلا فقال رسول الله یا ام سلمی اذا تحلت هذا التراب دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها ام سلمی فی قارورة ثم توجهت الیها کل یوم وتقول ان یوما تحولت الی دم لیوم عظیم (معجم کبیر ابوالقاسم طبرانی ج ۳ ص ۱۱۴)

''جناب ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں کہ جناب حسنین شریفینؑ میرے گھر میں نبی کریمؐ کے

سامنے کھیل رہے تھے کہ اتنے میں جناب جبرائیلؑ نازل ہوئے اور جناب امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کی آپ کی امت آپ کے بعد آپ کے اس بیٹے کو قتل کرے گی یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے اور امام حسین علیہ السلام کو سینے سے لگایا اور پھر مجھے مٹھی بھر خاک دے کر فرمایا اے ام سلمیٰؓ یہ خاک تیرے پاس امانت ہے اور فرمایا کہ یہ خاک کربلا ہے پھر آپ نے فرمایا اے ام سلمیٰؓ جب یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین قتل کر دیا گیا ہے''۔

اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت و مصیبت کو یاد کر کے رونا شرعاً جائز نہ ہوتا تو بانی شریعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ و بکاء کر کے امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی بنیاد نہ رکھتے امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر پہلے رونے والے عزادار سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی ہے جو امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر خود بھی روئے اور اپنے اصحاب اور اپنی ازاوج کو بھی رلایا اور ساتھ یہ مصائب بھی سنا رہے ہیں کہ جب یہ شیشی والی مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا میرا بیٹا حسین علیہ السلام شہید کر دیا گیا ہے۔

جب ۶۱ ھ روز عاشور کو جناب ام سلمیٰؓ نے اسی مٹی کو خون کی صورت میں بدلتے ہوئے دیکھا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی خبر کو یاد کر کے اتنا روئیں کہ نبوت کا گھر امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کا مرکز بن گیا اور تمام بنو ہاشم کی عورتوں نے ام سلمیٰؓ کے ساتھ مل کر خوب گریہ و بکاء کیا۔ اگر امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونا جائز نہ ہوتا تو بانی شریعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی بنیاد کیوں رکھی گئی اور اس کے ساتھ جناب زہراء علیہا السلام اپنے مظلوم بیٹے کی مظلومیت پر رونے والوں سے وعدہ بھی کر رہی ہیں کہ میں تمہیں جنت میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی ۔کیا یہ سب کچھ عزاداری سید الشہداؑ کے برپا کرنے کے جواز کی دلیل نہیں؟

حضرت علی علیہ السلام اور مجلس عزا

روی الحسن بن کثیر و عبد الخیر قالا لما وصل علیؑ الی کربلا وبکی وقال یقتلون ھھنا ھذ ا مناخ رکا بھم ھذا موضع رحالھم ثم ازد اد بکائہ

(قرب الاسناد)

''جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام جنگ صفین کے موقع پر اپنے دونوں اصحاب (ابن کثیر اور عبد الخیر) کے ساتھ ارض کربلا پہنچے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا یہ ان کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے اور یہ ان کے سامان اتارنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہائے جانے کی جگہ ہے۔ پھر آپ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے''۔

عبداللہ بن یحیی عن ابیہ انہ سار مع علیؑ فلما جاؤوا نینوا وھو منطلق الی صفین فنادی علیؑ اصبر ابا عبداللہ بشط الفرات قلت ماذا ؟ قال دخلت علی رسول اللہ ذات یو م وعیناہ تفیضان قلت یا نبی اللہ اغضبک احد ؟ ما شان عیناك تفضیان قال بل قام من عند ی جبرائیل قبل فحد ثنی ان الحسینؑ یقتل بشط الفرات قال فقال ھل لك الی ان اشھدك من تربتہ قال قلت نعم فمد یداہ فقبض قبضۃ من التراب فاعطانیھا فلم املك عینی عن فاضتا

''عبداللہ بن یحیٰ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ صفین کی طرف بڑھ رہے تھے جب ہم ارض نینوا پہنچے تو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو عبداللہ صبر کرو اے ابو عبداللہ فرات کے

کنارے صبر کرو! میں نے عرض کی ان کلمات سے آپ کی کیا مراد ہے؟ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا آپ گریہ فرما رہے تھے میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے قتل کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد فرمایا کیا آپ ان کی قبر کی تربت کو سونگھنا چاہتے ہو میں نے کہا جی ہاں! آپ علیہ السلام نے وہیں سے ہاتھ بڑھایا جس میں تربت کربلا تھی وہ مجھے آپ نے عطاء کی جسے دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے''۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۷۵)

حضرت امام حسین علیہ السلام کتنے مظلوم محسن انسانیت ہادی ہیں کہ جن کی مظلومیت نے آپؑ کی شہادت کے واقع ہونے سے پہلے اپنے ناناؐ اور اپنے باباؑ کو رلا دیا اگر زندہ پر رونا قبیح ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیوں فرمایا: جواب دو۔۔۔۔۔؟؟ زندہ کی مظلومیت اور غربت کو یاد کر کے رونا سید الانبیاءؐ اور سید الاولیاءؑ کی سنت ہے۔

حضرت زہراء علیہا السلام اور عزاداری حسینؑ

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر جبرئیل علیہ السلام آپؑ کی مظلومانہ شہادت کی جب خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنائی۔ آپؐ رونے لگ گئے۔ جناب زہراء سلام اللہ علیہا نے بابا سے رونے سے کی وجہ سے پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل کی خبر سنائی۔

جب حضرت زہراء علیہا السلام نے اپنے باباؐ سے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو رونے لگیں اور اپنے باباؐ سے پوچھا جب میرا بیٹا حسین علیہ السلام شہید کیا جائے گا کیا اس وقت ہم موجود ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہو گا۔ حضرت زہراء علیہا السلام نے اپنے باباؐ سے سوال کیا پھر میرے اس مظلوم بیٹے پر روئے گا کون؟

قال النبیؐ یا فاطمۃُ ان نسآء امتی یبکین علی نساء اهلبیتی ورجالهم یبکون علی رجال اهل بیتی ویجددون العزاء جیلا بعد جیل فی کل سنة فاذا کان یوم القیامة تشفعین انت للنسآء وانا اشفع للرجال و کل من بکی علی مصاب الحسین وخذنا بیده وادخلناه الجنة

(بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۷۶)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی میری امت کی عورتیں میری اہل بیت علیہم السلام کی مستورات کے مصائب پر روئیں گی اور میری امت کے مرد میرے اہل بیت علیہم السلام کے مردوں کے مصائب پر روئیں گے۔ قیامت کے دن آپ ان رونے والی مستورات کی شفاعت کریں گی اور میں ان رونے والے مردوں کی شفاعت کروں گا جو بھی حسین علیہ السلام کی مظلومیت پہ روئے گا ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کریں گے''۔

اگر سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت پر رونا شرعاً جائز نہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونے والوں کو جنت کی خوشخبری کیوں دی اور ان کے ساتھ اپنی شفاعت کا عہد کیوں کیا؟ ہم عزاداران امام حسین علیہ السلام محسن انسانیت حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کے مصائب پر گریہ زاری اور ماتم کر کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بننا چاہتے ہیں تا کہ قیامت کے دن ہماری آنکھیں رونے سے محفوظ رہ سکیں۔عزاداری مظلوم کربلا علیہ السلام کی مخالفت کرنے والوں کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت ہے یا نہیں؟

حضرت امام زین العابدینؑ اور عزاداری حسینؑ

روی عن صادقؑ ان علی ابن الحسینؑ بکی علی ابیه اربعین سنةصائماً نهاره قائماً لیلته فاذا حاضر ة الافطار غلامه بطعامه و شرابه فیضعه بین یدیه فیقول کل یا مولای فیقول علی ابن الحسینؑ قتل ابن رسول الله جائعاو عطشاناً فلا یزل یکررذلك و یبکی حتی یبلل طعامه من دموعه و یمتزج شرابه منها فلم یزل کذلك حتیٰ لاحق بالله عزوجل

(اللہوف فی القتل الطفوف سید ابن طاؤس)

''راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کوفرماتے ہوئے سنا امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام اپنے بابا امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر چالیس سال تک روتے رہے دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت خدا میں بسر کرتے جب غلام افطاری کے لئے کھانا اور پانی پیش کرتا اور کہتا کہ اے مولاؑ روزہ افطار کریں تو آپ علیہ السلام فرماتے میرے بابا بھوکے اور پیاسے شہید کر دیئے گئے اسی جملے کا تکرار کرتے رہتے اور روتے رہتے یہاں تک کہ کھانا آپ کے آنسوؤں سے تر ہو جاتا اور آنسو پانی میں مل جاتے اور ہمیشہ آپ کا یہی وطیرہ رہا یہاں تک کہ بارگاہ خداوندی میں جا پہنچے''۔

اور جب امام علی ابن الحسینؑ سے اس کثرت بکا کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا

فان یعقوبَ فقد سبطاً من ولده فبکیٰ حتی ابیضت عیناہ ولم یعلم عنه مات و قد نظرت الی اربعة عشر رجلاً من اهل بیتی فی غداة واحدة قتلیٰ فترون حزنهم یندب من قلبی (کشف الغمہ ج۲ص۱۰۲)

''حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک بیٹا گم ہوا تو وہ اتنا روئے کہ ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور انھیں ان کی موت کا علم بھی نہیں تھا اور میری آنکھوں کے سامنے تو بنو ہاشم کے چودہ نوجوان ذبح کردیئے گئے ان کا غم وحزن میرے دل کو رولا رہا ہے''۔

سوال:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خون نہیں روئے تھے بلکہ کثرت بکاء کی وجہ سے ان کے رونے کو خون کے رونے سے تعبیر کیا جاتا ہے؟

جواب:

جو لوگ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے خون رونے کا انکار کرتے ہیں وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نوک نیزہ پر قرآن کی تلاوت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ایسے افکار سے ان لوگوں کا مقصد سید الشہداؑ کے مصائب کو مشکوک بنانا ہے اور لوگوں کو مصائب سید الشہداؑ سے دور رکھنا ہے۔افسوس تو یہ ہے ایسے اعتراضات کرنے والوں میں بزعم خویش بعض شیعہ مومنین اور علماء کرام بھی پیش پیش نظر آتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور مجلس حسینؑ

ابو عمار روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو عمار! چند اشعار جناب سید الشہداء علیہ السلام کے مرثیہ کے پڑھو میں نے مولا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جناب سید الشہداء کی مظلومیت کا مرثیہ پڑھنا شروع کیا تو حضرتؑ کے رونے کی صدا بلند ہوئی اور اسی اثناء میں گھر کے گوشے سے مخدرات عصمت وطہارت کے رونے کی آوازیں بھی بلند ہوئیں اور آپؑ نے فرمایا یا ابو عمار!

من بکی او ابکی او تباکی وجبت له الجنة

(منتھی الآمال، شیخ عباس القمی رحمۃ اللہ علیہ)

''جو کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر رویا یا اس نے کسی دوسرے شخص کو امام حسین علیہ السلام کی مصیبت سنا کر رلایا یا رونے والے کی طرح شکل بنائی تو اس کیلئے جنت واجب ہے''۔

حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ اور جناب دعبل الخزاعیؒ

جناب دعبل خزاعیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایام محرم الحرام میں حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نہایت غم واضطراب کے عالم میں اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا مرحبا یا دعبلؒ مرحبا یا دعبلؒ اے دعبلؒ تو نے ہماری مدد اپنے ہاتھ اور زبان سے کی ہے اور پھر مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا

اور فرمایا اے دعبلؒ ! چند اشعار سید الشہداءؑ کی مظلومیت کے پڑھو کیونکہ ایام محرم الحرام ہمارے لئے رنج وغم کا پیغام لاتے ہیں۔

اور فرمایا جو ہمارے مصائب پر رویا یا دوسرے مومن کو رلایا اللہ کے ہاں اسے ضرور اجر ملے گا اور وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔ پھر آپ نے اپنی مخدرات عصمت کے لئے پردہ حائل کرایا اور فرمایا: اے دعبلؒ جب تک زندہ رہنا ہماری نصرت میں تقصیر اور کوتاہی نہ کرنا اور جناب دعبلؒ نے مصائبِ امام حسینؑ میں یہ اشعار پڑھے۔

افاطم لو خلت الحسين مجدلا　　وقد مات عطشان بشط الفرات

''اے فاطمہؑ کاش آپ (امام) حسینؑ کو نرغہ اعداء میں لڑتے ہوئے دیکھتیں وہ نہر فرات کے کنارے پیاسے ذبح کردیئے گئے''۔

اذن لطمت الخدفاطم عنده　　واجريت دمع العين في الوجنات

''جبکہ آپ کی بیٹیوں نے ان کی مظلومیت پر ماتم کیا اور ان کے رخساروں پر آنسو جاری ہوئے''۔

لطمت النساء وعلى الصراخ من وراء الساتر وبكى الرضأ بكاء شديدا حتى اغمى عليه مرتين

(کتاب عیون الرضا علیہ السلام تالیف شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ)

''پردے کے پیچھے سے مخدرات عصمت کے رونے اور ماتم کی صدائیں بلند ہوئیں اور امام علیہ السلام نے شدت سے گریہ وبکا کیا یہاں تک کہ دو مرتبہ آپ پر حالت غشی بھی طاری ہوگئی۔

حضرت امام زمانہؑ اور عزاداری حسینؑ

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے متعلق حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے منقول روایت پیش کرتے ہے۔

قال الامام المنتظر عجل الله فرجه الشريف في زيارت ناحيه ولئن ا خرتني الدهور و عاقني عن نصرك المقدور ولا بكين عليك بدل الدموع دماً

''حضرت امام زمانہ علیہ السلام زیارت ناحیہ میں فرماتے ہیں کہ اگر چہ مجھے زمانے نے مؤخر کردیا اور آپؑ کی مدد نہ کر سکا پس مجھے چاہیے کہ اے حسین علیہ السلام آپ پر صبح و شام گریہ کروں اور مجھے چاہیے کہ میں آپ پر ضرور آنسوؤں کے بدلے خون روؤں۔

مجلس عزاء میں خود معصومین علیہم السلام تشریف لاتے ہیں

جہاں جہاں جناب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی صف ماتم بچھائی جاتی ہے وہاں چہاردہ معصومین علیہم السلام تشریف لاتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ ملائکہ مقربین بھی ذکر امام حسین علیہ السلام سننے کیلئے مجالس عزاء میں حاضر ہوتے ہیں۔

اس موضوع سے متعلق ہم اپنے محترم قارئین کے لیے دو روایات پیش کرتے ہیں۔

پہلی روایت

ذہری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی! آقا میں چاہتا ہوں آپ میرے بیٹے کی شادی میں شرکت

فرما کر شادی کی محفل کو بابرکت بنائیں۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا آپ میرے مظلوم بابا کی صف ماتم بچھائیں میں آپ کے گھر ضرور آؤں گا۔

میں نے آپ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے گھر میں امام حسین علیہ السلام کی صف ماتم بچھائی۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مجلس عزاء میں تشریف لائے۔ مجلس عزا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب بیان کئے گئے۔

آپ علیہ السلام نے مصائب جناب سید الشہداؑ پر گریہ وبکا کی اور مجلس کے ختم ہونے کے بعد تک آپ علیہ السلام صف عزا پر بیٹھے روتے رہے۔ امامؑ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس عزاء امام حسینؑ میں میرے دادا علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور میری دادی جناب زہرا علیہا السلام بھی تشریف فرما ہیں۔ (بحوالہ کتاب استقبال امام زمانہؑ)

دوسری روایت

اس روایت کو المرجع الدینی الکبیر زعیم حوزہ علمیہ نجف الاشرف سماحۃ الشیخ آیۃ العظمیٰ حافظ بشیر حسین النجفی مدظلہ الوارف نے اپنے ایک درس اخلاق (۱۴۳۰ھ) میں بیان فرمایا تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور ان کے شیعہ جناب ہارون مکی مجلس عزا میں حاضر ہوئے تو حضرت امام صادق علیہ السلام مجمع کے آخر میں بیٹھ گئے۔ ہارون مکیؒ نے عرض کی! حضور آپ عزاداروں کے پیچھے کیوں بیٹھے ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیونکہ اس مجلس عزا میں میرے جد بزرگوار علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور میری دادی جناب زہرا علیہا السلام تشریف فرما ہیں۔ اس لیے میں ان کے احترام کی وجہ سے عزاداروں کے آخر میں بیٹھا ہوں۔ جیسا کہ سماحۃ الشیخ بشیر حسین النجفی مجالس میں ائمہ ھدیٰ علیہم السلام کے حضور کے متعلق سوال کیا گیا جو سوال مندرجہ ذیل ہے!

سوال: کیا معصومین علیہم السلام بالخصوص جناب سیدۃ نساء العالمین مجلس عزاء میں حاضر ہوتی ہیں؟

جواب: بعض روایات میں اس کا تذکرہ ہوا ہے اور جناب سید الشہداءؑ کی عظمت و برکت اور اہمیت کے پیش نظر ہونا ایسا بہت ہی ممکن اور قریب الوقوع ہے۔

(مختصر الاحکام ص ۱۵۸)

سوال اور اس کا جواب

جناب آیت اللہ العظمیٰ سماحۃ السید ابوالقاسم الخوئی قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ معصومینؑ مجالس امام حسینؑ میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو آپ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں!

ھذا امر ممکن وبعض بروایات دلت علیہ (صراط النجاۃ ج۲ ص۴۷۳)

''معصومینؑ کا مجلس عزاء میں حاضر ہونا ممکن ہے (محال نہیں) اور بعض روایات اس پر دلالت بھی کرتی ہیں''

ان مذکورہ دونوں روایتوں کی بنا پر ثابت ہوا کہ مجلس عزاء میں اس ذکر کے وارث حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور جناب حضرت زہرا علیہا السلام تشریف لاتیں ہیں۔ یہ کتنی مقدس اور پاکیزہ محفل ہے جس میں ہمارے ساتھ معصومین علیہم السلام اور ملائکہ مقربین بھی شریک ہوتے ہیں۔

لہٰذا اس مقدس محفل کے بھی کچھ آداب اور قوانین وضوابط ہیں جن کی پابندی کرنا اور خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیوں کہ منبر امام حسین علیہ السلام، محراب مسجد سے کچھ کم نہیں۔ جس طرح محراب مسجد میں کھڑے ہونے والے (پیش نماز) کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ اسی طرح منبر امام حسین علیہ السلام پر آنے والے خطیب، واعظ اور ذاکر کیلئے بھی کچھ شرائط ہیں جن کا خیال

رکھنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ سامعین اور حاضرین مجالس اور بانیان مجالس کیلئے بھی ان شرائط کا پورا خیال رکھنا لازمی امر ہے کہ باوضو ہوں' لباس اور ظاہری وضع قطع سے غم اور اور عزا کی صورت نمایاں ہوں۔ حتی المقدور صحیح روایات فضائل و مصائب کو پڑھیں اور سنیں' جھوٹا و تفریق بین المؤمنین اور غلو و تقصیر پر مبنی روایات اور گفتگو سے اجتناب کریں۔ لوگوں کو علم و عمل کی طرف دعوت دیں۔ ریاکاری اور غیر شرعی حرکات اور اعمال سے اجتناب کریں وغیرہ وغیرہ

شبہ اور اس کا ازالہ

اگر معصومین علیہم السلام مجلس عزا میں حاضر ہوتے ہیں تو نظر کیوں نہیں آتے؟

یہ ضروری نہیں ہر وجود رکھنے والی چیز نظر آئے۔ مثلاً خداوند کریم نے ہمارے اعمال و افعال کی نگرانی کے لئے ملائکہ مقربین کو معین کر رکھا ہے اور وہ ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں کیا کسی نے کبھی کہا ہے کہ آج میں نے کراماً کاتبین کو دیکھا ہے یا مثلاً موت کے وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا میت کے پاس حاضر ہونا معتبر روایات سے ثابت ہے کیا کسی مرنے والے کے وارث نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ آج میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

پس جس طرح جناب امیر المومنینؑ کا مرنے والے کے پاس حاضر ہونا اور لوگوں کی مادی نظروں سے غائب رہنا مسلّم اور معقول ہے اسی طرح معصومین علیہم السلام کا مجالس عزاء میں موجود ہونے کے باوجود نظر نہ آنا بھی ایک مسلم اور معقول ہے ان کے نظر نہ آنے میں یقیناً مصلحت خداوندی ہوگی۔

غم امام حسین علیہ السلام میں رونا

غم امام حسینؑ میں رونے کا ثواب

قال ابو عبداللہؑ من ذکرنا عندہ ففا ضت عیناہ ولو مثل جناح ذباب غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت مثل ذبد ۃالبحر

(وسائل الشیعہ جلد نمبر۱۴ باب ٦٦)

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس کسی نے بھی ہماری مصیبت سن کر اپنی آنکھوں سے اگرچہ مکھی کے پر کے برابر ہی آنسو بہایا ہو تو اللہ اس کے سب گناہ معاف فرمائے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں''۔

اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اپنے گناہوں کو معاف کروانا چاہتے ہو تو غم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اپنی آنکھوں کو پرنم کرو تا کہ خدا تمہارے سب گناہ معاف کر دے غم امام حسین علیہ السلام میں بہائے جانیوالے آنسو مومنین کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔

خوش قسمت ہیں وہ مومن جو ایسی مجالس و محافل میں شرکت کرتے ہیں کہ جن میں غم امام حسین علیہ السلام میں بہائے جانے والے آنسو آخرت کا ذخیرہ قرار پاتے ہیں۔ عظمت حضرت امام حسین علیہ السلام اور مقام حسین علیہ السلام سے بے بہرہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ

''غم امام حسین علیہ السلام میں بہائے جانے والے آنسو اس قدر کیوں قیمتی ہیں کہ جن کی وجہ سے مومنین کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟''

ان کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ

''کیونکہ یہ آنسو اس محسن کائناتؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مظلومیت کے پرچار کی خاطر بہائے جاتے ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ دین الٰہی کی بقاء کی خاطر قربان کر دیا تھا۔ لہٰذا جتنا مقصد عظیم ہے اتنا ہی اس کا اجر بھی عظیم ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ابن شبیبؓ کو وصیت کرنا

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن شبیب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا

ان کنت باکیاً لشیٍ فابك للحسینؑ بن علی فانه ذبح کما یذبح الکبش و قتل معه من اهلبیته ثمانیة عشر رجلاً ما لهم فی الارض شبیه ولقد بکت السموات السبع والارضون لقتله یا ابن شبیب ان بکیت علی الحسینؑ حتی تسیل دموعك علی خدیك غفرالله لك كل ذنب اذنبته (امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ)

''حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اے ابن شبیبؓ اگر تو کسی پر رونا چاہتا ہے تو امام حسینؑ ابن علیؑ پر رو جس کو دنبے کی طرح ذبح کر دیا گیا اور آپؑ کے ساتھ ایسے اٹھارہ نوجوانان بنی ہاشم کو بھی ذبح کر دیا گیا جن کی کائنات میں کوئی مثال موجود نہیں جس پر سات آسمان اور سات زمینیں بھی روئیں اے ابن شبیب! اگر تو امام حسینؑ پر رویا اور تیرے آنسو تیرے رخساروں پر جا گرے۔ تو خدا تیرے سب گناہ معاف فرمادے گا''۔

اور اگر تم ان شہداء والا ثواب حاصل چاہتے ہو جو سید الشہداءؑ کے ساتھ روز عاشور شہید ہوئے تو یوں کہو یا لیتنی کنت معهم فافوز فوزاً عظیماً

''جو بھی کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہے روز محشر وہ اسی کے ساتھ محشور ہوگا''۔

گویا امام علیہ السلام اشارہ فرما رہے تھے اگر تم ہمارے ساتھ محشور ہونا چاہتے ہو تو

ہماری ولایت پر باقی رہنا۔

اعتراض: یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان کیسے روسکتا ہے؟ یہ صرف روافض کی اختراع ہے؟

جواب: ارشادرب العزت ہے

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ

(سورہ دخان آیۃ نمبر ۲۹)

''پس ان پر زمین وآسمان نہیں روئے اور وہ انتظار کرنے والوں میں سے نہیں تھے''۔

وضاحت:

کسی چیز سے نفی اس فعل کی جاتی ہے جس فعل کو انجام دینے کی اس میں صلاحیت ہو لہٰذا آسمان میں رونے کی صلاحیت تھی اس لئے خالق نے آسمان سے رونے کی نفی کی ہے گویا

" فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ "

کی عبارت بتارہی ہے کہ آسمان میں رونے کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے امام علیہ السام نے فرمایا کہ میرے جدامجد حضرت امام حسین علیہ السام اتنے مظلوم ہیں جن کی مظلومیت پر آسمان بھی رویا۔

جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین السیوطی نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے مغرب کی طرف سے سرخی نہ تھی بلکہ یہ سرخی حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد نمودار ہوئی تو غم امام حسین علیہ السلام میں آسمان اتنا خون رویا کہ ابھی تک آسمان پر اس رونے کا اثر باقی ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آسمان کیسے رویا؟ تو آپؑ نے فرمایا

''چالیس دن سورج سرخی کے ساتھ طلوع ہوتا رہا اور اسی سرخی کے ساتھ غروب ہوتا رہا''۔(رکب حسینی)

کائنات میں واحد خانوادہ آل محمد علیہم السلام کا ہے کہ جن پر اس طرح ظلم کیے گئے کہ جس طرح جانوروں پر بھی نہیں کئے جاتے اور کائنات میں فقط واحد مظلوم امام حسین علیہ السلام ہیں جس کو جانوروں کی طرح ذبح کیا گیا۔ بلکہ لوگ جانوروں کو تو پانی پلا کے ذبح کرتے ہیں جبکہ سید الشہدا کو نہر فرات کے کنارے تین دن کا بھوکا اور پیاسا ذبح کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی امام زین العابدین علیہ السلام کسی بھی قصاب کو جانور ذبح کرتے ہوئے دیکھتے تو اس سے یہ سوال کرتے۔ کیا تو نے اس جانور کو پانی پلا کر ذبح کیا ہے یا پیاسا؟ جب قصاب یہ جواب دیتا اے مولا ہم جانوروں کو پانی پلا کر ذبح کرتے ہیں تو امام زین العابدین علیہ السلام اپنے مظلوم، پیاسے بابا کو مخاطب کر کے یوں فرمایا کرتے! اے بابا ہمارے نانا کی امت تو جانوروں کو بھی پانی پلا کر ذبح کرتی ہے لیکن تجھے بہتی ہوئی نہر فرات کے کنارے پر تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا گیا۔

غم امام حسین علیہ السلام میں جانوروں کا نہر فرات سے پانی نہ پینا

روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اپنی بھیڑ بکریوں کو شط فرات پر چرا رہے تھے تو انھیں کسی دوسرے گڈریے نے بتایا کہ ہمارا ریوڑ اس جگہ سے کبھی بھی پانی نہیں پیتا اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خداوند کریم کی بارگاہ میں سوال کیا کہ ہماری بھیڑ بکریاں اس جگہ سے پانی کیوں نہیں پیتیں؟

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور خبر دی کہ اے اللہ کا نبی تو ان بھیڑ

بکریوں سے سوال کر یہ خود اس جگہ سے پانی نہ پینے کا سبب بتائیں گی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سوال کیا اور ان بھیڑ بکریوں نے اپنی زبان میں جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی اس جگہ تیرا بیٹا اور آخری نبی کا نواسہ پیاسا ذبح کر دیا جائے گا تو ہم اس آخری نبیؐ کے نواسے پر حزن و ملال کی وجہ سے یہاں سے پانی نہیں پیتیں۔ (بحارالانوار ج ۴۴ ص ۲۴۳)

غم امام حسین علیہ السلام میں رونے کا بیان

اپنے محبوب کی مصیبت اور غم میں رونا ہر انسان کی فطرت میں داخل ہے اور بلا تفریق مذہب و ملت کے تمام بنی نوع انسان اپنے اپنے پیاروں کی جدائی پر رو کر حزن و ملال کو ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ محدث شاہ ولی اللہ دہلوی نے اسی چیز کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ!

لما کان البکاء علی المیت والحزن علیه طبیعة لا یستطیعون ان ینفك عنها لم یجز ان یکلفوا بترکه کیف وهو نا شیء من رقت الجنسیة وهی محمودة التوقف التالف اهل المدینة فیما بینهم علیها و لانها مقتضی سلامة مزاج الانسان (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۸)

''میت پر رونا اور اس پر غم کرنا ایک طبعی امر ہے جو فطرت بشری سے جدا نہیں ہوسکتا اسی وجہ سے انسان کو گریہ ترک کرنے کی تکلیف نہیں دی گئی کیونکہ رونا اور غم کرنا رقت قلبی سے پیدا ہوتا جو کہ ممدوح ہے یہ گریہ انسان کے مزاج کی سلامتی کی دلیل ہے''۔

اگر انسان کا اپنے محبوب پر رونا قابل تعریف ہے تو پھر امام حسینؑ کہ جنہوں نے نوع انسانیت کی غیرت و شعور کو اجاگر فرمایا تو ان کی مظلومیت پر رونا کیسے قبیح ہوسکتا ہے؟ لہٰذا جو آدمی محبوب کی مصیبت پر نہ روئے اس کی عقل کی سلامتی مشکوک ہے بلکہ اس کو انسان کہنا خود انسانیت کی تذلیل ہے۔

اگر رونا قبیح ہوتا تو خداوند متعال رونے والے مومنین کی اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں مدح سرائی نہ فرماتے۔

گریہ وبکاء کاذکرقرآن مجید میں

وَاِذَا سَمِعُوْامَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰۤی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (سورہ مائدۃ آیت ۸۳)

''اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول اللہؐ پر نازل ہوا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں چونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے''۔

اس آیت مجیدہ میں خداوند کریم نے ان مومنین کی عظمت کو بیان کیا ہے کہ جن کے سامنے آیات قرآنی کی تلاوت کی جائے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں کیونکہ وہ لوگ حق کی حقیقت کو پہچان چکے ہیں۔

اللہ اپنے نیک بندوں کی مدح سرائی اور حوصلہ افزائی فرمارہا ہے کیونکہ ان کا رونا ان کے ایمان ومعرفت کے درجات کی بلندی کا مظہر ہے اگر ہر موقع ومحل پر رونا قبیح ہوتا تو خداوند کریم رونے والے مومنین کی مدح سرائی نہ فرماتا۔لہٰذا حق کی حقیقت کو پہچان کر رونا بندگان خدا کی سنت اور ایک خوبی ہے تبھی خدا نے قرآن مجید میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

دوسرے مقام پر خداوند کریم رونے والے مومنین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَامَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِاِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ

ٰایٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا (سورہ مریم آیت ۵۸)

''وہ انبیا ہیں جن پر اللہ نے نعمتیں نازل فرمائی ہیں۔ ذریت آدمؑ میں سے اور ان کی نسل میں سے جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں اٹھایا ہے اور ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی ذریت میں سے اور ان میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی ہے اور انہیں چنا ہے کہ جب ان کے سامنے رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں''۔

اس آیت میں خداوند کریم بیان فرما رہا ہے کہ! ہر رونے کو قبیح قرار نہ دینا یعنی ہر رونا مذموم نہیں ہوتا بلکہ بعض لوگوں کا رونا اور گریہ کرنا اللہ کے نزدیک ممدوح بھی ہے اور میرے انبیا اور اولیاء اور صالح بندوں کا شیوہ ہے کہ جب انکے سامنے خدا کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

اگر نعوذ باللہ رونا قبیح ہوتا تو معصوم انبیاء علیہم السلام اور ذریت انبیاء علیہم السلام ہرگز فعل قبیح کے مرتکب نہ ہوتے۔ رونے کا مطلب فقط رونا نہیں ہوتا بلکہ رونے سے کسی عظیم امر کی نشاندہی کرنا مقصود ہوتی ہے مثلاً بچہ ماں کو دیکھ کر روتا ہے تو اس کا رونا وسیلہ ہے ماں کو متوجہ کرنے کا کہ بچہ بھوکا یا پیاسا ہے یا اس کی کوئی اور غرض ہے جو اس کو رونے پر مجبور کر رہی ہے۔

پس رونا رحمت خداوندی ہے جس کے ذریعے انسان اپنے اغراض و مقاصد کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح ہم بھی گریہ و عزاداری کے ذریعے لوگوں کو امام کی مظلومیت کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کی فکر اور مقصد شہادت کو سمجھنے کی دعوت فکر دیتے ہیں۔

اب یہ ہر انسان کا اپنا اپنا نصیب ہے کہ وہ غم امام حسین علیہ السلام میں آنسو بہا کر مقصد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام سے اتفاق کرتا ہے یا ہنسی اور مذاق کر کے قہقے لگا کر ہنستا ہوا مقصد یزید اور یزیدیت کا ساتھ دیتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا محبت خدا میں رونا

قال النبی ؐ بکیٰ شعیبؑ فی حب الله عزوجل حتیٰ عمی فردّ الله عزوجل علیه بصره ثم بکیٰ حتی عمیٰ فردّ الله علیه بصره ثم بکیٰ حتی عمیٰ فردّ الله علیه بصره فلما کانت رده اوحی الله علیه یا شعیب الی متی یکون هذا ابداً منك اِن یکن هذا خوفاً من النا ر فقد اجرتك و ان یکن شوقاًالی الجنة فقد ا بحتك قال الهی و سیدی انت تعلم انی ما بکیت خوفاً من نارك ولا شوقاًالی الجنة ولکن عقد حبك علی قلبی فلست اصبر او اراك واما اذا کان هذا هکذا فمن اجل هذا ساخدمك کلیمی موسی

(علل الشرائع ج ا ص ۵۷)

''حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جناب شعیب علیہ السلام محبت الٰہی میں اتنا روئے کہ کئی بار انکی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی اور کئی بار خدا نے ان کی بینائی کو واپس پلٹایا تو اللہ تعالی نے شعیبؑ نبی سے پوچھا اے شعیب تم کب تک روتے رہو گے اگر تمہارا یہ رونا جہنم کے خوف سے ہے تو میں نے تمہیں اس سے پناہ دی' اگر جنت کے شوق میں ہے تو میں نے عطا کر دی۔ حضرت شعیبؑ نے عرض کی میرے اللہ یہ سب کچھ تیری معرفت اور تیری محبت کی وجہ سے ہے اور میرے لئے نا ممکن ہے کہ میں تیری محبت پر صبر کر سکوں اور خدا نے فرمایا اے شعیبؑ ! میں تیری اس کثرت بکا کی وجہ سے حضرت موسیؑ جیسے کلیم نبی کو آپ کی خدمت کا شرف بخشتا ہوں''۔

قارئین محترم آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ

اگر رونا قبیح اور مذموم ہوتا تو یہ نبیؑ کی عصمت کے خلاف ہے بلکہ رونا انبیاء علیہم السلام

کی سنت ہے کیونکہ انبیاء اتنا روئے کہ آنکھوں کی بینائی چلی گئی اور حضرت شعیب علیہ السلام نبی کے رونے کا مقصد بھی حب الٰہی اور معرفت الٰہی کے سوا کچھ نہ تھا اسی طرح ہمارا حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں رونے کا مقصد امام علیہ السلام کی مظلومیت کے پرچار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا فراق یوسفؑ میں رونا

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اتنا روئے کہ قرآن کہتا ہے۔ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ (سورۃ یوسف آیۃ ۸۴)

''اوران کی آنکھیں غم واندوہ کی وجہ سے سفید ہوگئیں لیکن وہ اپنا غصہ پی جاتے''۔

اسی طرح بعض انبیاء علیہم السلام کے متعلق قرآن فرمارہا ہے کہ وہ اتنا روئے کہ آنکھوں کی بصارت چلی گئی اگر رونا شرعاً یا عقلاً قبیح ہوتا تو یہ عمل معصوم انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے منافی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر رونا قبیح نہیں ہوتا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور بندگان خدا صالحین کا رونا ممدوح ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ محبت اور ہمدردی کی وجہ سے تھا اور ایک نبیؑ دوسرے نبیؑ کے شوقِ دیدار میں روتا تھا۔

لہٰذا جس طرح حضرت یعقوب نبی علیہ السلام کا رونا حضرت یوسف علیہ السلام کے مصائب پر محبت اور ہمدردی کی وجہ سے ہے اسی طرح ہمارا غم امام حسینؑ میں رونا بھی امام حسینؑ کیساتھ ہمدردی اور محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے ہے۔

قرآنی تعلیمات سے نہ آشنا یہ اعتراض کرتے ہیں کہ خداوند کریم نے مصیبت پر صبر کرنے والے مومنین کی مدح سرائی ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۶)

''جب مومنین پر مصیبت کا وقت آجاتا ہے تو ان کی زبان پر کلمہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) جاری ہوتا ہے یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''۔

وضاحت:

اس آیت مجیدہ کے ذریعے خداوند کریم نے مصیبت پر صبر کرنے والوں کی مدح سرائی فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبت کے وقت روتے چلاتے اور آہ و بکاء نہیں کرتے تو آپ غم امام حسین علیہ السلام میں آہ بکاء کیوں کرتے ہو جبکہ مصیبت پر صبر کرنے کو تو خدا نے اپنی مقدس کتاب میں مومنین کا شیوہ قرار دیا ہے؟

جواب:

اس آیت کریمہ میں خداوند کریم نے اپنے مخلصین بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ میرے امتحان یا آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ان کی زبان پر میری قضاوقدر کے خلاف کوئی بھی شکوہ وشکایت جاری نہیں ہوتا یعنی ہر حال میں وہ میرے شکرگزار ہی نظر آتے ہیں۔

اور اس آیت کو کسی کے غم ومصیبت پر گریہ کرنے یا رونے یا ماتم کرنے کی حرمت پر دلیل بنانا قطعا درست نہیں ہوگا کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین جنھوں نے اپنے عزیز و اقارب کی مصیبت پر گریہ وزاری اور ماتم داری قائم کی ہے کیا ان انبیاء اور صالحین بندوں نے حکم الہی کی مخالفت کی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں۔

اس کی واضح مثال فراق حضرت یوسف علیہ السلام میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا

اس طرح گریہ زاری اور آہ و بکاء کرنا کہ ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور کمر خمیدہ ہوگئی یا حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر گریہ کرنا سید الشہداء حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت پر گریہ کرنے والی مستورات کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا خیر کرنا کتب فریقین سے ثابت ہے۔

اگر اس آیت کو مرنے والے کی مصیبت یا غم پر رونے کی حرمت کی دلیل بنائی جائے تو اس سے لازم یہ آتا ہے کہ (نعوذ باللہ) ان انبیاء مرسلین علیہم السلام نے امر الٰہی کی مخالفت کی ہے جو کہ عقلاً محال ہے۔

اعتراض: اگر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے مصائب پر رونے کی بجائے صبر کرتے تو اچھا تھا ؟

جواب:

یہ معصوم نبی علیہ السلام کو اپنی طرف سے مشورہ دینے والی بات ہے جو کئی ایک لحاظ سے درست نہیں۔ کیونکہ نبی خدا کا قول وفعل ہی خدا کی شریعت اور حکم خدا ہے اور کوئی بھی نبی حکم الٰہی کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔

جواب۲:

جو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے مصائب پر روتے رہے یہ رونا ممدوح ہے نہ کہ مذموم کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام پر کیے جانے والے مظالم کو بیان کرنا چاہتے تھے اور ساتھ یہ بھی سنت قائم کرنا چاہتے تھے کہ مظلومین کی مصیبت کو یاد کر کے رونا انبیاء کی سنت ہے۔

اور جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی مظلومیت کو بیان

داری کا مقصد بھی یہی ہے کہ مظلوم کی حمایت اور ظالم کے ظلم کے خلاف آواز حق اور صدائے احتجاج کو بلند کیا جائے اور ظالم و جابر کے خلاف آواز حق بلند کرنا افضل جہاد ہے۔

ظلم پر صبر واجب نہیں

ان الصبر علی قضاء الله واجب واما الصبر علی ظلم الظالمین غیر واجب

(تفسیر کبیر سورۃ یوسف)

فخر الدین رازی اپنی کتاب تفسیر الکبیر میں سورہ یوسف کی تفسیر کے ضمن میں صبر پہ بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقط خدا کی قضاء پر صبر واجب ہے لیکن ظالمین کے ظلم پر صبر واجب نہیں بلکہ ظالم سے نفرت دلانے کیلئے اس کے مظالم کو ذکر کرنا بے صبری نہیں شجاعت ہے اور ہماری اس عزاداری کا مقصد بھی ظالمین سے نفرت دلانے کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہمیں کیونکہ کسی بات کا خوف نہیں تبھی تو سڑکوں پر نکل کر حسینیتؑ کی حمایت کا پرچار کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور یزید اور یزیدیت اپنے خلاف اس صدائے احتجاج سے خائف ہے لہٰذا اس کی مخالف ہے۔

حضرت نبی اکرمؐ کا حضرت علیؑ کو شہادت کی بشارت دینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا۔

ابشر فان الشھادۃ من ورائك فكيف صبرك اذاً فقلت يا رسول الله ليس هذا من موطن الصبر ولكن من مواطن البشرىٰ والشكر

(شرح نہج البلاغہ جلد نمبر ۹ صفحہ ۳۰۵)

''حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام بشارت ہو بے

شک شہادت آپ کے پیچھے ہے تو اس پر کس طرح صبر کر سکو گے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مقام صبر نہیں ہے یہ مقام شکر ہے''۔

کیا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو شہادت کی خبر دی ہے اور ساتھ فرمایا اے علی علیہ السلام آپ کیسے صبر کریں گے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ تم شہادت کی خبر سن کر جزع وفزع کرو گے؟ بلکہ مطلب یہ تھا کہ تم شہادت کی خبر سن کر اس انتظار میں ہو جاؤ گے کہ کب امت کا شقی اور بد بخت ترین فرد میرے سر کے خون کیساتھ میری داڑھی کو خضاب کرے گا؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ مصیبت رونا

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر گریہ کرنا اور دھاڑیں مار مار کر رونا کتب فریقین سے ثابت ہے۔ جیسا کہ راویت میں ہے

فقال له عبد الرحمن بن عوف و انت یا رسول الله فقال رسول الله یا ابن عوف انها رحمه فقال رسول الله ان العین تدمع والقلب یحزن ولاتقولوا الا ما یرضی ربنا وانا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون

(صحیح بخاری کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۱۶ طبع مصر)

''عبد الرحمن بن عوف بیان کرتا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھ کر عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر رو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ رونا اللہ کی رحمت ہے اور فرمایا میری آنکھ رو رہی ہے دل

غمگین ہے لیکن زبان سے وہی بات کہوں گا جو میرے خدا کو پسند ہے اور فرمایا اے ابراہیم علیہ السلام ہم تیرے فراق میں غمگین ہیں۔

نبی کریمؐ کا سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی شہادت پر رونا

جناب ابن مسعود بیان کرتے ہیں

ما رأينا رسول الله باكياًأشد من بكائه على حمزةؑ و وضعه في قبلته ثم وقفه على جنازته و انتخب حتى غشي من البكاء

(سیرۃ حلبیہ ج۲ ص۲۶۰ طبع مصر)

''ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جتنا حضرت حمزہ علیہ السلام کے جنازے پر شدت کے ساتھ روتے ہوئے دیکھا ہے اتنا کبھی بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جنازے کو قبلہ رخ رکھا اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کے روتے روتے غش کھا گئے۔

نبی اکرمؐ کا حضرت حمزہ علیہ السلام کے جنازے پر رونے والی عورتوں کے حق میں دعا

راوی بیان کرتا ہے

آواز گریه زنان از خانه حمزه شنید پرسید که این چی آواز است گفتند زنان انصار بر عم تو گریند پس دعا کرد وانحضرت فرمود رضی الله عنکن وعن اولاد کن و عن اولاداولاد کن

(مدارج النبوہ ج ۲ ص ۱۳۲ محدث عبدالحق دہلوی)

''نبی کریمؐ نے حمزہؓ کے گھر سے عورتوں کے رونے کی صدائیں سنیں اور پوچھا یہ رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟ جواب ملا کہ انصار کی عورتیں آپ کے چچا پر رو رہی ہیں تو نبی کریمؐ نے ان عورتوں کے حق میں فرمایا اللہ تم سے راضی ہو تمہاری اولاد سے راضی ہو اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو''۔

اگر صبر سے مراد مصیبت پر نہ رونے کا حکم ہوتا تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا ہے جو قرآن کے ظاہر اور باطن اور ہر آیت کے معنی و مفہوم سے خوب واقف ہیں وہ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی وفات پر رونے کی بجائے صبر کرتے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا روئے کہ غشی طاری ہونے تک نوبت آ پہنچی۔

کیا صبر کی آیت کا مفہوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے تھے کہ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات اور اپنے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت پر اتنا روئے کہ روتے روتے حالت غشی میں آ گئے کیا نعوذ باللہ آپ نے حکم خدا کی مخالفت کی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ مصائب کو یاد کر کے رونا اور واویلا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ وہ صاحب شریعت محمدؐیہ ہیں' ان کا عمل شریعت محمدیہ ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ عمل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

اعتراض: بعض روایات میں رونے اور جزع وفزع کی مذمت کی گئی ہے۔

جواب:

ہر وہ رونا جزع وفزع کرنا اور واویلا کرنا قابل مذمت ہے جس کے ذریعے خدا کی قضا وقدر اور عدالت کو جھٹلایا جائے یعنی خدا کی قضا وقدر کے خلاف زبان پر شکوہ جاری ہو جس

سے رحمت خداوندی سے ناامیدی لازم آئے اور آہ و بکاء اس کے ذریعے خدا کی قضاوقدر کے خلاف جسارت پیدا ہولیکن مظلوم سے الفت اور ظالم سے نفرت اور ظالمین کے چہروں سے نقاب الٹنے کے لئے رونا پیٹنا ماتم کرنا قبیح نہیں جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں رورو کر اپنی آنکھوں کی بینائی کھودی لیکن کبھی بھی اپنی زبان پر خدا کی قضاوقدر کے خلاف جملہ نہیں لائے۔

اسی طرح ہم عزادران سید الشہدا سڑکوں پر جلوس نکالتے ہیں ماتم کرتے ہیں نوحہ پڑھتے ہیں اور محبت امام حسین علیہ السلام میں اپنے جسم کو زنجیر زنی کے ذریعے لہولہان کرتے ہیں نعوذ باللہ ہم ان مراسم عزا کے ذریعے خدا کی قضاوقدر کے خلاف احتجاج یا شکوہ شکایت نہیں کرتے۔ ہمارا یہ احتجاج خدا کی قضا قدر کی خلاف نہیں بلکہ ظالمین کے ظلم کے خلاف ہے اور ہم مراسم عزا کے ذریعے یزیدیت سے خون امام حسین علیہ السلام کا قصاص طلب کرتے ہیں اور قاتلین امام حسین علیہ السلام کے چہروں کو بے نقاب کرتے ہیں ہماری یہ عزاداری بنوامیہ کے ظلم کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرے کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور ہم ان مراسم عزا کے ذریعے قاتلان امام حسین علیہ السلام کو کیفر کردار تک پہچانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان مراسم عزاداری کے ذریعے امت اسلامیہ کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ کس جرم میں گلستان نبوت کو اجاڑ ا گیا ہے؟ اور دشمن اس عزاداری کی حقیقت کو خوب سمجھتا ہے۔ جیسا کہ غزالی کہتا ہے: واعظ پر حرام ہے کہ وہ شہادت امام حسین علیہ السلام کو پڑھے کیونکہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے پڑھنے اور سننے سے کچھ پردہ نشینوں کے چہرے بے نقاب ہونے کا خطرہ ہے۔

یہی وجہ ہے دشمنان حسینؑ نے عزاداری کو مٹانے کے لئے کبھی قلم استعمال کیا تو کبھی بم استعمال کیے تا کہ کہیں خون امام حسین علیہ السلام کے چھینٹے بزرگان سلف کے لباس خلافت پہ نمایاں نہ ہو جائیں۔

زندہ پر رونے کے جواز کا بیان

ہمیشہ مخالفین عزاداری سید الشہداؑ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ شہید زندہ ہوتا ہے اور زندہ پر رونا مومن کی شان کے منافی ہے کیونکہ قرآن میں شہید کی زندگی کا تذکرہ یوں فرمایا گیا ہے۔

"ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل للہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون"(پ۴)

''وہ لوگ جو راہ خدا میں شہید کردیے جاتے ہیں انہیں مردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کی طرف سے رزق پاتے ہیں''۔

خداوند کریم نے اس آیت مجیدہ میں شہید کی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کو اپنی طرف سے ملنے والے رزق کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جبکہ روافض ان زندوں پر روتے ہیں ماتم بھی کرتے ہیں اور نوحے بھی پڑھتے ہیں گویا ان رافضیوں نے زندہ پر رو پیٹ کر بے صبری کا مظاہرہ کر کے عقل و خرد کا جنازہ نکال دیا ہے۔اور ان کا یہ عمل زندوں پر رونا پیٹنا قرآنی نص کے مخالف ہے۔

جواب :

اس طرح کے اعتراض کرنے والے جن ذوات مقدسہ کو زندہ کہہ رہے ہیں پہلے تو ان ذوات مقدسہ کے بارے میں یہ لوگ کہتے تھے اب وہ دنیا سے جا چکے ہیں اب ان کا رابطہ دنیا کیساتھ منقطع ہو چکا ہے اب وہ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کے استغاثہ کا جواب دے سکتے ہیں حتی کہ ایک مفتی نے یہاں تک کہہ دیا کہ نعوذ باللہ مردہ محمدؐ سے میرا عصا بہتر ہے۔(عبدالوہاب نجدی)

تو جیسے ہی ہم محبان اہلبیت علیہم السلام نے ان شہداء کی عزاداری کو منانا شروع کیا اور ان شہداء کے قاتلوں سے خون کا قصاص طلب کرنا شروع کیا اور قاتلوں کے چہروں کو بے نقاب کرنا چاہا تو اب ان شہداء کی زندگی اور ان کو رزق ملنے کا اقرار کر کے ہم پر اشکالات کرنے شروع کر دیے آخر ایسا کیوں؟

معلوم ہوتا ہے عزاداری سید الشہداءؑ اس طاقت اور صلاحیت کی حامل ہے کہ جس بات کو ہماری تحریریں اور تقریریں نہ منوا سکیں اس کو عزاداری سید الشہداءؑ نے منوالیا چونکہ ان کو مردہ کہنے والے اور ان کا دنیا سے رابطہ منقطع سمجھنے والے اور اپنے عصا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر سمجھنے والے فوراً مان گئے کہ شہداء زندہ بھی ہیں اور خدا کی طرف سے رزق بھی پاتے ہیں۔

جواب:

جب شہید زندہ ہیں اور زندہ پر رونا ماتم کرنا نوحہ پڑھنا جائز نہیں ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا زندہ پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور کیا زندہ کو کفن پہنانا جائز ہے؟ اور کیا زندہ کو دفن کرنا جائز ہے؟

اور کیا زندہ کی بیوی کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے یقیناً جواب نفی میں آئے گا کہ وہ شہید زندہ ضرور ہیں مگر ان کی زندگی ہمارے شعور سے بالاتر ہے جب ان کی زندگی کا ہم شعور نہیں رکھتے تو پھر ملاں کے شعور سے ماوراء زندگی سے تعلق رکھنے والی ذوات مقدسہ کے شعائر و مراسم عزا کے متعلق مختلف قسم کے فتوے دینا بھی ایک لاشعوری فعل شمار ہوگا۔

لہٰذا شہید کی زندگی ہماری مادی زندگی نہیں ہے تاکہ ان کی شہادت کا مقصد لوگوں کو سمجھانے کیلئے برپاء کی جانے والی عزاداری کی نفی کی جاسکے۔

المختصر جس طرح شہید کی زندگی اور رزق کے حاصل کرنے کا ہمیں شعور نہیں اسی طرح

ہم ان شہدا کے مصائب بیان کرتے ہیں یا ان کی عزاداری یا ماتم داری کرتے ہیں تو اس کا بھی بعض لاشعوروں کو شعور نہیں۔

جواب :

اگر زندہ کے مصائب پر رونا اور غمگین ہونا خلاف فطرت اور خلاف عقل اور قبیح ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق فیصلہ کرو کہ جنہوں نے اپنے زندہ بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے مصائب میں رو رو کر آنکھیں سفید کر دیں سچ یہ ہے کہ وہی روتا ہے جس کا کوئی تعلق ہو۔ محبت اور رشتہ کے بغیر رونا محال ہے۔

اگر آپ کا تعلق ذرا برابر بھی عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتا تو یقیناً اولاد رسولؐ کے ذبح ہونے پر اور ان کے مصائب کو یاد کر کے رونے والے کے متعلق نا زیبا الفاظ کبھی بھی استعمال نہ کرتے اگر زندہ پر رونا جائز نہیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے زندہ بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام پر کیوں روئے؟

اعتراض:

خداوند کریم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہادت کے بعد ایک اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا ہے لہٰذا آپ پر رونا ٹھیک نہیں ہے؟ بلکہ خوش ہونا چاہیے۔

جواب:

کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا حضرت یوسف علیہ السلام کے مرتبہ نبوت کو دیکھ کر تھا کہ اللہ نے ان کو نبوت کیوں دی یا حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت کو دیکھ کر تھا کہ خدا نے ان کو اتنا جاہ وجلال کیوں عطا کیا ہے؟ یقیناً جواب یہی آئے گا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق رونا ان کے جاہ جلال کی وجہ سے

نہیں تھا بلکہ اس لئے روتے تھے کہ میرے یوسف علیہ السلام کو طمانچے کیوں مارے گئے؟ انہیں کنویں میں کیوں گرایا گیا؟ اوران کو غلاموں کی طرح کیوں فروخت کیا گیا؟

تو جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے عظمت وجلالت اور مقام نبوت پر فائز ہونے کی وجہ سے نہیں روتے تھے بلکہ ان پر ڈھائے جانے والے مصائب کی وجہ سے روتے تھے۔ ہم عزاداری میں بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقام ومنزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں روتے کہ خدانے ان کو رتبہ شہادت پر فائز کیوں کیا بلکہ ان کے مصائب کو مدنظر رکھتے ہوئے روتے ہیں بلکہ ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کو مدنظر رکھتے ہوئے روتے ہیں آخر حضرت امام حسین علیہ السلام کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم میں مخدرات عصمت وطہارت کے خیام کو آگ لگائی گئی؟ ان کو بے مقنعہ وچادر قیدی بنا کر بازاروں اور درباروں میں کیوں پھرایا گیا؟

آخر رونے میں کیا حرج ہے؟

کسی غم میں رونا ایک فطری عمل ہے۔ مصیبت کے وقت رونا فطرت کا تقاضا ہے جو شخص شدت غم کے باوجود نہ روئے اس کے دل ودماغ کے پھٹنے کا خدشہ ہوتا ہے اگر رونا اسلام میں منع ہے تو پھر نعوذ باللہ اسلام دین فطرت نہ ہوا۔ جب کہ اسلام یقیناً دین فطرت ہے تو پھر وہ کبھی بھی کسی کو رونے سے منع نہیں کرتا رونا بے صبری نہیں بلکہ رحمت خداوندی ہے ۔ جو خود نہ روئے وہ دوسروں کو رلا دیتا ہے جب مولانا صاحب اس دنیا میں تشریف لائے تو آتے ہی رونا شروع کر دیا جس کو اپنی ولادت کا رونا یاد ہو وہ دوسروں کو ہرگز رونے سے منع نہیں کرتا۔ جو اس رونے پر فتوے لگاتے ہیں وہ اس رونے کے اغراض ومقاصد سے خوب واقف ہیں کہ عزاداران امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر رونا کس کس چیز کا مظہر ہے۔

جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو یہ خدشہ تھا کہیں بابا کے رونے سے ہمارا راز فاش نہ ہو جائے صبر کی تلقین کیا کرتے تھے کہ بابا کم رویا کرو کہ زیادہ رونے سے آپ کی آنکھوں کی بینائی چلی جائے گی اسی طرح یہ مفتیان دین بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر رونے والوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر آہ و بکاء کرنے کی بجائے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قرآن پڑھ پڑھ کر بخشو جو حضرت امام حسین علیہ السلام بذات خود قرآن ناطق ہیں وہ ان نابینا حافظوں کے قرآن کی تلاوت کے کس طرح محتاج ہیں۔ ہمارا یہ رونا گریہ و بکاء بلند کرنا ایک عظیم انقلاب کی حیثیت رکھتا ہے جس سے بڑی بڑی طاغوتی حکومتیں لرز جاتی ہیں۔

وفات حضرت ابوطالب علیہ السلام پر نبی کریم کا گریہ

قال علی ابن ابیطالبؑ لما توفی ابیطالبؑ بکیٰ رسول اللہ بکاءً شدیدا

(تذکرۃ الخواص، سبط ابن جوزی)

''حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں جب میرے والد حضرت ابو طالب علیہ السلام کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھاڑیں مار مار کر روئے''۔

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا جس میں محسن رسالتؐ کا انتقال ہوا اور محسنہ اسلام حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کا وصال ہوا۔

اگر مرنے والے پر آہ و بکاء کرنا جائز نہیں تھا تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محسن رسالت چچا حضرت ابوطالب علیہ السلام کی وفات پر آہ و بکاء کیوں کی؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کی وفات کے موقع پر نعوذ باللہ آیتِ صبر کے مفہوم کو

بھول گئے تھے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ مصائب کو یاد کر کے رونا مذموم نہیں بلکہ ممدوح ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

اعتراض: شریعت مقدسہ نے وقت مصیبت آہ وبکاء سے منع فرمایا ہے؟

جواب:

ہر اس آہ و بکاء سے منع کیا گیا ہے جو خدا کی معصیت کا سبب بنے یعنی جس کے ذریعے خدا کی قضاء وقدر کو جھٹلایا جائے ورنہ فرط محبت اور اظہار غم کی خاطر آہ وبکاء کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور سید الشہداءؑ کے مصائب سن کر رونے سے خدا کی ہرگز معصیت لازم نہیں آتی یعنی ہم اپنی آہ و بکاء کے ذریعے خدا کی قضاؤ قدر کو جھٹلاتے نہیں بلکہ امت اسلامیہ کو مظلوم کی حمایت اور ظالم سے نفرت کا پیغام دیتے ہیں۔

چونکہ ہمارا اس عزاداری وگریہ وزاری و ماتم داری کے ذریعے انسانیت کو قاتلان نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشاندہی کروانا مقصود ہے مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام پر رونے میں اجر عظیم بھی ہے جیسا کہ راوی بیان کرتا ہے۔

کان علی ابن الحسینؑ یقول ایّما مومن دمعت عیناہ لقتل الحسینؑ حتی تسیل علی خدیہ بوّأہ اللہ غرفاًیسکن فیھا احقاباً (تفسیر قمی ج۲ص۲۹۱)

''علی ابن الحسین امام سجاد علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کی مظلومیت پر اتنا روئے کہ آنسو اس کے رخساروں پر گرنے لگے ان بہنے والے آنسوؤں کے بدلے میں خدا اس کو جنت میں ایک ایسا گھر عطا فرمائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا''۔

اعتراض:

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا خوش ہونے کی بجائے رونے لگے؟

جواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے نہیں روئے بلکہ امت کے ظلم و جفاء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رونے پر مجبور کردیا کہ یہ امت کلمہ بھی میرا پڑھے گی اور اپنے ہاتھوں کو میری اولاد کے ناحق خون سے رنگے گی جیسا کہ روایت کے اندر اس کی صراحت موجود ہے۔

اعتراض:

حضرت امام حسین علیہ السلام روز عاشور کو شہید ہوئے تھے شیعہ حضرات پہلی محرم سے ہی کیوں رونے لگ جاتے ہیں حالانکہ حضرت امام حسین علیہ السلام تو ان دنوں میں زندہ تھے؟

جواب:

اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد جب اہل بیت رسول علیہم السلام پر ظلم و جور کی بنیاد رکھی گی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کردیے گئے تھے باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ۶۱ ھ روز عاشور کو شہید ہوئے تھے۔آپ امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے کیوں روتے ہیں؟ تو اس کے جواب میں ہم اتنا ہی عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کائنات میں ایسا واحد مظلوم ہیں کہ جس کی ولادت کے موقع پر ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے ظلم و جفا کی خبر سن کر رونے لگے۔اگر زندہ پر رونا جائز نہیں تھا تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر کیوں گریہ فرمایا؟ زندہ امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کو یاد کر کے رونا مخالف شریعت نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

اب صحیح معنوں میں سنّی یعنی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے والا وہی ہوگا جو زندہ امام حسین علیہ السلام کی عزاداری' گریہ زاری' ماتمداری بجالائے گا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام کی رونے والوں کے حق میں دعا

عن معاویہ بن وھب انہ سمع الامام صادقؑ یقول فی سجودہ اللھم ارحم تلك الوجوہ التی غیرتھا الشمس وارحم تلك الخد ود التی تقلبت علی حفرۃ ابی عبداللہ الحسینؑ وارحم تلك الاعین التی جرت دموعھا رحمۃ لنا وارحم تلك القلوب التی جزت و احترقت لنا وارحم تلك الصرخہ التی کانت لنا اللھم انی استودعك تلك الانفس والابدان حتی توفیھم علی الحوض یوم العطش الاکبر

(کامل الزیارات شیخ الطائفہ ابوالقاسم جعفر بن محمد قولویہ ص ۱۱۶)

''معاویہ بن وہب بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کو سجدہ کی حالت میں یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ اے الٰہی ان چہروں پہ رحم فرما جو قبر سید الشہدا ؑ سے مس ہوتے ہیں اور ان آنکھوں پہ رحمت نازل فرما جو ہماری مصیبت میں روتی ہیں اور ان کے آنسو ہمارے لئے رحمت ہیں اور ان دلوں پہ رحم فرما جو ہماری محبت

میں بے قرار ہیں اور اس چیخ و پکار پہ رحم فرما جو ہماری مظلومیت کے پرچار کیلئے بلند ہوتی ہیں۔ اے اللہ! میں ایسے نفوس اور جانیں تیری امان میں دیتا ہوں اور تو ان کو اس دن حوض کوثر سے سیراب فرما جس دن پیاس ہی پیاس ہوگی''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے عزادار کا کتنا بلند مقام ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آپ علیہ السلام کی مصیبت پر رونے والوں کے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہمیں حضرت امام صادق علیہ السلام کی دعا کا مستحق عزاداری سید الشہدا ء نے بنایا ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام ہماری آنکھوں اور دلوں کے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔ کیونکہ جو آنسو غم حسینؑ میں مومن کی آنکھوں سے بہتے ہیں وہ آل محمد علیہم السلام کے زخموں پر مرہم کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے امر کو زندہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہیں اور یہ آنسو ان کے دشمنوں کے خلاف احتجاج کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ خدایا ہمیں زیادہ سے زیادہ آل محمد علیہم السلام کے مصائب پر رونے کی توفیق عطا فرما۔

غم امام حسینؑ میں سورج کا رونا

روایت میں ہے۔

قال لما قتل الحسینؑ ابن علیؑ انه انکسفت الشمس کسفة حتی بدأت الکواکب نصفه النهار ظننا انها هی) (مقتل خوارزمی)

''جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا سورج کو ایسا گرہن لگا کہ دوپہر کو ستارے نظر آنے لگے یہ دیکھ کر تو ہم نے یہ گمان کیا کہ آج کوئی بڑی مصیبت کا دن ہے''۔

غمِ امام حسینؑ میں آسمان کا رونا

روایت میں ہے

لما قتل الحسینؑ اسود ت السماء و ظهرت الکواکب نهاراً حتیٰ رأت لجوزاء و نقط الاحمر (تاریخ ابن عساکر باب حالات امام حسینؑ)

''جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا آسمان کا رنگ سیاہ ہو گیا اور دن کو ستارے ظاہر ہونے لگے اور سرخ قسم کی مٹی اڑنے لگی''۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ!

قال ابو جعفرؑ کان قاتل یحییٰ بن زکریا ولد زنا و قاتل الحسینؑ ابن علیؑ ولد زنا

''حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں کے قاتل حرام زادے تھے اور فقط ان دونوں شہیدوں کی شہادت کے موقع پر آسمان کا رنگ سرخ ہوا''۔

روی عن زرارہ قال قال ابو عبد اللہ یا زرارہ ان السماء بکت علی الحسین اربعین صباحا بالدم وان الارض بکت اربعین صباحا بالواعد وان الشمس بکت اربعین صباحا بالکسوف والحمرة وان الجبال تقطعت وان البحار تفجرت (کامل الزیارات)

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا اے زرارہ آسمان چالیس دن تک حضرت امام حسین علیہ السلام پر خون روتا رہا ہے اور زمین چالیس دن تک سیاہی روتی رہی ہے اور سورج کو چالیس دن تک گرہن لگا رہا ہے اور پہاڑ پھوٹ پڑے اور سمندروں سے پانی ابلنے لگا''۔

غم امام حسینؑ میں پتھروں کا رونا

راوی نے بیان کیا کہ اہلسنت کے مشہور مؤرخ اور مفسر جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں روایت کرتے ہیں کہ

لم یقلب حجر البیت المقدس یومئذ الا وجد تحته دم عبیط

(تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی)

''روز عاشور بیت المقدس کا جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون نکلنے لگتا''۔

شیخ بہائی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد الشیخ حسین بن عبدالصمد الحارثی نے مسجد کوفہ سے ایک عقیق پایا جس پر یہ عبارت نقش تھی۔

انا در من السماء نثرونی   یوم تزویج والد السبطین

کنت اصفی من اللجین بیاضا   صبغتنی دماء نحر الحسین

''میں وہ عقیق ہوں جسے امیر المومنین علیہ السلام کی شادی کے دن آسمان سے نچھاور کیا گیا میں چاندی کی طرح سفید اور شفاف تھا مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن میرا رنگ سرخ ہو گیا''۔ (شجرہ طوبیٰ)

آپ نے فرامین معصومین علیہم السلام سے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ کائنات میں واحد مظلوم ہستی سید الشہداؑ کی ہے کہ جن کی شہادت پر ہر غیر ذی روح مخلوق نے اپنے اپنے انداز میں گریہ و بکاء کیا مثلاً آسمان سورج چاند ستارے زمین حتیٰ کہ پتھر بھی غم امام حسین علیہ السلام میں روئے۔ کتنا وہ بدبخت انسان ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونے والوں کو اپنے غلیظ فتوؤں کا نشانہ بناتا ہے۔

واقعاً حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت دیکھ کر انبیاء علیہم السلام کی روحیں کانپ

اٹھیں ۔ یہ سورج کو گرہن لگنا' آسمان کا رنگ سیاہ ہونا' سرخ آندھیوں کا چلنا' ستاروں کا ٹکرانا' پتھروں سے خون نکلنا' سمندروں کا پانی ابلنا یہ ایسے عجیب وغریب حوادث رونما ہوئے جو کہ قیامت کی علامات سے کچھ کم نہ تھے اور مغرب کی یہ سرخی (رنگ شفق) آسمان پر اب بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر خون رونے کا اثر ہے جو کہ قیامت تک باقی رہے گا۔

آسمان اپنی زبان حال سے گواہی دیتا رہے گا کہ نواسہ رسولؐ سب سے بڑھ کر مظلوم مارا گیا ہے اب اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونا بدعت ہے تو روز عاشور سے لے کر آج تک کائنات کی جو چیزیں غم حسین علیہ السلام منا رہی ہیں کیا وہ بدعتی ہیں تو ہم ان مفتیان دین کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر بدعت سے بچنا ہے تو بدعتی آسمان کے سائے سے نکل جاؤ اور بدعتی سورج کی تمازت سے فائدہ نہ اٹھاؤ اور بدعتی پہاڑوں سے نکالے جانے والے معدنیات ہرگز استعمال نہ کرو اور بدعتی ستاروں سے اپنے نظام اوقات کو درست نہ کرو اور بدعتی سمندروں کے پانی سے وضو کر کے بدعتی نمازیں نہ پڑھو۔

اگر تمہارے اندر ذرہ برابر بھی غیرت ہے تو اس کائنات کے بدعتی فلکی نظام سے مستفید ہو کر اپنے آپ کو بدعات کا مجموعہ قرار نہ دو اگر یہ کائنات کی عزاداری بدعت ہے تو پھر وہ انسان کس طرح مومن کہلائے گا جو ہر وقت اپنے فوائد حاصل کرنے میں بدعتی نظام کا محتاج رہتا ہے ۔ لہٰذا کائنات نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر گریہ وبکا کر کے ثابت کر دیا کہ کوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر روئے یا نہ روئے ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کا پرچار قیامت کی صبح تک کرتے رہیں گے۔

نبی کریم کا جناب حسنینؑ کی وجہ سے خطبہ چھوڑ نا

کان النبی یخطب فجاء الحسن والحسینؑ علیھما قمیصان احمران فیھما فنظر النبی فقطع کلامہ فحملھما ثم عاد الی المنبر ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولاد کم فتنۃ رائت ھذ ین یعثران فی قمیصھما فلم اصبر فقطعت کلامی فحملتھما (جامع ترمذی ج۲ ص۵۸۷)

"راوی بیان کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اسی اثناء میں حسنین شریفین علیہما السلام تشریف لائے جو سرخ قمیص زیب تن فرماتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور اپنے خطبہ کو چھوڑ دیا آ کر اپنے نواسوں کو اٹھایا اور پھر منبر پہ تشریف لائے اور فرمایا بیشک مال اور اولاد آزمائش ہیں اور میں ان دونوں کو ان کی قمیص کے دامن سے الجھنے کی وجہ سے گرتے دیکھ کر صبر نہ کر سکا اور مجھے اپنا خطبہ چھوڑ کر ان دونوں کو اٹھانا پڑا"۔

اگر ہر موقع پر بے صبری مذموم ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ چھوڑ کر امامت کو اٹھا کر ہرگز نہ فرماتے "فلم اصبر" کہ میں صبر نہیں کر سکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو مسجد کے دروازے پر گرتے ہوئے دیکھ کر صبر نہیں کر سکے تو میدان کربلا میں زین ذوالجناح سے زخموں سے چور چور ہو کر آپؑ کا گرنا کیسے برداشت کیا ہو گا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت کو دیکھ کر اور سن کر صبر نہ کرنا بدعت نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

نواسۂ رسولؐ کی عزاداری

مدینہ رسولؐ میں نواسہ رسولؐ کی عزاداری

ولما دخل حرم الحسینؑ المدینة عجت نساء بنی ھاشم و صارت المد ینہ صیحة واحدة (مقتل الخوارزمی ج ۲ص ۷۶)

''جب حرم حضرت امام حسین علیہ السلام اسیری کے بعد مدینہ میں داخل ہوئے تو بنی ہاشم کی عورتیں اس طرح روئیں کہ مدینہ ماتم کدہ بن گیا''۔

ابن قتال نیشاپوری بیان کرتا ہے جب بنی ہاشم کا قافلہ مدینے میں داخل ہوا

فلم یسمع واعیة مثل واعیة بنی ھاشم فی د ورھم علی الحسین ابن علیؑ (روضۃ الواعظین ج ۲ص ۱۹۲)

''جیسی چیخ و پکار آہ وبکا گریہ وزاری بنی ہاشم کی عورتوں نے اپنے گھروں میں حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کی مصیبت پر کی ایسی کبھی بھی نہیں سنی گئی''۔

روی ابن جوزی باسنادہ عن عماد الذ ھبی عن ابی جعفر قال (لماقدموا المد ینة خرجت امراة من بنات عبد المطلب نا شرة شعرھا واضحة ماذا تقولون ان قال نبیکم ماذا فعلتم وانتم خیر امم بعترتی وباھلی بعد مفتقد ی منھم اساریٰ وقتلیٰ ضربوا بلدا ما کان ھذا جزائی ان نصحت لکم ان تخلفونی بسوٓءٍ فی ذوی رحمه (البدایہ والنھایہ ص ۱۹۹ ج ۸)

''راوی بیان کرتا ہے کہ جب اہل بیت نبوت کا قافلہ مدینے واپس پہنچا تو بنات عبدالمطلب علیہ السلام میں سے ایک خاتون کھلے سر ماتم کرتی ہوئی گھر سے باہر نکلی اورلوگوں سے مخاطب ہوکر یہ نوحہ پڑھ رہی تھیں اس وقت تم کیا جواب دو گے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ تم تو بہترین امت تھے میرے بعد

میری اولاد سے کیا سلوک کیا' میری اولاد میں سے بعض کو شہید کیا اور بعض کو قیدی بنایا' کیا یہی جزاء ہے جس کی میں نے تمھیں وصیت کی تھی کہ میری اولاد کا احترام کرنا''۔

اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت اور مظلومیت کی داستان سن کر دھاڑیں مار کر رونا جائز نہ ہوتا تو خاندان نبوت کی مستورات ہرگز نہ روتیں اور بنی ہاشم کی عورتوں نے مدینہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رو کر یہ سنت قائم کر دی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونا خاندان آل محمد علیہم السلام کی سنت ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام تمہارے رونے اور ماتم کے محتاج نہیں ہیں بلکہ تم اپنی بخشش کے اسباب فراہم کرنے کے لئے عزاداری سید الشہدا ؑ کے منعقد کرنے کے محتاج ہو۔

مسجد رسولؐ میں امام حسینؑ کی عزاداری

راوی بیان کرتا ہے کہ اسیری شام سے رہائی کے بعد جب جناب سیدہ زینب علیہا السلام مسجد نبیؐ میں داخل ہوئیں۔

اما زینب فا خذت بعضادتی باب المسجد ونادت یا جداہ انی ناعیة الیك اخی الحسینؑ کلما نظرت الی علی ابن الحسینؑ تجد د حزنها

(بحار الانوار ج ۴۵ ص ۱۹۸)

''جناب سیدہ زینب علیہا السلام نے مسجد کے دروازے کو پکڑا اور ندا دے کر فرمایا! اے نانا میں آپ کو اپنے بھائی حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنانے آئی ہوں بی بی کے آنسو نہیں تھم رہے تھے' آہ و بکا نہیں رک رہی تھی اور جب بھی بی بی' حضرت امام سجاد علیہ السلام کی طرف دیکھتیں تو بی بی' کے حزن و ملال میں اضافہ ہو جاتا تھا''۔

جب جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا قید سے رہائی کے بعد مدینہ پہنچیں تو شہادت

حضرت امام حسین علیہ السلام کی اطلاع دینے کے لئے روضہ رسولؐ پر تشریف لائیں اور اپنے نانا کو تمام حالات واقعات سنائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کو سن کر یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرقد میں تڑپنے لگے ہوں گے۔

اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت سن کر رونا اور رلانا شرعاً جائز نہ ہوتا تو جناب سیدہ زینب علیہا السلام اپنے نانا کی قبر پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کے مصائب بیان کر کے نہ خود روتیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رلاتیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب سن کر رونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

لہٰذا صحیح معنوں میں سنی کہلانے کا حق وہی شخص رکھتا ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر خود روئے اور دوسروں کو رلائے نہ کہ وہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونے والوں کے خلاف کفر کے فتوے لگائے۔

غم امام حسینؑ اور سر میں خاک ڈالنا

ان ام سلمہؓ رأت النبی باکیاً وبرأ سہ و لحیتہ تراب فسألتہ فقال رسول اللّٰہ قتل الحسینؑ آنفا (صواعق محرقہ باب مشہد الحسینؑ)

"جناب ام سلمہ بیان کرتیں ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ رو رہے تھے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی اور غبار ہے میں نے پوچھا یارسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز نے آپ کی یہ حالت بنادی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی ابھی میرا نواسہ کربلا میں شہید کردیا گیا ہے"۔

جناب ام سلمہؓ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں رونا اور اظہار حزن وملال کی خاطر سر اور داڑھی میں مٹی اور غبار ڈالنا نہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اگر کوئی مومن دسویں محرم الحرام کو حزن وملال کے اظہار کیلئے سر پر خاک ڈالتا ہے تو اس کو احمق کہنے والا خود احمق ہے۔ چونکہ غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں سر میں خاک ڈالنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

ولیس یصح فی الأفہام شی　　اذا احتاج النہار الی دلیل

اعتراض:

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر رونا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پر یزید اور سپاہ یزید بھی روئے ہیں اور کیا مومنین کا رونا حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی سنت تو نہیں ہے؟

جواب:

یزید کے رونے کا مقصد مکروفریب اور ریاکاری کے علاوہ کچھ نہ تھا تاکہ مجھے کسی طریقے

سے قتل حضرت امام حسین علیہ السلام سے بری الذمہ قرار دے دیا جائے کیونکہ یزید عمرو عاص کا شاگرد خاص تھا اور معاویہ کا بیٹا تھا مکر و فریب اس کو وراثت میں ملا تھا۔ باقی رہا عمرو عاص و عمر بن سعد کا رونا' یہ عاطفیت وشفقت اور رحم دلی کی بنا پر ہرگز نہ تھا ورنہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد یہ ملعون خیام حسینؑ " کو آگ نہ لگاتے اور چھ ماہ کے ننھے سے بچے حضرت علی اصغر علیہ السلام کے سر کو ان کے لاشے سے کاٹ کر نیزے پہ بلند نہ کرتے۔

اور ان کا رونا بھی محض مکر و فریب اور حیلہ سازی کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتا اگر ان کے رونے سے کوئی کم عقل یہ استدلال کرے کہ قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد وہ اپنے کیے ہوئے مظالم پر پریشان ہو گئے تھے تو یہ سراسر جھوٹ ہے اور ایسے جھوٹوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہو رہا ہے کہ الا لعنة الله علی القوم الکاذبین

اگر قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد قاتلوں کا رونا ان کے تائب ہونے کی دلیل بنائی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ قتل کے بعد انہوں نے یزید کے پاس جا کر فخر و مباحات کے ساتھ اپنے مظالم بیان کیے اور انعامات کا مطالبہ کیا۔ لہٰذا ہمارا رونا یزیدیوں کے رونے کی سنت نہیں ہے بلکہ ہمارا رونا ماتم کرنا حضرت علی علیہ السلام کی بیٹیوں کی سنت ہے جنہوں نے مختلف مقامات پر اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر تازیانوں کی بارش میں بھی ماتم جاری رکھا۔

قرآن نے بے گناہ مومن کے قاتل کی سزا جہنم قرار دی ہے۔

و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم (القرآن)

تو کیا حضرت امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاتل جنتی بن جائیں گے۔ وکلاء یزید اور قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام کو کچھ تو شرم آنی چاہیے۔

سید الشہداءؑ کا آخری پیغام اپنے شیعوں کے نام

جناب سیدہ سکینہ بنت الحسین علیہا السلام بیان کرتی ہیں کہ آخری وقت میرے بابا کی کٹی ہوئی گردن سے یہ آواز آ رہی تھی اے میرے شیعو! ہمارے مصائب کو فراموش نہ کرنا بلکہ ہمیشہ ہمارے مصائب کو یاد کر کے گریہ و بکا کرتے رہنا اور یہ فرما رہے تھے۔

شیعتی ما ان شربتم ما عذب فاذکرونی

اے میرے شیعو! جب بھی ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا

او سمعتم بغریب او شھید فاندبونی

جب بھی کسی غریب مسافر کی داستان سننا تو مجھ پہ گریہ کرنا

انا سبط الذی من غیر جرم قتلونی

میں وہ نواسہ رسولؐ ہوں کہ جسے بے جرم ذبح کر دیا گیا۔

بجرد الخیل بعد القتل سحقونی

کہ قتل کے بعد میری لاش کو گھوڑوں سے پامال کیا گیا

لیتکم فی یوم عاشورا جمیعا تنظرونی

اے شیعو! کاش تم عاشور کے دن میدان کربلا میں ہوتے اور دیکھتے

کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

کہ کس طرح میں نے اپنے علی اصغرؑ کیلئے پانی مانگا

اور انھوں نے کتنی بے رحمی سے انکار کیا۔ (مصباح الکفعمی)

اگر مظلوم کی مصیبت کو یاد کر کے رونا جائز نہ ہوتا تو حضرت امام حسین علیہ السلام آخری وقت اپنے شیعوں کو اپنی مظلومیت پر رونے کی ہرگز وصیت نہ فرماتے۔

لہٰذا مظلوم کی مصیبت کو یاد کر کے رونا حضرت امام حسین علیہ السلام کی وصیت پر عمل کرنا ہے جو کہ واجب ہے کیونکہ اس رونے سے ایک ظالم کا ظلم ظاہر و عیاں ہوتا ہے اور کسی ظالم کے ظلم کو بیان کرنا حرام نہیں کیونکہ خود ذات باری تعالیٰ نے ظالمین کے مظالم بیان کئے ہیں اور ظالمین پر لعنت کرنے کی سنت قائم کی ہے۔ لعنة الله علی القوم الظالمین

غمِ حسین علیہ السلام میں نوحہ خوانی

غمِ امام حسین علیہ السلام میں نوحہ

نوحہ' نام ہے مرنے والے یا شہید ہونے والے کے محاسن بیان کرنے کا تا کہ اس کے ذریعے گریہ وبکا کیا جا سکے۔ گویا نوحہ سبب بنتا ہے گریہ وبکا کی کثرت کا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور ائمہ علیہم السلام کی سیرت سے مصیبت کے وقت نوحہ خوانی کتب فریقین سے ثابت ہے۔ نوحہ' خواہ نثر کی صورت میں ہو یا نظم کی صورت میں ہو اس میں غلط بیانی سے گریز کیا جائے تو اس نوحہ کے جواز میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک اس کی حرمت پر کوئی دلیل قطعی نہ ہو۔

اب ہم اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں انبیاء علیہم السلام اور ائمہ ھدیٰ علیہم السلام' مخدرات عصمت وطہارت اور ازواج نبی صحابہ کرامؓ کا وقت مصیبت نوحہ پڑھنا کتب فریقین سے پیش کرتے ہیں کہ جس کے مطالعہ کے بعد نوحہ کیخلاف ہر قسم کی اٹھنے والی غلیظ سازش ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا علیہا السلام کا نوحہ

حضرت آدم علیہ السلام و جناب حوا علیہا السلام کے بیٹے جناب ہابیلؑ جب شہید ہوئے تو دونوں نے اپنے بیٹے کی شہادت پر نوحہ پڑھ کر گریہ وبکا کیا

ومکث آدمؑ و حواؑ ینوحان علی ھابیل دھراً طویلا

(یعقوبی ج ۱ ص ۳۰)

''جب قابیل نے حضرت ہابیل علیہ السلام کو شہید کیا تو اس کی شہادت پر حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا علیہا السلام طویل عرصے تک نوحہ پڑھتے رہے''۔

غمِ امام حسین علیہ السلام میں نوحہ

نوحہ' نام ہے مرنے والے یا شہید ہونے والے کے محاسن بیان کرنے کا تا کہ اس کے ذریعے گریہ وبکا کیا جاسکے۔ گویا نوحہ سبب بنتا ہے گریہ وبکا کی کثرت کا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور ائمہ علیہم السلام کی سیرت سے مصیبت کے وقت نوحہ خوانی کتب فریقین سے ثابت ہے۔ نوحہ' خواہ نثر کی صورت میں ہو یا نظم کی صورت میں ہو اس میں غلط بیانی سے گریز کیا جائے تو اس نوحہ کے جواز میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک اس کی حرمت پر کوئی دلیل قطعی نہ ہو۔

اب ہم اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں انبیاء علیہم السلام اور ائمہ ھدیٰ علیہم السلام' مخدرات عصمت وطہارت اور ازواج نبی صحابہ کرامؓ کا وقت مصیبت نوحہ پڑھنا کتب فریقین سے پیش کرتے ہیں کہ جس کے مطالعہ کے بعد نوحہ کیخلاف ہر قسم کی اٹھنے والی غلیظ سازش ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا علیہا السلام کا نوحہ

حضرت آدم علیہ السلام و جناب حوا علیہا السلام کے بیٹے جناب ہابیلؑ جب شہید ہوئے تو دونوں نے اپنے بیٹے کی شہادت پر نوحہ پڑھ کر گریہ وبکا کیا

ومکث آدمؑ و حواؑ ینوحان علی هابیل دهراً طویلا

(یعقوبی ج ۱ ص ۳۰)

''جب قابیل نے حضرت ہابیل علیہ السلام کو شہید کیا تو اس کی شہادت پر حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا علیہا السلام طویل عرصے تک نوحہ پڑھتے رہے''۔

حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے سب سے پہلے شہید کے پہلے نوحہ خواں ہیں۔ گویا جب سے ظلم کی ابتداء ہوئی' مظلوم پر نوحہ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ نوحہ پڑھا تھا۔

تغیرت البلاد و من علیھا　　　و وجه الارض مغبر قبیح

تغیر کل ذی لون و طعم　　　و قلب شاشه الوجه ملیح

''شہروں اور ان میں موجود ہر شی ء کا رنگ بدل گیا' زمین کا چہرہ غبار آلود ہو کر بدصورت ہو گیا۔ ہر رنگدار و ذائقہ دار شی ء کا رنگ اور ذائقہ بدل گیا' خوبصورت چہرے کا دل دکھی اور مغموم ہو گیا''۔ (بحارالانوار)

حضرت نوح علیہ السلام کا نوحہ

حضرت نوح علیہ السلام کا اصلی نام عبدالغفار تھا آپ کثرت سے نوحہ پڑھ کر رویا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا نام نوحؑ پڑ گیا اور خداوند کریم کو آپ کا نوحہ پڑھنا اتنا پسند آیا کہ اصلی نام (عبدالغفار) کی بجائے وصفی نام (نوحؑ) کے ساتھ قرآن میں پکارا۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام و جناب حوا علیہا السلام کا وقت مصیبت نوحہ پڑھنا نوحہ کے جواز پر دلیل ہے کیونکہ اگر نوحہ پڑھنا شرعاً حرام ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کا حرام کو بجالانا ان کی عصمت کے منافی ہے اگر کوئی ملاں نوحہ کی حرمت کا فتویٰ دے کر فخر کرتا ہے تو گویا وہ اپنے ماں باپ (حضرت آدمؑ و حواؑ) کے خلاف جسارت کرتا ہے اب جو ماں باپ کا گستاخ ہو اسے کیا کہنا چاہیے؟ لیکن اتنا ضرور ہے کہ نوحے خوانوں پر کسی بھی قسم کا حملہ کرنا حلال زادوں کا کام نہیں۔ کیونکہ نوحہ لکھنے اور نوحہ خوانی کا حکم خود معصومین علیہم السلام نے دیا اور نوحہ لکھنے اور پڑھنے والوں کو انعامات سے نوازا اور ان کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی۔

ابو بکرؓ کی وفات پر حضرت عائشہؓ کا نوحہ

لما توفي ابو بكر و اقامت عليه عائشه النوح

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۴۹ حوادث ۱۳ھ)

''جب حضرت ابو بکرؓ نے وفات پائی تو جناب عائشہؓ نے نوحہ پڑھنے والی عورتوں کو جمع کیا اور اپنے بابا کی وفات پر نوحہ کے ذریعے خوب گریہ و بکاء کیا''۔

اگر نوحہ پڑھنا شرعاً جائز نہ تھا تو ام المومنین جناب عائشہ نے اپنے باپ کی وفات پر نوحے پڑھنے والی عورتوں کو کیوں بلایا۔ کیا بی بی عائشہ آیت صبر کا مفہوم بھول چکی تھیں ایسا ہر گز نہیں۔ بی بی کے دل میں پدری محبت موجود تھی جس نے اس کو اپنے گھر میں نوحہ خوانی کرنے والی عورتوں کو بلانے پر مجبور کیا اور نوحہ خوانی کے ذریعے اپنے بابا پر گریہ و بکاء کیا اور اپنے دل کے غم کو کچھ کم کیا اگر بی بی عائشہ وقت مصیبت نوحہ پڑھ کر گریہ و بکاء کر سکتی ہے تو ہم شیعیان حیدر کرار حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر نوحے کے ذریعے گریہ و بکاء کیوں نہیں کر سکتے گویا وقت مصیبت نوحہ پڑھ کر گریہ و بکاء کرنا بی بی عائشہ کی سنت ہے۔

وصال پیغمبرؐ پر حضرتِ زہرا سلام اللہ علیہا کا نوحہ

حضرت زہراء علیہا السلام اپنے باباؐ سے مخاطب ہو کر ہمیشہ یہ نوحہ پڑھا کرتی تھی۔

ماذا على من شمّ تربت احمد ان لايشم مد زمان غوالى

''اے باباؐ! جس نے آپ کی مبارک قبر کی مٹی کی خوشبو سونگھ لی ہو تو اس کو ایسی خوشبو پورے زمانے میں کہیں سے نہیں ملے گی''۔

صُبّت عليّ مصائب لو انّها صُبّتْ على الايام صرن ليا ليا

''اے بابا! آپؐ کے بعد مجھ پر ایسی مصیبتیں گزری ہیں کہ اگر وہ دنوں پہ گذرتیں تو وہ سیاہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے''۔

(نورالابصار ص ۴۶ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۴۲ اور مفاتیح الجنان)

اگر نوحہ پڑھنا شرعاً قبیح اور مذموم ہوتا تو حضرت زہراء علیہا السلام اپنے بابا کی وفات پر نوحہ پڑھ پڑھ کر ہرگز گریہ و بکانہ کرتیں۔ تو اب جو مسلمان نوحے کی حرمت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا وہ حضرت زہراء علیہا السلام کی مقدس ہستی پر جسارت کرتا ہے۔ حضرت زہراء علیہا السلام کے نوحوں کی صداؤں نے مدینہ کے درو دیوار کو ہلا کر رکھ دیا یہاں تک کہ اہل مدینہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا حضرت زہراء علیہا السلام سے کہیں اپنے نوحے اور گریہ و بکاء کا وقت معین کریں۔ حضرت زہراء علیہا السلام کا وقت مصیبت نوحہ پڑھنا نوحے کے جواز کے شکوک کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا نوحہ

عن حسین ابن زید قال ماتت ابنة لابی عبدالله فناح علیها سنة ثم مات له ولد آخر وناح علیه سنة ثم مات اسماعیل فجزع علیه جزعاً فقیل لابی عبدالله یناح فی ذلك ؟ فقال رسول اللهؐ قال لما مات حمزة لکنّ حمزة لابواکی له (وسائل الشیعہ باب جواز النوح والبکاء)

''حسین ابن زید بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بیٹی فوت ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس پر سال بھر نوحہ کیا پھر آپ علیہ السلام کا ایک اور بیٹا فوت ہوا تو اس پر بھی ایک سال برابر نوحہ جاری رکھا پھر امام علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وفات پائی تو اس پر آپ علیہ السلام نے سخت

جزع کیا اور تو امام علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا ایسے موقع پر نوحہ کیا جا سکتا ہے تو امام علیہ السلام نے جواب دیا کیوں نہیں کہ جب حضرت حمزہ علیہ السلام شہید ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعجب سے پوچھا کیا میرے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام پر کوئی نوحہ یا گریہ کرنے والی عورت نہیں ہے''؟

اگر کوئی شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر ہونے والے نوحے کو جاہلانہ رسم سے تعبیر کرتا ہے تو گویا وہ حضرت امام صادق علیہ السلام کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ وہی نوحہ تھا جس نے لوگوں کو یزید کے خلاف اعلان بغاوت کرنے کی جرأت پیدا کی اور لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام باغی نہ تھے بلکہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہر نبوت کے سوار تھے کہ نوحہ اپنے اندر وہ عظیم انقلاب برپا کرنے کی قدرت اور صلاحیت رکھتا ہے کہ جس کی بناء پر عمر بن سعد نے میدان کربلا میں شمر کے ذریعے مخدرات عصمت وطہارت سے تازیانوں کے ذریعے نوحہ بند کرانے کی کوشش کی کیونکہ جناب زینب علیہا السلام کے نوحے نے امت محمدی کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حکومت کے باغی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں اور رسالتوں کے وارث اور امین ہیں۔

میدان کربلا میں جناب زینبؑ کا نوحہ

جب حضرت زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی کی لاش کے بکھرے ہوئے ٹکڑے دیکھے تو اپنے نانا کو مخاطب ہو کر نوحہ پڑھا۔

واہ محمدا واہ محمدا صلیٰ علیک ملیک السماء

ھذ ا الحسینؑ بالعراء مرمّل بالدماء ومقطع الأعضاء

و مسلوب العمامة والرداء　　و بناتك سبايا

(البدایہ والنہایہ اور منتھی الآمال)

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین وآسمان کے فرشتوں نے آپ پر صلوٰۃ پڑھی۔ صحراء میں حسین علیہ السلام خون میں لت پت ہے۔ آپ کے بیٹے حسین علیہ السلام کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے ہیں۔ ان کا لباس چھین لیا گیا ہے اور تیری بیٹیاں قیدی بن چکی ہیں''۔

جنابِ ام کلثوم علیہا السلام کا نوحہ

جب قافلہ کربلا سے مدینے کی طرف روانہ ہونے لگا تو جنابِ ام کلثوم علیہا السلام نے مدینہ کو مخاطب ہو کر روتے ہوئے یہ نوحہ پڑھا۔

یا مدینة جدنا لا تقبلینا	فبالحسرآت و الاحزان جئنا
خرجنا منك بالاهلين جمعا	رجعنا لا رجال ولانسآء ولابنيناء
و كنا في الخروج بجمع شملٍ	رجعنا حاسرين مسلبينا
و كنا في امان الله جهراً	رجعنا با لقطيعة خائفينا
و مولانا الحسينؑ لنا انيس	رجعنا و لاحسينؑ به رهيناً
فنحن الضائعات بلا كفيل	و نحن النائحات على اخينا
و نحن السائرات على مطايا	نشال على الجمال المبغضينا
و نحن بنات يسٰ و طه	ونحن الباكيات على ابينا
و نحن الطاهرات بلا خفاءٍ	و نحن المخلصون المصطفونا
و نحن الصابرات على البلا يا	و نحن الصادقون الناصحونا

ألا يا جدنا بلغت عدانا　　　　منا ها و اشتقى الاعداء فينا

(بحارالانوارج ۴۵ص ۹۷ علامہ مجلسیؒ)

''اے نانا کے شہر ہمارے آنے کو قبول نہ کر ہم رنج وغم کے ساتھ واپس لوٹے ہیں ہم تجھ سے عزیزوں کیساتھ یہاں سے نکلے تھے اور اب واپس آئے ہیں تو نہ ہمارے ساتھ مرد ہیں اور نہ بیٹے ہیں۔

نکلتے وقت ہم سب اکٹھے تھے اور جب واپس آئے تو سر ننگے ہیں اور لوٹے ہوئے ہیں اور خدا کی امان میں تھے اور اب لوٹے ہیں تو بھی ظالموں اور ان کی عہد شکنیوں سے خوف زدہ ہیں۔

ہمارے شفیق حضرت امام حسین علیہ السلام تھے اور واپس آئے ہیں تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں دفن کر کے آئے ہیں ہم بغیر وارث کے ہیں اور ہم نے اپنے بھائی پر نوحہ کیا ہمیں اونٹوں پر سوار کیا گیا اور سرکش اونٹوں پر بٹھایا گیا۔

ہم طٰہٰ اور یٰسین کی بیٹیاں ہیں اور ہم باپ کے غم میں رونے والی ہیں ہم بے عیب اور پاک ہیں ہم مخلصین اور برگزیدہ ہیں ہم مصیبتوں پر صبر کرنے والے ہیں۔

ہم سچے نصیحت کرنے والے ہیں نانا، ہمارے دشمنوں کی خواہش پوری ہوگئی ہے۔ ان کے دل ہمارے قتل کے بعد ٹھنڈے ہو گئے ہیں عورتوں کی بے حرمتی کی گئی ہے اور جبری طور پر ان کو اونٹوں پر سوار کیا گیا''۔

حضرت محمد بن حنفیہؓ کا نوحہ

حضرت محمد بن حنفیہ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ نوحہ پڑھا۔

یا ابن اخی این اخی این قرۃ عینی این نور بصری این ابوك این خلیفة

ابی این اخی الحسین (الدمعۃ الساکبہ ج ص۱۶۴)

"بھتیجے! میرا بھائی کہاں ہے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کہاں ہے، میری آنکھوں کا نور کہاں ہے، آپؑ کے والد کہاں ہیں، میرے بابا کا جانشین کہاں ہے، میرا بھائی حسین علیہ السلام کہاں ہے"؟

تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا

یا عماہ اتیتك یتیما

"چچا میں یتیم آیا ہوں"

اور میرے ساتھ یتیم بچوں اور بیوہ مستورات کے علاوہ کوئی نہیں۔

جنابِ ام البنین علیہا السلام کا نوحہ

حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی والدہ جنابِ اُم البنین علیہا السلام کی زبان پر ہمیشہ یہ نوحہ جاری رہتا تھا۔

لا تدعونی و یك ام البنین	تذ کرینی بلیوث العرین
کانت بنون لی ادعی بھم	والیوم اصبحت ولا من بنین
اربعة مثل نسور الربی	قد و اصلو الموت بقطع الوتین

(نفثۃ المصدور ص۲۶۳)

"اب مجھے ام البنین نہ کہنا کیونکہ اس سے مجھے میرے شیر بیٹے یاد آ جاتے ہیں ان بیٹوں کی وجہ سے مجھے ام البنین کہا جاتا تھا اب میرا کوئی بیٹا نہیں اب وہ میرے چاروں بیٹے شہید ہو گئے ہیں جو تیز پرواز عقابوں کی طرح تھے"۔

جیسا کہ آپ نے مذکورہ بالا روایات سے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے غم، مصیبت ومظلومیت کے پرچار کی خاطر خود خانوادہ آل عباء علیہم السلام کی مستورات نے مختلف مقامات پر نوحہ پڑھا ہے۔ کیا مخدراتِ آل محمد علیہم السلام کا حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت پر نوحہ پڑھنا نوحہ کے جواز کی دلیل نہیں؟ اگر عقیدت و محبت کے اظہار کی وجہ سے نوحہ خوانی حرام ہوتی تو یقیناً بنات علیؑ وبتولؑ امام حسینؑ کی مظلومیت پر نوحہ نہ پڑھتیں۔ یہ جناب زینبؑ وام کلثومؑ کا وہی نوحہ تھا کہ جس نے انقلاب برپا کردیا کہ قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام بھی سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ ہم نے حکومت کے باغی کو قتل نہیں کیا بلکہ ہم نے گلستان نبوت کو اجاڑا ہے۔ ہمارا حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت ومظلومیت پر نوحہ پڑھنا، گریہ کرنا کسی صحابی یا صحابیہ کی سنت نہیں کیونکہ ہم حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی ان بہنوں (جناب زینبؑ وجناب ام کلثومؑ) کی سنت پر عمل کرتے ہوئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر نوحہ خوانی کا اہتمام کرتے ہیں کہ جن بہنوں نے اپنے بھائی کی لاش پر تازیانوں کی بارش برسائے جانے کے باوجود اپنے بھائی پر نوحہ پڑھا اور امام وقت (حضرت امام سجاد علیہ السلام) نے منع بھی نہیں فرمایا۔ کیا اس سے نوحہ کا شرعی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ایسے ہی عمل کو ''تقریر معصومؑ'' کے اصول فقہ کے قواعد کی روشنی میں سنت کہا جاتا ہے۔

ماتم کا بیان

ماتم حضرت امام حسین علیہ السلام کا بیان

اپنے رشتہ داروں اور اقرباء میں سے کسی کی مصیبت وغم پر واویلا کرنا جزع وفزع یا منہ پہ طمانچے مارنا سینہ کوبی کرنا اظہار محبت وعقیدت کے اعلی مصادیق میں سے ہے بالخصوص آل محمد علیہم السلام کی محبت میں ان کی مظلومیت کو یاد کر کے ماتم کرنے کے جواز پر کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں چونکہ ماتم کے ذریعے ان کی مظلومیت کو یاد کر کے ان کے ساتھ اظہار عقیدت ومحبت کو ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

آل محمد علیہم السلام کی محبت ہم پر فرض ہے اس کی شارع مقدس نے کوئی حد معین نہیں کی یعنی ان کی مظلومیت کو یاد کر کے تم اس حد تک ان پر ڈھائے جانے والے مصائب کو یاد کر کے غم مناؤ۔اس کو ہمارے دلوں پر چھوڑ دیا ہے یعنی جتنا بھی کسی کے دل میں آل محمد علیہم السلام کے باغ نبوت کے اجڑنے کا درد ہوا تنا ہی وہ اس پر غم منائے۔ چاہے وہ غم رونے کی شکل میں ہو یا ماتم برپا کرنے کی شکل میں ہو۔

یہ آل محمد علیہم السلام کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت اور مظلومیت پر رونا پیٹنا' واویلا کرنا سیرت ائمہ علیہم السلام سے ثابت ہے بلکہ جہاں تک اکابرین اہلسنت کا تعلق ہے ان کے خیر خواہوں کے ہاں بھی اپنے اپنے ہادیان مذہب کی مصیبت اور مظلومیت پر سینہ کوبی کرنا' منہ پہ طمانچے مارنا بال نوچنا' واویلا کرنا ثابت ہے۔ہم آنے والے صفحات میں وقت مصیبت ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماتم کتب اہلسنت سے ثابت کریں گے۔جس کے مطالعہ کے بعد ہر منصف مزاج انسان کا ماتمیوں کے خلاف غیض وغضب کم ہو جائے گا۔

واضح رہے کہ پاکستان میں اہل سنت برادران ہمیشہ سے ہی عزاداری امام حسینؑ میں

پیش پیش رہے ہیں۔ آج بھی لاہور، ملتان، کراچی اور کئی بڑے بڑے شہروں میں تعزیوں کے لائسنس اہلسنت بھائیوں کے نام ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عزاداری کے خلاف اٹھنے والی سازشوں میں شر پسند عناصر کارفرما ہیں۔ ان کا شیعوں اور اہل سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت سارہؑ کا ماتم

فاقبلت امراته فی صرة فصكت وجهها وقالت عجوز عقیم

(سورہ زاریات آیت ۵۱)

''جب فرشتے نے خبر دی جناب سارہ کو بچے کے پیدا ہونے کی تو بی بی نے اپنا منہ پیٹا اور کہا میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں''۔

وضاحت:

جناب سارہ علیہا السلام کو جب فرشتے نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی تو بی بیؑ نے اپنا منہ پیٹا، جب خلاف فطرت بات سن کر تعجب کی وجہ سے بی بی نے اپنے منہ پر ماتم کیا حالانکہ اس بی بیؑ کا تعلق دو معصوم ہستیوں کے ساتھ ہے ایک معصوم نبیؑ کی بیوی ہے اور دوسرے معصوم نبیؑ کی ماں ہے۔ اگر ماتم کرنا حرام ہوتا تو معصوم کی ماں اور معصوم کی بیوی ہرگز ماتم نہ کرتی اور قرآن مجید میں خداوند متعال ان کے عمل کو قرآنی آیت بنا کر نازل نہ فرماتا۔

اعتراض:

بی بیؑ کے ماتم کرنے میں اور شیعوں کے ماتم کرنے میں فرق ہے کیونکہ بی بیؑ نے خلاف فطرت بات کو سن کر تعجب کی وجہ سے منہ پر طمانچہ مارا تھا جبکہ شیعہ ایسے نہیں کرتے؟

جواب:

اگر دیکھا جائے تو حقیقت میں اس بات میں یہاں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اگر خلاف فطرت خبر کو سن کر تعجب کی حالت میں ماتم کرنا جائز ہے تو مہر نبوتؐ کے سوار معصوم امامؑ کا مسلمانوں کے ہاتھوں سے مظلوم شہید ہو جانا اور شہادت کے بعد ان کے سر کو نوک نیزہ پر بلند کرنا اور نبی زادیوں کو قید کرنا بھی خلاف فطرت ہے۔ جس کو سن کر شیعیان مظلوم کربلا نبیؑ کی ماں کی طرح تعجب اور حیرت کی وجہ سے منہ پر طمانچے مارتے ہیں۔ لہٰذا تعجب کی حالت میں منہ پر طمانچے مارنا اور سر پیٹنے کا جواز قرآن سے ثابت ہے۔

اگر بڑھاپے کی حالت میں اولاد کی خبر کا دیا جانا تعجب اور حیران کن بات ہے تو کیا حضرت زہراء علیہا السلام کے لخت جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سر کو نوک نیزہ پہ بلند کرنا تعجب اور حیرت انگیز بات نہیں ہے؟ جب سرِ امامؑ نے نوک نیزہ پر اصحاب کہف والی آیت تلاوت فرمائی تو ایک صحابی نے کہا۔

قصتك اعجب يآ ابن رسول الله

''اے رسولؐ کے بیٹے تمہارا قصہ بہت ہی عجیب ہے''۔

اعتراض:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جزع فزع کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود بھی فقہ جعفر صادق علیہ السلام پر عمل کرنے والے جزع فزع کرنے سے نہیں رکتے؟

جواب:

حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان اس طرح ہے کہ

كل الجزع والبكاء مكروه ماخلا الجزع والبكاء لقتل الحسينؑ

(وسائل الشیعہ باب البکاء لقتل الحسین)

''ہر قسم کی جزع و بکاء مکروہ ہے سوائے قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے''۔

امام علیہ السلام اپنے اس فرمان مقدس کے ذریعے جزع و بکاء کی حرمت بیان نہیں کر رہے بلکہ اسے مکروہ کے حکم سے متصف کر رہے ہیں۔ مگر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مظلومیت کے پرچار کی خاطر جزع و بکاء کراہت سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت پر جزع و بکاء کرنا مکروہ بھی نہیں بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔

غم امام حسینؑ میں نبی زادیوںؑ کا ماتم

ولقد شققن الجیوب و لطمن الخدود الفاطمیات علی الحسینؑ ابن علیؑ

(وسائل الشیعہ ۔ شیخ الحر العاملی علیہ الرحمہ)

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی بیٹیوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر کربلا میں اپنے گریبان چاک کر لیے، چہروں اور منہ پر ماتم کیا''۔

خرجنا من الخیام لاطمات الوجوه ناشرات الشعور (اسرار الشہادات)

''جب خیام میں مخدرات عصمت و طہارت نے مظلوم امام علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو منہ پیٹتے ہوئے اور کھلے بال خیام سے باہر نکلیں''۔

کیونکہ بیبیوںؑ کی ظالموں نے چادریں چھین لی اور خیموں کو آگ لگا دی تھی۔

کربلا میں نبی زادیوںؑ کا ماتم

حتي واصلوا كربلا يوم عشرين من صفر فوجدوا هناك جا بر بن عبد الله الانصاری و جماعة من بني هاشم فاخذ وا باقامة الماتم الی ثلاثة الايام ثم توجهو ا الى المدينه (مقتل ابی مخنف)

''جب حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے شام سے واپس آنے کا ارادہ کیا تو تمام مستورات نے خواہش کی کہ ہمیں کربلا کے راستے سے لے چلو یہاں تک کہ قافلہ بیس صفر کو کربلا پہنچا وہاں جابر بن عبداللہ الانصاری اور بنی ہاشم کے کچھ لوگ موجود تھے اور سب نے مل کر تین دن تک کربلا میں ماتم بپا کیے رکھا پھر قافلہ نے مدینہ کا طرف رخ کیا''۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کا گریبان چاک کرنا

لما قبض علي بن محمد العسكري رای الحسن بن علیؑ فخرج من الدا ر وقد شق قميصه من خلف و قدام (من لا یحضرہ الفقیہ)

''راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت پر میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ نے قمیص کا گریبان دونوں طرف سے چاک کیا ہوا تھا''۔

عن ابراهيم بن الخضيب قال ابو عون الابرش :قرابة نجاه بن سلمة: الى ابی محمدؑ ان الناس قد استوهنو ا من شقك على ابی الحسنؑ فقال يا احمق مالك؟ و زاعق قد شق موسیؑ على هارون

(وسائل الشیعہ باب جواز النوح والبکاء علی المیت)

''جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنا گریبان چاک کیا تو عون ابرش نے آپ کو خط لکھا کہ آپ کے گریبان چاک کرنے کی وجہ سے لوگوں میں کچھ وہم و اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا اے بے وقوف ایسے حالات میں گریبان چاک کرنا کوئی بری بات نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات پر گریبان چاک کیا تھا''۔

مصیبت کے وقت گریبان چاک کرنا اگر خلاف شرع عمل ہوتا تو معصوم امام مصیبت کے وقت اپنا گریبان چاک نہ کرتے۔ حضرت امام علیہ السلام کے گریبان چاک کرنے پر شکوک شبہات کا شکار ہونے والوں کو امام علیہ السلام نے احمق قرار دیا اور فرمایا کہ مصیبت کے وقت گریبان چاک کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔ اگر آج کوئی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت اور مصیبت کو یاد کر کے گریبان چاک کرتا ہے تو وہ حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام کی اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتا ہے اور گریبان چاک کرنے والوں پر اعتراض کرنے والا معصوم امام علیہ السلام کے قول کے مطابق احمق اور بے وقوف ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ماتم کی وصیت کرنا

علی ابن ابراھیم عن ابیه عن حماد بن عیسیٰ عن جریر قال اوصی ابو جعفر بثمانیة مائة درھم لمأ تمه (فروع کافی، منتہی الامال)

''علی ابن ابراہیم نے اپنے باپ ابراہیم سے بیان کیا انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے جریر سے بیان کیا جریر بیان کرتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آٹھ سو درہم اپنے ماتم پر خرچ کرنے کے لئے وصیت کی تھی جو ماتم حج کے موقع پر منیٰ میں کیا جائے''۔

اعتراض:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے دس سال تک منیٰ میں گریہ زاری اور ماتم داری کی وصیت کیوں فرمائی؟ کیا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس گریہ وزاری وماتم داری کے محتاج تھے؟

جواب:

یہ وہی بنیادی' سیاسی اور نفسیاتی راز تھا کہ اگر دس سال برابر ہماری عزاداری منیٰ میں ایام حج کے موقع پر کی جائے گی تو لوگ یقیناً خواب غفلت سے بیدار ہوکر سوال کریں گے کہ یہ کون سا خانوادہ ہے کہ جن پر اس طرح کا ظلم کیا گیا کہ جس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی اور وہ ان ظالمین کو تلاش کریں گے کہ جنہوں نے عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیاء تک نہیں کیا گویا امام منیٰ میں موسم حج کے موقع پر عزاداری کا اہتمام کرا کے باغیان دین ومذہب کی شناخت کرانا چاہتے تھے اسی لئے امامؑ نے منیٰ میں ایسی عزاداری قائم کرنے کی وصیت فرمائی تھی جس کا مقصد فقط احیاء شریعت محمدیؐ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ہمارے دنیا بھر

سے فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے مکہ جانے والے شیعہ حجاج کرام اور کاروان عرفات اور منیٰ میں ہر سال اب تک مجلس عزا اور ماتم حضرت امام حسین علیہ السلام بپا کرتے کر کے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وصیت اور سنت پر کرتے ہیں جن میں لاہور کا مشہور و معروف کاروان حج کاروان منہاج الحسینؑ پرائیویٹ لمیٹڈ پیش پیش ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا وقت مصیبت جزع

قال علی امیر المومنین علی قبر رسول الله ساعة دفن ان صبرا لجمیل الا عنك ان الجزع لقبیح الا عنك (مستدرک الوسائل ج ۲ ص ۴۴۵)

''حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دفن رسولؐ کے وقت قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑے ہو کر فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کرنا اچھا ہے لیکن آپ کی مصیبت پر صبر کرنا اچھا نہیں اور جزع کرنا برا ہے۔ لیکن آپ کی مصیبت پر جزع کرنا قبیح نہیں۔ (''جزع'' بوقت مصیبت واویلا کرنا منہ پر طمانچے مارنا سینہ کوبی کرنا وغیرہ جزع کہتے ہیں۔)

ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ماتم

قالت ان رسول الله قبض وهو فی حجری ثم وضعت راسه علی وسادة وقمت التدم (اللطم) مع النسآء و اضرب وجهی

(تہذیب سیرت ابن ہشام ص ۳۸۶ مصنف عبدالسلام ہارون)

''بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کا سر مبارک میری گودی میں تھا پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک تکیہ پر رکھا اور میں اٹھ کھڑی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں باقی عورتوں کے ساتھ مل کر میں نے اپنا منہ اور سینہ پیٹا''۔

اگر غم حسین علیہ السلام میں ماتم وگریہ وزاری حرام ہے اور ذکر حسین علیہ السلام کی حرمت کے فتوے جاری کرنے والے قاضی شریح کے کردار کے حامل دین فروش مفتیوں اور قاضیوں کی بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ وقت مصیبت ماتم کرنے سے میت کی نیکیاں ختم ہو جاتیں ہیں میت اس ماتمی کے حق میں بددعا کرتی ہے تو پھر ام المومنین حضرت عائشہ سمیت باقی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کونسا فتویٰ جاری کرو گے کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے موقع پر سینہ اور منہ پر ماتم کر کے مفتیوں کے منہ بند کر دیے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے موقع پر امہات المومنین اور ازواج نبی کا ماتم کرنا جائز ہے تو حضرت امام حسین علیہ السلام مظلوم کی شہادت پر مومنین کا ماتم کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

اگر بی بی عائشہ کے ماتم کرنے سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیکیاں ضائع نہیں ہوئیں تو پھر حضرت امام حسین علیہ السلام پر ماتم کرنے سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نیکیوں میں بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

رسول اللہ کی رحلت کے موقعہ پر عورتوں کا ماتمی حلقہ

رسول الله قد توفي على الفراش نسوة حوله وحمرن وجوههن

(البدایہ والنھایہ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۴۳)

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر علالت پر وفات فرمائی حضورؐ کے اردگرد جو مستورات بیٹھی تھیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم کی وجہ سے پیٹ پیٹ کر اپنے منہ سرخ کر دیئے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو ازواج زندہ تھیں کہ جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازے کے آس پاس ماتمی حلقہ بنا کر اپنے منہ پر پیٹا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور مومنوں کی مائیں ماتمی حلقہ بنا کر ماتم کرسکتی ہیں۔تو ہم عزاداران سیدالشہداء اپنی ماؤں کے عمل کی تقلید کرتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر ماتم کیوں نہیں کر سکتے ؟اگر اس قول کو صحیح مان لیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو وقت مصیبت ماتم کرے وہ میری امت سے خارج ہے تو ان ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مفتیان دین کون سا فتویٰ صادر کریں گے کہ جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر اپنے چہروں پر اتنا ماتم کیا کہ چہرے سرخ ہوگئے۔

حضرت عثمانؓ کی بیوی کا ماتم

واذا ارادوا قطع راسه فوقعت نائلة زوجته و ام البنين فصحن وضربن الوجوه (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۸۹)

''جب قاتلوں نے عثمان کے سر کو تن سے جدا کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی زوجہ نائلہ اور ام البنین ان پر گر پڑیں اور دھاڑیں مار کر روئیں اور اپنے منہ پر ماتم کیا''۔

اگر ماتم کرنا صبر والی آیت کے حکم کی مخالفت ہے تو کیا ان کی بیویاں آیت صبر کے مفہوم سے غافل تھیں؟ اگر ماتم کرنا خلاف شرع تھا تو عثمان کی بیویوں نے نعوذ باللہ ایسا کام کیوں کیا حالانکہ عثمان ابھی تک زندہ تھے پھر زندہ پر ماتم کیوں کیا گویا زندہ پر ماتم کرنا ازواج عثمان کی سنت ہے عثمان کی مظلومیت دیکھ کر عثمان کی بیویوں نے قرآن کی تلاوت کیوں نہیں کی تلاوت کی بجائے ماتم کیوں کیا۔

کاش یہ سب تبلیغ حضرت عثمان کی بیویوں کو کیجاتی تا کہ وہ عثمان کی شہادت پر ماتم کر کے عثمان کی نیکیوں کو ضائع نہ کرتیں۔

حضرت عثمان کی بیٹیوں کا ماتم

ذکر ابن جریر انهم ارادوا جزّ رأسه بعد قتله فصاح النساء وضربن وجوههن فیهن امرأته نائلة و ام البنین وبناته (البدایہ والنھایہ ج۷ص۱۸۸)

''ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ جب قاتلوں نے حضرت عثمان کے قتل کے بعد ان کے سر کو قلم کرنے کا ارادہ کیا تو عثمان کی بیویوں اور بیٹیوں نے چیخ وپکار کی اور اپنے چہروں پر پیٹا''۔

اگر وقت مصیبت چیخ وپکار کرنا، منہ پہ طمانچے مارنا قرآنی نص کی مخالفت ہے تو حضرت عثمان کی بیویوں اور بیٹیوں نے قرآن کی مخالفت کیوں کی؟ اب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ماتمیوں کو ازواج عثمان اور بنات عثمان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ جنھوں نے عثمان کی مصیبت پر ماتم کر کے جعلی مفتیوں کے منہ میں لگام دی ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا ماتم

خدیجه را ازیں حال خبر شداز منزل خود بیرون روید ودست بر سر می زد وفریاد کناں (معارج النبوۃ' معین کاشفی رکن سوم باب دوم ص۴۹)

''جب جناب خدیجہ علیہا السلام نے سنا کہ کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی ہے تو بی بی علیہا السلام اپنے گھر سے آہ وبکاء اور سر پیٹتی ہوئی باہر تشریف لائیں''۔

حضرت بلالؓ کا ماتم

پس بیرون آید بلال دست بر سر و فریاد کناں

(مدارج النبوۃ عبدالحق دہلوی ج ۲ ص ۴۲)

''جب حضرت بلالؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نازک حالت دیکھی تو سر پیٹتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے باہر آئے''۔

اگر وقت مصیبت ماتم کرنا مومن کی شان کے منافی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصائب پر جناب خدیجہ علیہا السلام اور مؤذن رسولؐ نے اپنے سر کیوں پیٹے؟ وقت مصیبت ماتم کرنا سنت صحابہ اور سنت ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

سنت ازواجؓ زندہ باد سنت صحابہ پائندہ باد !

اعتراض:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رونے پیٹنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے؟

جواب: یہ حدیث جھوٹی ہے کیونکہ جب اس حدیث کو جناب عائشہ کے سامنے پیش کیا گیا اور پوچھا گیا کیا رونے سے میت کو عذاب پہنچتا ہے تو بی بی نے فرمایا یہ حدیث قرآن کے مخالف ہے۔ (سیرت النبی ج ۲ ص ۵۳ شبلی نعمانی)

کیونکہ قرآن کہتا ہے

لا تزر وازرۃ وزرٰی اخری

''کوئی کسی کے گناہوں کا وزن نہیں اٹھائے گا''

اور یہ حدیث جھوٹی ہے ہم مفتیان دین سے سوال کرتے ہیں کیا آپ زوجہ رسولؐ سے زیادہ قرآن کے معانی اور مفاہیم میں مہارت رکھتے ہیں۔

وقت مصیبت حضرت عمر کا سر میں خاک ڈالنا

وقت مصیبت حضرت عمر نے سر میں خاک ڈالی جیسا کہ روایت میں ہے

حفصه خاتون درمیان امهات مومنین به تند خوئی شهر بے داشت و احیانا بایں جهت خاطر عاطر آں حضرت ملول می شدچنانکه مهمش بجائی رسید که حضرت خواست که او راطلاق دهد وروایتی آن ست که طلاقش دادچوں عمر ایں معنی معلوم کرد خاك بر سر ریخت وفغان بر آورد (معارج النبوۃ رکن چہارم باب پنجم)

''جناب حفصہ باقی ازواج نبی کی نسبت سخت مزاج تھیں جس کی وجہ سے نبی کریمؐ کبھی کبھی زیادہ پریشان ہو جاتے تھے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں طلاق دینا چاہی اور روایت ہے کہ طلاق دے دی جب طلاق کی خبر عمر نے سنی تو سر میں خاک ڈال کر چیخ و پکار کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے''۔

طلاق حفصہ کی خبر سن کر ماتم کرنا واویلا کرنا اور سر میں خاک ڈالنا سنت عمر سے ثابت ہے اگر وقت مصیبت سر میں خاک ڈالنا شرعاً حرام تھا تو حضرت عمر نے یہ حرام کام کیوں کیا؟

اگر طلاق حفصہ کی خبر سن کر حضرت عمر کا سر میں خاک ڈالنا جائز ہے تو بنات نبوتؐ کے بے مقنعہ بازاروں اور درباروں میں قیدی بنا کر پھیرائے جانے کی خبر سن کر شیعیان علیؑ کا سر میں خاک ڈالنا حرام کیسے ہوا؟

اعتراض:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو وقت وصال یہ وصیت فرمائی تھی اے میری بیٹی میں تم سے جدا ہو رہا ہوں میری جدائی پر

واویلا نہ کرنا گریبان چاک نہ کرنا منہ پہ طمانچے نہ مارنا اگر وقت مصیبت ماتم کرنا جائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کو ماتم کرنے سے ہرگز منع نہ کرتے؟

جواب:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت کو ماتم کی حرمت پر دلیل بنانا اصلا درست نہیں کیونکہ اگر ماتم کرنا حرام ہوتا تو ازواج نبیؐ آپ کی وفات پر ہرگز ماتم نہ کرتیں جہاں تک وصیت جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کا تعلق ہے اس کی تفصیل کتاب جلاء العیون میں اس طرح مذکور ہے کہ جب جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے اپنے بابا کی حالت کو نازک پایا تو آپ علیہا السلام اس طرح رونے لگیں کہ آنسو آپ کے رخساروں پر بہنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے دلاسے اور تسکین وتسلی کے طور پر یہ وصیت فرمائی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ رہے تھے کہ جب میری زندگی میں میری اکلوتی بیٹی کی یہ حالت ہے تو مجھ سے جدا ہونے کے بعد میری بیٹی کا کیا حال ہوگا اور ننھے ننھے بچوں کا کیا حال ہوگا جناب زینب وکلثومؑ اور جناب حسنینؑ کو کون سنبھالے گا" جیسا کہ خاندان کے بزرگ وقت مصیبت اپنی اولاد کو دلاسے کے طور پر ایسی وصیتیں فرمایا کرتے ہیں' جیسا کہ عثمان کے قتل کے وقت ان کی بیویوں اور بیٹیوں کا ماتم کرنا کتب اہل سنت سے ثابت ہے۔

حضرت عثمان کی بیویاں اور بیٹیاں وصیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غافل کیوں رہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر کئی صحابہ کرام بے ہوش ہو گئے اور بعض نابینا ہو گئے' اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت سے ماتم پر حرمت کا حکم لگایا جائے تو ان اصحاب رسولؐ اور ازواج رسولؐ کے متعلق کونسا فتویٰ صادر کیا جائے جنہوں نے وصیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے وقت مصیبت ماتم کیا ہے۔

اعتراض:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن جناب زینب علیہا السلام کو اپنی شہادت پر ماتم کرنے سے منع فرمایا؟

جواب:

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی اس وصیت کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ جب جناب زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ سنا کہ میں تھوڑی دیر بعد قتل کر دیا جاوں گا۔ جس سے جناب زینب علیہا السلام کا دل غمگین ہو گیا جس کی وجہ سے تاب ضبط نہ رہ سکی ہاتھوں سے منہ پیٹا اس کے بعد غش کھا گئیں تو امام نے انھیں ہوش میں لانے کی کوشش کی جب قدرے افاقہ ہوا تو یہ وصیت فرمائی جس کے ذریعے شیعوں کو طعنہ دیا جاتا ہے کہ تمھارے امام نے ماتم سے منع کیا پھر تم اپنے آپ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ماتمی بھی کہلاتے ہو اصل بات اس طرح ہے کہ جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے بعد میرے قافلے کی سالار میری بہن ہے جب اس کی یہ حالت میری موجودگی میں ہے یعنی شہادت کی خبر سن کر حالت غشی طاری ہو گئی ہے تو شہادت کے بعد ان کی کیا حالت ہوگی اگر ان کی یہ حالت رہی تو یتیم بچوں کو کون سنبھالے گا جن کے باپ گردن کٹائے اپنے خون میں نہائے کربلا کی خاک پر سو چکے ہیں اہل دل اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مواقع پر ہمیشہ خاندان کے بزرگ ایسے ہی تسلی آمیز کلمات فرمایا کرتے ہیں جن سے مقصد فقط تسکین و تسلی ہوتا ہے۔

ایسے تسلی آمیز کلمات کے ذریعے پسماندگان کے غموں کے بوجھ کو ہلکا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنی وصیت میں آخری وقت ماتم کی حرمت کا حکم

جتلانا مقصود ہوتا تو شہادت کے بعد کوفہ اور شام کے بازاروں اور درباروں میں مخدرات عصمت وطہارت حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کے پرچار کی خاطر ہرگز ماتم نہ کرتیں اور امام وقت (حضرت امام سجاد علیہ السلام) منع فرماتے۔

سوال: مراسم عزاداری کا رسمی طور پر آغاز کس دور میں ہوا؟

جواب:

جیسا کہ گزشتہ کئی ایک متواتر روایات سے واضح ہے کہ عزاداری کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے ساتھ ہی آغاز ہو گیا تاہم عزاداری سید الشہداءؑ کو تیسری، چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں باقاعدہ طور پر فروغ ملا جب خاندان بابویہ نے عراق میں اور ہمدانیوں نے شام میں اور فاطمی حکمرانوں نے مصر میں غم امام علیہ السلام منانا شروع کیا ان ایام میں ہی مجالس عزاء اور ماتم داری کا اہتمام کھلے عام کیا گیا۔ سڑکوں پہ جلوس نکالے گئے معزالدولہ دیلمی نے ۳۵۲ھ ہجری محرم میں سرکاری طور پر سرکاری دفاتر اور بازار بند رکھنے کا حکم دیا اور ماتمی جلوس سڑکوں پہ نکالے گئے۔

اعتراض:

شیعان علی علیہ السلام اپنی مجالس عزاء میں خاندان نبوت کی پاکیزہ اور پردہ نشین مستورات کا نام لیکر ان کی توہین کرتے ہیں؟

جواب:

ہرگز ایسا نہیں! کیا خداوند کریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں جناب مریم علیہا السلام پر لگائے جانے والے غلیظ اتہام کا اعلان نہیں کیا ہے؟ اور کیا ملاں اس واقعے کو اپنی علمی محفلوں اور شبینوں میں بیان نہیں کرتے؟؟ گویا قرآن یہ قانون دے رہا ہے کہ کسی

مظلوم کی مصیبت ومظلومیت کا ذکر ادب واحترام سے کیا جائے تو کوئی حرج نہیں، ہم شیعان حیدر کرار اپنی مجالس عزاء میں مخدرات عصمت کا نام عزت واحترام سے لیکر ان کی مظلومیت کو اسی لئے بیان کرتے ہیں تا کہ ان پر ظلم وستم کرنے والے کچھ پردہ نشین چہروں کو بے نقاب کیا جا سکے۔

کاش! آپ نے اپنا یہ مفید اور قیمتی مشورہ اپنے ان اموی رہنماؤں کو دیا ہوتا کہ جنہوں نے مخدرات عصمت وطہارت کو مختلف درباروں و بازاروں میں سر ننگے پھرا کر خاندان آل محمد علیہم السلام کی توہین کی ہے۔

سوال:

عزاداری سید الشہداؑ کی مخالفت کرنے میں وہ کون سا فلسفہ مضمر ہے؟ جیسے ہی آسمان پر محرم کا چاند نمودار ہوتا ہے ادھر سے سید الشہداؑ کے ماتمی اور عزاداروں کے خلاف غلیظ زبانیں دراز ہونے لگتی ہیں آخر کیوں؟

جواب:

اس عزاداری سید الشہداؑ کی مخالفت کے فلسفہ کی حقیقت کو غزالی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ واعظ پر حرام ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان کرنا کیونکہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے بغض صحابہ پیدا ہوتا ہے (صواعق محرقہ)

سوال: بعض علاقوں میں روز عاشور مساجد میں قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا جاتا ہے تاریخی حوالے سے اس کی کیا کچھ حقیقت ہے واضح فرمائیں؟

جواب:

جب ہم کتب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کی حقیقت اس کے سوا کچھ معلوم نہیں

ہوتی کہ جب اہل شام خواب غفلت سے بیدار ہوئے تو یزید سے خون حضرت امام حسین علیہ السلام کا قصاص طلب کیا کہ تو نے تو ہمیں کہا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حکومت کا باغی ہے کہ جس نے عراق میں حکومت کے خلاف بغاوت کی ہے لیکن یہ تو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح کیا گیا ہے اور لوگوں کے دلوں میں یزید اور فکر یزید کے خلاف نفرتیں اور جرأت بغاوت پیدا ہونے لگی جب اس نے دیکھا کہ اب میرا تختِ حکومت لرز رہا ہے تو اس نے قرآن مجید کو چھوٹی چھوٹی اجزاء میں تقسیم کرا کے مساجد میں تقسیم کروایا تا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوں تو مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام بیان کرنے کی بجائے تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جائیں۔(معالی السبطین ص ۲۴۸)

بعض علاقوں میں عاشور محرم میں جانوروں کو نہلانے کا رواج بھی رائج ہو چکا ہے' بعض علاقوں میں روز عاشورہ اپنے مرحومین کی قبر کی مرمت' رنگ' روغن کرنا اور ان پر دال' چاول ڈالنا بھی اسی سازش کا حصہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہیں اور ذکر حسین علیہ السلام سننے سے دور رہیں۔

اعتراض:

شیعہ حضرات اپنا قیمتی سرمایہ اس قدر عزاداری سید الشہداء علیہ السلام پر خرچ کر کے ضائع کیوں کرتے ہیں؟ اگر یہ سرمایہ ملک وملت کی ترقی پر صرف کریں تو کتنا بہتر رہے گا؟

جواب:

کیا مسلمان یاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قائم رکھنے کیلئے بے حساب سرمایہ خرچ نہیں کرتے؟ جس طرح ہر مسلمان یاد حضرت اسماعیل علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام اور جناب ہاجرہ علیہا السلام کو برقرار رکھنے کیلئے بے حساب سرمایہ خرچ کرنے سے

ہوتی کہ جب اہل شام خواب غفلت سے بیدار ہوئے تو یزید سے خون حضرت امام حسین علیہ السلام کا قصاص طلب کیا کہ تو نے تو ہمیں کہا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حکومت کا باغی ہے کہ جس نے عراق میں حکومت کے خلاف بغاوت کی ہے لیکن یہ تو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح کیا گیا ہے اور لوگوں کے دلوں میں یزید اور فکر یزید کے خلاف نفرتیں اور جرأت بغاوت پیدا ہونے لگی جب اس نے دیکھا کہ اب میرا تختِ حکومت لرز رہا ہے تو اس نے قرآن مجید کو چھوٹی چھوٹی اجزاء میں تقسیم کرا کے مساجد میں تقسیم کروایا تا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوں تو مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام بیان کرنے کی بجائے تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جائیں۔ (معالی السبطین ص ۲۴۸)

بعض علاقوں میں عاشور محرم میں جانوروں کو نہلانے کا رواج بھی رائج ہو چکا ہے' بعض علاقوں میں روز عاشورہ اپنے مرحومین کی قبر کی مرمت' رنگ' روغن کرنا اور ان پر دال' چاول ڈالنا بھی اسی سازش کا حصہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہیں اور ذکر حسین علیہ السلام سننے سے دور رہیں۔

اعتراض:

شیعہ حضرات اپنا قیمتی سرمایہ اس قدر عزاداری سید الشہداء علیہ السلام پر خرچ کر کے ضائع کیوں کرتے ہیں؟ اگر یہ سرمایہ ملک وملت کی ترقی پر صرف کریں تو کتنا بہتر رہے گا؟

جواب:

کیا مسلمان یادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قائم رکھنے کیلئے بے حساب سرمایہ خرچ نہیں کرتے؟ جس طرح ہر مسلمان یادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام اور جناب ہاجرہ علیہا السلام کو برقرار رکھنے کیلئے بے حساب سرمایہ خرچ کرنے سے

دریغ نہیں کرتے اسی طرح شیعان حیدرِ کرار محسن انسانیت حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کی یاد کو برقرار رکھنے کیلئے بے بہا سرمایہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

افسوس ہے امت محمدیہؐ پر کہ جو یادِ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قیام کی خاطر تو اپنا سب کچھ لٹوانے کیلئے تیار ہیں جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بھی بچ گئے جس ابراہیم علیہ السلام کا راہ خدا میں ایک بیٹا ذبح ہوا تو آج تک اس کی یاد منائی جاتی ہے کتنے مظلوم ہیں حضرت علی علیہ السلام کے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کہ جن کے راہ خدا میں کئی فخر اسماعیلؑ (حضرت عباس علیہ السلام' حضرت علی اکبر علیہ السلام' حضرت علی اصغر علیہ السلام و حضرت قاسم علیہ السلام۔) ذبح کیے گئے آج کوئی مسلمان ان کی یاد منانے کیلئے تیار ہی نہیں۔ کیا حضرت امام حسین علیہ السلام کا خدائی ایام کیساتھ کوئی تعلق نہیں؟

اعتراض:

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے سرِ اقدس کا تن سے جدا ہونے کے بعد تلاوت کرنا ناممکن اور عقلاً محال ہے؟

جواب:

جو امام علیہ السلام بذات خود قرآن ناطق ہیں اور ان کے متعلق ایسے وہم وشبہات کا پیدا کرنا عقلاً درست ہی نہیں کہ جو امام علیہ السلام کی زندگی ہی قرآن ہے اگر وہی امام علیہ السلام معجزانہ طور پر قرآن کی تلاوت کریں تو کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ اصل میں ایسے اعتراضات ان لوگوں کی اختراع ہے کہ جو آلِ محمد علیہم السلام کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ کیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر نے شہادت کے بعد کلام نہیں کی؟ کیا چاند نے رسالت کی گواہی نہیں دی؟ کیا کنکریوں نے دست رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ کلمہ نہیں پڑھا؟

کیا یہ سب معجزہ اور کرامت کی قبیل میں سے نہیں ہے؟ جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا فقط فضائل سید الشہداؑ کو مشکوک بنانے کی خاطر ایسے نجس افکار پھیلائے جاتے ہیں مومنین سے التماس ہے آپ ایسے غلیظ مفکرین کی فکر سے دور رہیں۔

اعتراض:

میدان کربلا میں سید الشہداء علیہ السلام کی نصرت کی خاطر حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے تین بیٹے کہ جن کے نام ابوبکر، عمر، اور عثمان تھے وہ بھی شہید ہوئے شیعہ ذاکرین مجالس عزاء میں مخصوص شہدا کے مصائب کے علاوہ یعنی (ابوبکر، عمر، عثمان) کے مصائب اس لئے بیان نہیں کرتے کہ لوگ ہم سے سوال کریں گے کہ اگر اصحاب ثلاثہ امیر المومنین علیہ السلام کے مخالف تھے تو آپ نے اپنے بیٹوں کے نام اصحاب ثلاثہ کے ناموں پر کیوں رکھے؟

جواب ۱: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے فقط تین چار اصحاب کے علاوہ باقی اصحاب رسولؐ کے فضائل اور کمال بیان کیوں نہیں کیے جاتے کیا باقی اصحاب رسولؐ نہیں۔ یقیناً یہ اعزاز و سعادت خداداد ہے اس میں کسی بندے بشر کا کمال نہیں ہے۔

جواب۲:

اگر کسی کے نام رکھنے سے محبت کا اظہار ہوتا ہو تو کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوبکر، عمر، عثمان سے دشمنی تھی کہ آپ نے اپنے تینوں بیٹوں کا نام اصحاب ثلاثہ میں سے کسی کے نام پر نہیں رکھے۔۔۔ جواب دو؟

جواب۳:

اسم مسمی کی شناخت کی علامت ہوتا ہے خوبی یا خامی مسمی میں ہوتی ہے نہ کہ اسم میں!

جواب۴:

اگر کسی کے نام پر نام رکھنا دلیل محبت ہے تو کئی صاحبان کے نام عبدالرحمٰن اور غلام احمد وغیرہ ہیں حالانکہ عبدالرحمٰن ابن ملجم حضرت علی علیہ السلام کا قاتل ہے اور غلام احمد ایک جھوٹا نبی ہے۔ہم ایسے معترضین سے صرف اتنی ہی گزارش کرتے ہیں کہ کیا آپ کے علماء کرام کے والدین کو دشمنان اسلام سے محبت تھی کہ جس کی وجہ سے انھوں نے اپنے بیٹوں کے نام حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے قاتل عبدالرحمٰن کے نام پر رکھا۔یا اپنے بیٹوں کا نام غلام احمد قادیانی کے نام پر رکھا۔

اگر آپ کا نام دشمنان اسلام کے ناموں پر رکھا جانا دلیل محبت نہیں بن سکتا تو حضرت علی علیہ السلام کے بیٹوں کا نام اصحاب ثلاثہ کے ناموں پر رکھا جانا ان کی دلیل محبت نہیں بن سکتی۔

اب ہم اپنے محترم قارئین کے سامنے عرب کے وہ مشہور لوگ پیش کرتے ہیں جن کے نام ابوبکر، عمر، عثمان تھے۔

مثلاً ابوبکر ابن قحافہ، ابوبکر ابن شعوب لیثی، ابوبکر نفیع ابن حرث ثقفی نیز جناب الیاس نبی کے پوتے کا نام بھی ابوبکر تھا۔

عمر ابن خطاب، عمر ابن عبداللہ، عمر ابن مالک انصاری، عمر ابن لاحق، عمر ابن سفیان قرشی، عمر ابن عمر لیثی، عمر ابن سلمی۔

عثمان ابن عفان، عثمان ابن ارقم، عثمان ابن ازرق، عثمان ابن حنیف، عثمان ابن مظعون وغیرہ۔۔۔۔(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ)

ہم ایسے معترضین سے سوال کرتے ہیں کہ آپ نے کون سی لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے شیعہ مصائب خوانوں پر اعتراض کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فقط اصحاب ثلاثہ کیساتھ عقیدت کی وجہ سے اپنے بیٹوں کے نام ان کے ناموں پر رکھے جبکہ تاریخ عرب میں اصحاب ثلاثہ کے ناموں والے کئی ایک نیک اور مخلص لوگ بھی تھے عین ممکن ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے نام ان مخلصین مومنین کے ناموں پر نام رکھے ہوں۔

جیسا کہ جناب عثمان بن مظعون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے اور مخلص صحابی تھے اور عثمان بن حنیف کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ان مخلصین شیعوں میں سے شمار ہوتا ہے جس نے اپنی زندگی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی محبت میں قربان کر دی جیسا کہ جنگ جمل میں بصرہ میں پر عثمان بن حنیف کی ریش مبارک کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی محبت کے جرم میں نوچا گیا۔

جواب ۵:

ہماری کتب مقاتل کے اندر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کربلا میں شہید ہونے والے تینوں بیٹوں کی شہادتوں کا مفصلاً تذکرہ موجود ہے اور بعض مقامات پر ان کی شہادتوں کو سنا کر مومنین کی آنکھوں سے آنسو بھی بہائے جاتے ہیں۔

سیاہ لباس

غم امام حسین علیہ السلام میں سیاہ لباس

ایامِ غم میں بالعموم اور محرم الحرام میں بالخصوص ہم شیعیان مظلوم کربلا علیہ السلام اظہار حزن وملال کی خاطر سیاہ لباس پہنتے ہیں حالانکہ سیاہ لباس پہننے میں ہماری کوئی سیاسی غرض و غایت نہیں۔ ہم نے سیاہ لباس کو صرف غم وحزن کی علامت قرار دیتے ہوئے پہنتے ہیں لیکن دشمنان عزاء حسینیؑ اس سیاہ لباس کی حرمت کو ثابت کرنے پر بڑا زور دیتے ہیں اور ہمیں طرح طرح کے اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے کبھی اس سیاہ لباس کو آل فرعون کا لباس کہا جاتا ہے اور کبھی عباسیوں کا 'پرائے تو پرائے آج کل تو اپنوں نے بھی شعارِ حسینیؑ کی مخالفت شروع کر رکھی ہے لیکن جب ہم سیرت ائمہ علیہم السلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ تمام اعتراضات ختم ہوجاتے ہیں کیونکہ ائمہ ھدیٰ علیہم السلام نے خود مختلف اوقات وحالات میں اس سیاہ لباس کو اظہار حزن ملال کی وجہ سے پہنا اور شیعیان حیدر کرار کیلئے ان کے معصوم آئمہ علیہم السلام کی سنت میں مشعل راہ ہے کوئی اور اس پر عمل کرے اس کی مرضی نہ کرے اس کی مرضی! ہم ذیل میں سیاہ لباس کے جواز فریقین کے اکابرین کے قول وفعل سے ثابت کریں گے آگے عمل کرنا ہر ایک کی مرضی!

شہادت علیؑ پر حسنین شریفینؑ سیاہ لباس میں

عن الاصبغ بن نباتة انه قال دخلت مسجد الكوفه بعد قتل امير المومنين ورأيت الحسن و الحسين لبسی السواد

(مجمع الدرر فی المسائل اثنی عشر شیخ عبداللہ المامقانی)

''اصبغ بن نباتہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

کی شہادت کے بعد مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے سیاہ لباس پہنا ہوا ہے۔

بناتِ نبوتؐ کا سیاہ لباس پہننا

ماجری فی الشام علی قافلة سید الشهداء بعد ما اذن لهم یزید بالرجوع و طلبوا منه النوحة علی الحسین فلم تبق ها شمیة ولا قرشیة الا لبست السواد علی الحسین وند بوه (مستدرک الوسائل محدث النوری)

''خاندانِ اہل بیت نبوتؐ پر شام میں مصائب کے پہاڑ ڈھائے جانے کے بعد جب یزید ملعون نے ان کو واپس مدینہ جانے کی اجازت دی یعنی رہا کیا تو انھوں نے یزید سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر نوحہ وگریہ کرنے کا مطالبہ کیا ہاشمی اور قریشی عورتوں میں سے کوئی بھی عورت ایسی نہ تھی کہ جس نے سیاہ لباس نہ پہنا ہو اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور نوحہ نہ کیا ہو۔

شہادت امام حسینؑ پر جناب زہراؑ سیاہ لباس میں

سکینہ بنت الحسینؑ تری الزهراءؑ فی المنام وهی تندب الحسینؑ وعلیها ثیاب السوداء بیدها قمیص مضمخ بالدم (مستدرک الوسائل محدث النوری)

جناب سکینہ بنت الحسین علیہا السلام بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنی دادی زہراء علیہا السلام کو خواب میں دیکھا وہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر بین کر رہی تھیں اور سیاہ لباس میں تھیں اور ان کے ہاتھوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خون آلودہ قمیض تھی۔

مدینہ میں خواتین بنی ھاشم سیاہ لباس میں

عندما اخبر نعمان بن بشیر بقتل الحسین فلم یبقی فی المدینة مخدرة الا برزت من خد رھا و لبست السواد (مقتل ابن مخنف)

''جب نعمان بن بشیر نے مدینے میں قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی مدینے میں کوئی مستور باقی نہ رہی جو گھر سے باہر نہ آئی ہو اور اس نے سیاہ لباس نہ پہنا ہو''۔

سیاہ لباس امام علی ابن حسینؑ نے پسند فرمایا

لما قتل الحسین ابن علیؑ لبسن نساء بنی ھاشم السواد و کن لا یشتکین من حر ولا برد و کان علی ابن الحسین یعمل لھن الطعام للمأتم

(المحاسن (باب اطعام فی الماتم) (احمد بن محمد بن خالد برقی)

''جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو بنو ہاشم کی مستورات نے سیاہ لباس پہنا اور وہ اس سیاہ لباس کی سردی و گرمی میں پرواہ نہیں کرتی تھیں اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام ان ماتمی مخدرات کیلئے کھانا تیار کرتے تھے''۔

ذرا غور فرمائیں !

سیاہ لباس بنو ہاشم کی عورتوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر پہنا اور حضرت امام علی ابن حسین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے انھیں منع نہیں فرمایا گویا مستورات کے سیاہ لباس کو دو معصوم اماموں علیہم السلام نے پسند فرمایا اور فقہی

اصولوں میں تقریر معصوم کی یہی تعریف ہے جو سنت کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا دو معصوموں کی تقریر کے بعد بدرجہ اولیٰ سیاہ لباس پہننے کی کراہت بھی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ سیاہ لباس حزن وملال کی علامت ہے۔ کیا بنی ہاشم کی مخدرات نے اس سیاہ لباس میں نماز نہیں پڑھی ہوگی اگر کوئی مبلغ کہتا ہے کہ سیاہ لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے لہٰذا اس کو ترک کر دیا جائے تو وہ کتب تاریخ کا مطالعہ کرنے کی زحمت برداشت کرے اور بعد میں ان ماتمی نوجوانوں کو اپنے سینہ گزٹ فتوؤں کا نشانہ بنائے۔

فقہاء شیعہ میں سے کسی کا بھی یہ فتویٰ نہیں کہ ایام غم میں سیاہ لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ ایام غم میں اس سیاہ لباس کو حزن وملال کی علامت سمجھ کر پہنا جاتا ہے نا کہ اس کو مستقل لباس سمجھ کر !

ہم نے نجف اشرف اور قم مقدسہ کے فقہاء مذہب اہل البیتؑ کو ایام محرم میں سیاہ لباس پہن کر نماز با جماعت پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے ایام غم میں مراجع عظام کا سیاہ لباس پہننا ایسے مبلغین کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو اپنی جہالت سے بھی بے خبر اور جاہل ہیں اور مسند افتاء پر بیٹھ کر فتوے داغنہ شروع کر رہے ہیں۔

ماتمیوں کے سیاہ لباس پر حملہ کرنے والے مبلغین حوزات علمیہ میں آ کر کاش مراجع عظام کو بھی دیکھتے کہ جو ایام عزا میں سیاہ لباس پہن کر مظلوم کربلا کے غم کا اظہار کرتے ہیں خود مجالس عزا کے فرش عزا بچھاتے ہیں' خود بیٹھ کر مجالس سنتے ہیں' گریہ کناں' جلوس عزا میں ننگے پاؤں شریک ہوتے ہیں تو یقیناً ایسے مبلغین کے غصہ میں کافی حد تک کمی واقع ہو جاتی۔ کیونکہ واقعات اور حقائق سے بے خبری افواہوں کو تقویت پہنچاتی ہے۔

بیوی کا شوہر کی وفات پر سیاہ لباس پہننا

عن جعفر ابن محمد ؑ لا تلبس المرأة فی حدادها علی زوجها ثیابا مصبغة ولا تطیب ولا تزین حتی تنقضی عدتها ولا باس ان تلبس ثوبا مصبوغا بالسواد

(مستدرک الوسائل آ قائی محدث نوری علیہ الرحمہ

"حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی وفات پر رنگے ہوئے کپڑے پہنے اور نہ ہی خوشبو لگائے اور نہ ہی کسی قسم کی زینت کرے یہاں تک کہ اس کی عدت وفات پوری ہو جائے ۔(عدت کے دوران) سیاہ رنگ کے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے عدت وفات والی عورت کیلئے سیاہ لباس پہننے کو جائز قرار دیا کیونکہ سیاہ لباس حزن و ملال کی علامت ہے اور یہی فتوی شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب المبسوط میں اور محقق حلی علیہ الرحمہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرائع الاسلام میں ذکر کیا ہے کہ عورت ایام عدت وفات میں سیاہ لباس پہن سکتی ہے۔

ایام غم میں سیاہ لباس پہننا سیرت معصومین علیہم السلام سے ثابت ہے اسی وجہ سے فقہاء نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے اور اپنے عمل و کردار کے ذریعے اس کا اظہار کیا۔

اعتراض:

سیاہ لباس جہنمیوں کا لباس ہے!

جواب:

وقال الاعرج کان الناس لا یلبسون المصبوغ من الثیاب قبل الحرة فلما

قتل الناس بالحرة استحبوا ان يلبسوها وقالوا لقد مکث النوح فی الدور

اهل الحرة سنة (الامامة والسیاسة ابن قتیبہ الدینوری ص ۲۴۴)

''اعرج بیان کرتا ہے کہ وقعہ حرہ سے پہلے اہل مدینہ نے سیاہ لباس نہیں پہنا اور جب لوگ شہید ہوئے تو اہل مدینہ نے ان کے قتل پر سیاہ لباس پہنا اور سال تک نوحہ جاری رکھا''۔

یہ واقعہ تاریخ مدینہ منورہ کے دردناک اور بدترین خونی واقعات میں سے ایک شرمناک واقعہ ہے جو یزید کے حکم سے اہل مدینہ پر ظلم و جور ڈھائے جانے کی ایک اور بدترین مثال ہے اس موقعہ پر یزیدی افواج نے اہل مدینہ کا قتل عام کیا' بیت اللہ کی توہین کی' مسجد نبیؐ میں خچر باندھے' چھوٹے چھوٹے بچوں کو ماؤں کی گودوں سے اٹھا کر دیواروں پہ پٹخ کر شہید کیا' کئی ہزار باکرہ دوشیزاؤں کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا اور صحابیات و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت سینکڑوں لوگوں کو شہید کیا گیا۔ مسجد نبویؐ میں اذان و اقامہ نماز بند رہی اس واقعے کا اہل مدینہ کو اتنا صدمہ ہوا کہ سب نے سیاہ لباس پہنا اور ایک سال تک اپنے مقتولین کے غم میں نوحہ بھی جاری رکھا کیا مدینہ میں واقعہ حرہ کے موقعہ پر سیاہ لباس پہننے والے اصحاب رسولؐ نہیں تھے ۔۔۔؟ اگر سیاہ لباس جہنمیوں کا لباس ہے تو اصحاب رسولؐ نے سیاہ لباس کیوں پہنا؟ جواب دو

اعتراض:

سیاہ لباس فرعونیوں کا لباس ہے؟

جواب:

اگر سیاہ لباس آل فرعون کا ہی تھا تو اصحاب رسولؐ نے واقعہ حرہ کے موقعہ پر سیاہ لباس

ایک سال تک کیوں پہنے رکھا جس طرح اصحاب رسول گا اپنے اپنے مقتولین کے حزن وملال کے اظہار کی خاطر سیاہ لباس پہننا فرعونیت نہیں ہے اسی طرح ہم عزاداران حضرت امام حسین علیہ السلام کا حزن وملال کے اظہار کی خاطر سیاہ لباس پہننا بھی فرعونیت نہیں بلکہ سنت اہل بیت علیہم السلام ہے۔

اعتراض

بعض روایات میں سیاہ لباس پہننے کی مذمت کی گئی ہے تو پھر ایام محرم میں سیاہ لباس پہننے کی کیا شرعی دلیل ہے؟

جواب:

جن روایات میں سیاہ لباس پہننے کی نہی وارد ہے وہ نہی تحریمی ہرگز نہیں زیادہ سے زیادہ ان روایات کی دلالت کراہت پہ ہوگی کیونکہ ان کے خلاف بہت سی ایسی روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ ھدیٰ علیہم السلام نے خود سیاہ لباس پہنا ہے اور سیاہ لباس پہننا بھی اس وقت مکروہ ہے جب اس کو مستقل لباس قرار دے کر پہنا جائے مگر جب اس کو حزن وملال کی علامت سمجھ کر پہنا جائے تو یہ سیاہ لباس کراہت والی روایات سے بھی مستثنیٰ ہے کیونکہ آقا یوسف بحرانی نے اپنی کتاب الحدائق الناظرہ اور سید یزدی اور کئی باقی فقہاء نے اجازت دی ہے کہ جب اس سیاہ لباس کو حزن وملال کی علامت سمجھ کر پہنا جائے تو مکروہ نہیں ہے یعنی ثواب نماز میں کمی واقع نہیں ہوتی کیونکہ نمازی اس لباس کو حزن وملال کے اظہار کی خاطر پہن رہا ہے نہ کہ مستقل لباس سمجھ کر۔

اعتراض:

عن امیر المومنین علم اصحابہ لا تلبسوا السواد فانہ للفرعون

''حضرت امیرالمومنین علیہ السلام (اپنے اس فرمان کے ذریعے اپنے شیعوں کو) تعلیم دے رہے ہیں کہ سیاہ لباس نہ پہنو کیونکہ یہ لباس فرعون کا ہے؟''

(من لایحضرہ الفقیہ)

جواب:

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے سیاہ لباس پہننے کی مذمت اس صورت میں فرمائی ہے جب اس لباس کو فرعون کا مذہبی لباس سمجھ کر پہنا جائے ہم عزادران حضرت امام حسین علیہ السلام اس سیاہ لباس کو حزن وملال کی علامت سمجھ کر پہنتے ہیں جیسا کہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ مخدرات عصمت وطہارت نے مختلف مقامات پر غم وحزن کے اظہار کی خاطر سیاہ لباس پہنا ہے۔ یہ اسلامی اصول ہے''الاعمال بالنیات'' اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جیسی نیت ویسی مراد!

اگر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے سیاہ لباس پہننے کی مطلقاً مذمت فرمائی ہوتی تو حسنین شریفین علیہم السلام اپنے بابا کی وفات پر سیاہ لباس نہ پہنتے۔

جیسا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نو ربیع الاول کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ دن ہمارے لئے آرام وسکون کا پیغام لاتا ہے اس دن غم وحزن والا لباس اتارا جائے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے اس فرمان سے اشارہ کر رہے ہیں کہ غم وحزن کا ایک خاص لباس ہوتا ہے جو فقط ایام غم میں ہی پہنا جائے کیونکہ ہر ایک چیز کا ایک خاص موسم ہوتا ہے اور امام علیہ السلام یہ نہیں فرما رہے کہ نو ربیع الاول کو سیاہ لباس پہننا حرام ہے بلکہ سیاہ لباس غم وحزن کی علامت قرار دے رہے ہیں اس کو ایام غم میں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر سیاہ لباس کو شعار فرعونیت کے احیاء کی خاطر پہنا جائے تو وہ صحیح نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

اعتراض:

سیاہ لباس پہننا بنو عباس کی سنت ہے۔

جواب:

بنو عباس کے سیاہ لباس پہننے کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ بنو عباس کے سیاہ لباس پہننے کی غرض و غایت حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہمدردی و محبت کو ظاہر کرنے کیلئے تھا کہ ہم خون حضرت امام حسین علیہ السلام کے وارث ہیں تا کہ لوگ ہمارے ساتھ مل جائیں اور ہم آسانی سے بنو امیہ کا تختہ الٹ سکیں۔

انھوں نے اس سیاہ لباس کو بنو امیہ سے تخت حکومت حاصل کرنے کا اک ذریعہ بنایا اور جب انھیں حکومت مل گئی تو انھوں نے بنو امیہ سے بڑھ کر خاندان نبوت پہ ظلم کیئے۔ ہمارا غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں سیاہ لباس پہننے کی (بنو عباس کی طرح) کوئی سیاسی غرض و غایت نہیں اور نہ ہی ہم سیاہ لباس بنو عباس کی سنت کے احیاء کی خاطر پہنتے ہیں بلکہ ہمارا سیاہ لباس پہننا آل محمد علیہم السلام کے ساتھ حقیقی محبت و ہمدردی اور ان کے حزن و ملال کے اظہار کی وجہ سے ہے۔

اعتراض: اگر سیاہ لباس پہننا جائز ہوتا تو کسی صحابی رسول کی وفات پر بھی پہنا جاتا؟

جواب:

جیسا کہ شمائل ترمذی میں منقول ہے کہ جب عثمان قتل ہوئے تو ایک جماعت نے سیاہ لباس پہن کر رنج و غم کا اظہار کیا اگر سیاہ لباس فرعون اور جہنمیوں کا لباس تھا تو عثمان کی وفات پر اصحاب رسولؐ نے سیاہ لباس کیوں پہنا اصحاب رسولؐ کی سیرت سے ثابت ہو رہا ہے کہ کسی مرنے والے پہ اس کے سوگ میں سیاہ لباس پہننے سے فرعونی و عباسی و جہنمی ہونا لازم نہیں آتا

کیا امام مظلومؑ کی قید کی یاد میں کڑے پہننا جائز ہیں؟

اعتراض:

شیعہ حضرات ہاتھوں میں کڑے پہنتے ہیں جبکہ ان کے مجتہدین عظام اس کی اصلا اجازت ہی نہیں دیتے؟ یہ اعتراض بھی سنی مہربانوں کے علاوہ شیعہ علماء اور واعظین کی طرف سے داغا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کڑا پہننا سکھوں کا مذہبی نشان ہے جو کہ کافر ہیں اور کافروں کی مذہبی علامات کو اپنانا حرام ہے۔

جواب:

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں ہے کہ کڑا پہننے کا اسلامی احکام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے اور نہ ہی اس کی حرمت کا حکم موجود ہے لہٰذا قواعد فقہ کے مطابق جس شی ء کے بارے میں کوئی واضح شرعی حکم وعدم جواز موجود نہ ہو وہ جائز ہوا کرتا ہے لیکن اگر اس عمل کو کسی معصوم علیہ السلام کی ازخود سنت قرار دینا نہ صرف بدعت ہوتا ہے بلکہ ناجائز بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجتہدین عظام اور فقہاء مذہب اہل البیتؑ اس کڑے کو سنت امام علیہ السلام سمجھ کر پہننے کی اجازت ہرگز نہیں دیتے ہاں اگر کوئی مومن آل محمد علیہم السلام کی مصیبت اور مظلومیت کو یاد رکھنے کیلئے پہنتا ہے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر مجدد حوزہ علمیہ سماحۃ الشیخ الحاج حافظ بشیر حسین النجفی مدظلہ الوارف فرماتے ہیں کہ کڑے کو حضرت امام علی ابن حسین علیہ السلام کی سنت سمجھ کر پہننا شرعا جائز نہیں (کیونکہ انھیں ظالموں نے جبرا پہنائے تھے) مگر کوئی مومن اس لئے پہنے کہ اپنے مظلوم ومعصوم امام علیہ السلام کی قید کو فراموش نہ کروں تو جائز ہے۔ (مختصر الاحکام ص ۱۶۷)

پھران سے یہ سوال کیا گیا!

سوال:

کیا گلی کوچوں اور سڑکوں پر قمیض اتار کر ماتم کرنا جائز ہے کہ جہاں خواتین موجود ہوں؟

جواب:

کوئی حرج نہیں اور خواتین کو چاہئے کہ وہ وہاں نہ جائیں۔

(مختصرالاحکام ص ۱۶۷)

تکملہ!

تاریخ اسلام ہمیشہ سے ہی دشمنان اہل بیت نبوتؑ کے ہاتھوں میں رہی ہے تو انھوں نے ہر دور میں اس میں اپنے من پسند تبدیلیاں کیں اور بالخصوص واقعات تاریخ کربلا کو اپنی ناپاک سازشوں کا شکار بنایا اب ہمارے پاس کوئی ایسی کسوٹی اور میزان نہیں ہے جس کے ذریعے ہم واقعہ کربلا کی روایات کو اس میزان اور کسوٹی پر پرکھ سکیں کہ جس پر فقہ اور عقائد کی روایات کو پرکھا جاتا ہے۔ اگر واقعہ کربلا کی روایات کو اسی فقہ اور عقائد کی روایات کی کسوٹی یا معیار پر پرکھیں تو واقعات کربلا میں سے ۹۰ فیصد واقعات کا انکار کرنا پڑے گا۔ اسی وجہ سے مراجع عظام تاریخ کربلا کی روایات بیان کرنے کے بارے میں یہی وصیت فرماتے ہیں کہ ان روایات کو ہرگز کوئی اس کسوٹی اور معیار پر نہ پرکھے کہ جس پر فقہ اور عقائد کی روایات کو پرکھا جاتا ہے بلکہ واقعہ کربلا کی روایات کو بیان کرتے ہوئے اس چیز کا لحاظ رکھو کہ یہ روایات توہین آل محمدؐ سے خالی ہوں اور عقل انھیں ممکن بھی قرار دے اور جس کتاب یا معتبر شخصیت سے پڑھا یا سنا ہے اس سے نقل کرو تو اس کا حوالے دے دو۔

عَلَم مبارک کا بیان

علم عباسؑ کا بیان

شیعان حیدر کرار ایام عزاء میں جو علم مبارک برآمد کرتے ہیں یہ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے علم مبارک کی شبیہ ہے جو حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس علم مقدس کی شبیہ ہے کہ جس کے علمبردار جناب حیدر کرارؑ تھے اس علم بنانے کی غرض و غایت فقط واقعہ کربلا کی یاد کو تازہ رکھنا مقصود ہوتا ہے تا کہ واقعات کربلا مومنین کی آنکھوں کے سامنے مجسم شکل میں پیش کئے جاسکیں اور مومنین اس علم مبارک کو دیکھ کر واقعات کربلا کو یاد کر کے خوب گریہ وبکا کرسکیں اگر چہ ظاہری طور پر یہ ایک بے جان علم مبارک کی شبیہ ہے جس کے جواز میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں اس کے جواز کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ لیکن یہ علم عظمت اسلام اور حسینیت کی فتح کا اعلان ہے اور شہداء کربلا کی قبور طیبہ پر سرخ علم اس بات کا اعلان ہیں کہ ابھی تک ان مظلوموں کے خون ناحق کا انتقام لینا باقی ہے۔ تبھی تو دعائے ندبہ میں منتقم حقیقی خون حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو"این الطالب بدم المقتول" کہہ کر پکارتے ہیں۔

بہرحال اگر علم اٹھانا کوئی معمولی کام ہوتا تو صحابہ کرام روز خیبر علم اٹھانے کی ہرگز تمنا نہ کرتے جیسا کہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق ص ۳۷ میں نقل کرتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز خیبر یہ اعلان فرمایا کہ

لا عطین رأیة غدا رجلا کرارا

"کل میں علم اس مرد کو دوں گا جو کرار ہوگا"

تو اس دن تمام اکابر صحابہ کرام اس علم نبیؐ کے علمبردار بننے کی خاطر بڑے بڑے ساز و سامان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں حضرت عمر

بھی شامل تھے لیکن قضا وقدر نے یہ فخر حضرت امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ اس دن سے پہلے میں نے کبھی بھی سردار بننے کی تمنا نہیں کی تھی۔

تبصرۃ !

اگر علم بنانا بدعت ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کیوں بنایا اگر علم اٹھانا بدعت ہے تو حضرت عمر نے علمبردار بننے کی کوشش کیوں کی۔ اگر علم کی زیارت سے نکاح فسخ ہوتا ہے تو روز فتح خیبر علم مبارک کی زیارت کرنے والے صحابہ کرام کے نکاح فسخ کیوں نہیں ہوئے جب علم بنانے سے علم اٹھانے سے علم کی زیارت کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے نکاح فسخ نہیں ہوئے تو کسی ملا کا نکاح فسخ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اہلسنت کے مفتیوں نے لوگوں کو درِ آلِ محمد علیہم السلام پر آنے سے روکنے کیلئے نکاح باطل ہونے اور تجدید نکاح سے فتویٰ جاری کرنے کی سازش کر رکھی ہے حالانکہ نکاح تو اس وقت ٹوٹتا ہے جب میاں بیوی دونوں مسلمان ہوں اور شوہر مرتد اور کافر ہو جائے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور کافر ہونے والا مرتد ہو جانے کی وجہ سے واجب القتل ہوتا ہے نہ کہ دوبارہ توبہ کر کے اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ لہٰذا اہلسنت کے مفتیوں کو مشورہ دیں گے کہ آپ صرف نکاح ٹوٹنے کا فتویٰ نہ دیں بلکہ ایسے سنی افراد جو مجالس میں' عزاداری میں' شیعوں کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں ان کے قتل کرنے کا فتویٰ دیں کیونکہ وہ مرتد ہو گئے ہیں اور مرتد کی سزا قتل ہے اور توبہ بھی قبول نہیں ہے کیسا رہے گا یہ فتویٰ ؟

اگر یہ منظور نہیں تو پھر بیوی کو حلالے کا حکم دیں اور یہ کام تو ماشاءاللہ مفتیان کرام خود بڑی مہارت سے کرنے کی پیشکش کرتے ہیں۔ یہ فتویٰ دینے سے ہم خرما ہم ثواب دونوں ملیں گے۔ شاباش آگے بڑھیں!

سیاہ علم مبارک

هناك دعا الامام ابنه محمد بن حنفيه فاعطاه رأية هي رأية السوداء كبيرة وهي رأية رسول اللهؐ

(الامام علی من المهد الی اللحد ص ۲۷۰ سید محمد کاظم قزوینی)

''حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے روز جنگ جمل اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ کو بلایا اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا بڑا سیاہ علم عطا فرمایا''۔

اگر سیاہ علم بنانا بدعت ہے تو امیر المومنینؑ نے نبی کریمؐ والا سیاہ علم اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ کو کیوں عطا فرمایا۔

جو دنیا میں علم سے نفرت کرتا ہے وہ روز قیامت لواء حمد کے سائے سے بھی محروم رہے گا اور لواء حمد کے سائے سے محرومی سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ روز قیامت بھی لواء حمد کے علمبردار جناب حیدر کرارؑ ہی ہوں گے (ذخائر عقبیٰ)

علم مبارک کی زیارت

وکان علیؑ قد اخرج فی ذلك الیوم لواء رسول اللهؐ ولم یخرج قبل ذلك فدفعه الی قیس بن سعد بن عبادة فلما راه المسلمون صرخوا و بکوا واجتمع تحته اهل البدر والانصار والمهاجرین

(تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی ص۹۲)

''حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے جنگ صفین کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا علم مبارک نکالا اور جناب قیس بن سعد بن عبادہ کو عطا فرمایا جب اس کو بدری صحابہ ومہاجرین وانصار نے دیکھا تو اس کے نیچے جمع ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ یاد کر کے علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر رونے لگے''۔

جس طرح صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو دیکھ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کو یاد کر کے اظہار عقیدت ومحبت کیوجہ سے رونے لگے اسی طرح ہم شیعیان حیدر کرارؑ بھی حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے علم کی شبیہ کو دیکھ کر جناب ابو الفضل العباس علیہ السلام کے علم کو یاد کر کے محبت اور عقیدت کے اظہار کی وجہ سے روتے ہیں علم کو دیکھ کر رونا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ سنت صحابہ زندہ باد!!

علَم مبارک کا احترام اور چومنا

واقبل امیر المومنینؑ علی مالك الاشتر فقال یا مالك معی رایه لم اخرجها الا یومی هذا وهی اول رایة اخرجها النبی وقد قال عند وفاته یا ابا الحسن انك لتحارب الناکثین و القاسطین والمارقین ثم اخرج الرایة فبکیٰ الناس لما راوها بکوا بکاء عالیا و قبلوها من وجد الیها سبیلا

(اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات ص۲۶۳)

''حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ صفین میں مالک اشترؓ سے فرمایا میرے پاس ایک علم ہے جس کو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں نکالا یہ وہ پہلا علم ہے کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند کیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! اے ابوالحسن علیہ السلام تم میرے بعد ناکثین' قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے۔ پھر آپ نے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا علم بلند کیا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کو دیکھ کر رونا شروع کیا اور جو لوگ علم کے قریب پہنچ سکتے تھے انھوں نے علم مبارک کو بوسہ بھی دیا۔

اصحاب رسولؐ کا فعل ہمارے لیے سند ہے اگر کوئی مولانا صاحب علم کو دیکھ کر رونے والوں کے خلاف جسارت کرتا ہے تو گویا وہ اصحاب رسول کی شان میں گستاخی کر رہا ہے کیونکہ صحابۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم دیکھ کر رو بھی رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جو علم تک پہنچ سکتے تھے انھوں نے پہنچ کر بوسہ بھی دیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ان کو منع بھی نہیں فرمایا۔ اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کو دیکھ کر رونا اور اس کو چومنا اگر خلاف شرع ہوتا تو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام انھیں ضرور منع کرتے

ہماری شبیہ علم سے مقصود ایک نقشے کو ذہن میں لانا ہوتا ہے جس کا ادب و احترام اظہار عقیدت کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

اعتراض:

جنگ صفین کے موقع پر عمرو عاص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے مقابلے میں سیاہ علم بلند کیا۔

جواب:

عمرو عاص نے اپنے مکروفریب سے کام لیتے ہوئے حضرت امیر المومنین علی السلام کے مقابلے میں سیاہ علم کو بلند کیا آپ کی جماعت میں انتشار پیدا ہونے لگا تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عمرو عاص کو ڈانتے ہوئے اس سیاہ علم کی حقیقت کو مجمع عام کے سامنے یوں بیان فرمایا کہ اے عمرو عاص تو نے اس عہد و پیمان کو قبول کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سیاہ علم کو لیا تھا کہ میں کبھی بھی اس سیاہ علم کو اٹھا کر میدان جنگ سے فرار نہیں کروں گا اور نہ ہی اس سیاہ علم کو آپ کے بعد مسلمانوں کی جماعت کے مقابلے میں بلند کر کے اپنی شیطانی چال کو کامیاب کرنے کوشش کروں گا۔ (اخبار طوال۔ سیرت امیر المومنینؑ)

تعزیہ مبارک

مراسم عزا سید الشہداء علیہ السلام میں ایک رسم عزا سید الشہداء علیہ السلام کے روضہ مبارک کی شبیہ کی بھی ہے۔ شیعان مظلوم کربلا علیہ السلام اس کو واقعہ کربلا کی یاد تازہ کرنے کیلئے بناتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے واقعہ کربلا کو ایک مجسم شکل میں مومنین کے سامنے پیش کیا جا سکے اور مومنین اس کو دیکھ کر مظلوم کربلا کی مظلومیت و مصیبت پر خوب گریہ کر سکیں کوئی مومن بھی اس تعزیہ مبارک کو معبود سمجھ کر عبادت نہیں کرتا بلکہ اس تعزیہ مبارک کے ذریعے گریہ و بکا کے اسباب کو فراہم کیا جاتا ہے۔

شبیہ ذوالجناح

یہ وہ گھوڑا ہے جسے عرف عام میں شبیہ ذوالجناح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ذوالجناح اس لیے کہا جاتا کہ اس کے پہلو میں اتنے تیر لگ چکے تھے کہ دور سے دیکھنے والے کو پر محسوس ہوتے تھے اس لئے اس کو ذوالجناح ''دو پروں والا'' کہا جاتا ہے جبکہ اس کا اصلی نام مرتجز تھا یہ سید الشہداء علیہ السلام کی سواری کی شبیہ ہے۔ چونکہ یہ ایک جاندار کی جاندار شبیہ ہے اور اس کے جواز میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہماری ذوالجناح بنانے کی غرض و غایت یہی ہے کہ ان شعائر حسینی کو دیکھ کر واقعات کربلا کی یاد کو اس طرح تازہ کیا جا سکے گویا ہزاروں سالوں کے گزرے ہوئے واقعات کربلاء مجسم شکل میں ہماری آنکھوں کے سامنے آ سکیں تاکہ مومن جی بھر کر امام علیہ السلام کی مظلومیت پر گریہ و بکاء کر سکیں اور اس ذوالجناح نے کس طرح اپنے مالک حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ وفا کا مظاہرہ کیا کس وضع و قطع کے ساتھ خیام حسینی میں آ کر بہن کو اپنے بھائی کے قتل کی خبر دی اسے دیکھ کر

کس طرح بنات نبوتؐ نے کہرام و ماتم برپا کیا اس کے جواز کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں خدا نے جہاں میدان جنگ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کا تذکرہ فرمایا ہے اور وہاں میدان جنگ میں دین کے کام آنے والے گھوڑوں کو بھی فراموش نہیں کیا۔جیسا کہ سورہ والعادیات میں ہے کہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم، والعادیات ضبحا فالموریات قدحا فالمغیرات صبحا

''فراٹے بھرتے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کی قسم جو ٹاپ مار کر چنگاریاں اڑانے والے ہیں صبح دم حملہ کرنے والے ہیں''۔

جو گھوڑے میدان کربلا میں بھی دوڑے وہ بھی اسلام کی بقا اور دین خدا کی نصرت اور بنوامیہ کے مظالم کے خلاف تھے جہاں میدان کربلا میں جوانوں کی قربانیاں داد تحسین کے قابل ہیں وہاں میدان کربلاء میں دوڑنے والے گھوڑے بھی داد شجاعت کے لائق ہیں یعنی بھوکے پیاسے زخمی ہونے کے باوجود بھی اپنے اپنے راہواروں کو پریشان نہ کیا' ان گھوڑوں نے اس وقت تک میدان کو نہیں چھوڑا جب تک ان کی زینوں سے نیزوں کیساتھ سوار نہیں اتارے گئے بلکہ ان گھوڑوں نے دشمنان آل محمد علیہم السلام کو دانتوں کے ساتھ کاٹا اور ٹاپوں کے ساتھ زخمی کیا۔گویا ان گھوڑوں نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے عہد کیا کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہم اس قوم اشقیاء سے لڑتے رہیں گے اور یہ گھوڑے وفا میں انسانوں سے بھی آگے بڑھ گئے اور ہم اس شبیہ ذوالجناح کی نہ تو عبادت کرتے ہیں اور نہ ہی اسے پرستش کے لائق سمجھتے ہیں بلکہ اس شبیہ ذوالجناح کے ذریعے واقعات کربلا کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

بعض اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراض:

شیعہ حضرات اس شبیہ ذوالجناح کو چومتے کیوں ہیں؟

جواب:

بعض لوگوں نے یوم جنگ جمل بی بی عائشہ کی اونٹنی کو کیوں چوما اور ساتھ ساتھ اسکی مینگنیوں سے عطر وکستوری کی خوشبو کیوں سونگھی (نقش عائشہ در اسلام) جواب دو؟ یہ شبیہ ذوالجناح اس امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی شبیہ ہے جس حضرت امام حسین علیہ السلام کی سواری خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنے اور جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام زلفوں کو حرکت دیتے تھے وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مڑ جاتے تھے۔

(کشف المحجوبین)

اعتراض: کسی معصوم کی سواری کو چوما نہیں گیا؟

جواب:

ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام خراسان تشریف لائے اور نیشاپور سے ابوذرعہ الرازی اور محمد ابن اسلم طوسی اور دیگر علماء کرام اور مومنین امامؑ کے استقبال کیلئے حاضر ہوئے۔

والناس بين صارخ و باك وممترغ في التراب ومقبل لحافر بغلته

''لوگوں کی یہ حالت تھی کوئی چیخ رہا تھا کوئی رو رہا تھا اور کوئی خاک اڑا رہا تھا اور کوئی جناب کی سواری کے سموں کے نشانوں کو چوم رہا تھا''۔

اب جولوگ امام کی سواری کو دیکھ کر رو رہے تھے سر میں خاک ڈال رہے تھے اور سموں کو بوسہ دے رہے تھے کیا وہ امام علیہ السلام کی سواری کی عبادت کر رہے تھے؟ ایسا ہر گز نہیں بلکہ یہ سب کچھ محبت کے اظہار کی خاطر تھا چونکہ سواری کی نسبت معصوم امام علیہ السلام کی طرف تھی اور امام علیہ السلام نے انہیں منع بھی نہیں فرمایا کیونکہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ سب کچھ عقیدت ومحبت کے تقاضوں کی بنا پر ہو رہا ہے یہ اسی طرح ہے کہ جیسا کہ غلاف قرآن کو قرآن کی طرف نسبت کی وجہ سے چوما جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے علم مبارک، تعزیہ اور شبیہ ذوالجناح کا احترام بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف نسبت کیوجہ سے ہے اور ہم ان شعائر حسینیہ کے احترام کے ذریعے حضرت امام حسین علیہ السلام کیساتھ محبت، عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

اعتراض: شیعہ حضرات شبیہ ذوالجناح پر جھوٹا خون ڈال کر روتے ہیں؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب قرآن مجید دے رہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر دنبہ کے جھوٹے خون کو سامنے رکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی تکالیف اور مصائب کو یاد کر کے روتے تھے اس طرح ہم بھی شبیہ ذوالجناح کے اوپر سرخ رنگ ڈال کر یعنی ایک خونی نقشہ بنا کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ارض نینواء پر ناحق بہائے جانے والے خون کا تصور کر کے روتے ہیں اس خون کی شبیہ سرخ رنگ کو سامنے رکھ کر حقیقی خون کا تصور کر کے رونا حضرت یعقوب نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔

اعتراض:

اگر عزاداری سید الشہداء علیہ السلام عبادت ہے تو عبادت لائسنس کی محتاج نہیں؟

جواب:

ہاں ہم بھی یہی کہتے ہیں لیکن زمانے کے بدلتے حالات اور انسانوں کے خود ساختہ قوانین نے ہمیں عزاداری کے انعقاد کیلئے لائسنس پر مجبور کر دیا ہے۔ جس طرح مناسک حج ادا کرنے کیلئے لائسنس ''پاسپورٹ'' بنوائے جاتے ہیں تا کہ سفر قانونی طور پر ہو سکے اور راستے میں ہر قسم کی قانونی پریشانی سے محفوظ رہ سکیں اسی طرح مراسم عزاداری کے امور کو مرتب و منظم رکھنے کیلئے لائسنس بنوائے جاتے ہیں تا کہ عزاداری جیسی عظیم عبادت کو بنوامیہ کے شر سے محفوظ رکھا جا سکے اور ایسے حالات کے ذمہ دار بھی بنی امیہ کی ذریت خبیثہ لوگ ہیں جو عزاداری کی راہ میں روکاوٹ بن کر اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں جس پر حکومت اپنا فرض منصبی ادا کرتی ہے اور عزاداروں کی حفاظت کرتی ہے۔

قاتلانِ امام حسینؑ کا مذہب

قاتلان امام حسینؑ کا مذہب

بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

زمانہ قدیم سے شیعہ سنی کے مابین اس مسئلے پر زور آزمائی کی جارہی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کا مذہب کیا تھا خصوصاً شیعیان حیدرؑ کرار کو طنزاً کہا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل تم شیعہ ہو اور تم ہی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں لانے کے لیے خطوط لکھے پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد سے ہاتھ اٹھایا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ارض نینوا پر اصحاب و اولاد کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل تم شیعہ ہو؟

جواب:

پہلے اہل کوفہ کے مذہب پر تبصرہ کرنا ضروری ہے کہ ان کا مذہب کیا تھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا اور کوفہ کو شیعیان علی علیہ السلام کا مرکز سمجھا جاتا تھا مگر یہاں اس کی وضاحت کرنا ضروری ہو گی کہ جو اس دور میں شیعیان علی علیہ السلام کہلاتے تھے وہ صرف اس معنی میں شیعہ تھے کہ انھوں نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کیساتھ ہو کر معاویہ کے مقابلے میں جنگ کی ورنہ وہ سب حقیقی معنی میں شیعہ نہ تھے وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے تھے اور آپ کی خلافت بلافصل کے منکر تھے اور ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم تھی کہ جو حقیقی شیعہ تھے مگر جب معاویہ نے عراق کی حکومت سنبھالی تو اس نے حاکم کوفہ کو حکم دیا تمھیں جو بھی علی علیہ السلام کا شیعہ مل جائے اسے قتل کر ڈالو وہ صبح شام شیعیان علی علیہ السلام کے خون کے ساتھ

ہاتھوں کو رنگین کرنے لگا ایسے ظلم و جور دیکھ کر حقیقی شیعیان علی علیہ السلام نے کوفہ سے باقی علاقوں کی طرف نقل مکانی شروع کردی۔(شرح ابن ابی الحدید)

ایسے سنگین حالات دیکھ کر بہت سے لوگوں نے معاویہ کی خلافت کو قبول کر لیا بعض نے تو ڈر کی وجہ سے اور بعض نے دولت کے لالچ میں آ کر اپنے ایمان کو معاویہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا ورنہ جو کوفہ میں حقیقی شیعہ تھے انھوں نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا ساتھ بھی دیا اور میدان کربلا میں پہنچ کر امام علیہ السلام کے ساتھ جام شہادت نوش بھی فرمایا جیسے حبیب ابن مظاہر الاسدیؒ، مسلم بن عوسجہؒ وغیرہ۔

جواب ۲:

فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاتل شیعیان علی علیہ السلام نہ تھے بلکہ عثمانی تھے جیسا کہ صاحب تاریخ طبری نے نقل کیا ہے جب فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان کربلا پہنچے اور دشمنوں نے محاصرہ کیا اور سات محرم کو ابن زیاد نے عمر سعد کے نام پیغام بھیجا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام پر اس طرح پانی بند کرو کہ

کما صنع بتقی الزکی المظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان

''جس طرح تقی ذکی امیر المومنین عثمان بن عفان پر پانی بند کر دیا گیا تھا''۔

ذرا غور فرمائیں! حضرت عثمان کے مرثیہ خوان اور ان کو تقی زکی امیر المومنین کہنے والا کون ہے؟؟ جواب دو۔۔۔۔۔!

جواب ۳:

جب میدان کربلا میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو دونوں فوجوں کے سپاہی اپنے تعارف میں اپنے اپنے مذہب کا ذکر بھی کرتے تھے جب اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام میں سے نافع بن ہلال جملیؒ میدان میں نکلے تو یہ رجز پڑھا

انا النافع جملی وانا علی دین علیؑ

''میرا نام نافع ہے اور میں علیؑ کے دین پہ قربان ہونے آیا ہوں''

تو اس کے مقابلے میں لشکر عمر سعد سے مزاحم بن حریص نکلا اور یہ رجز پڑھا

انا مزاحم بن حریص انا علی دین عثمان

''میرا نام مزاحم ہے اور عثمان کے دین پر لڑ رہا ہوں''۔

حضرت نافعؒ نے اسے یہ کہتے ہوئے قتل کر ڈالا

انت علی دین شیطان

یعنی تو شیطان کے دین پر ہے اور اسے قتل کر ڈالا۔ (تاریخ طبری)

اگر ان تاریخی حقایق کا مطالعہ کیا جائے تو آدمی اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل کوفہ کے حقیقی شیعہ نہ تھے بلکہ عثمان کے مرید و پیروکار تھے اگر بالفرض عثمان کے مرید ہی حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ تھے تو پھر بناتِ نبوتؐ کے خیام کو آگ کس نے لگائی۔۔۔؟

جواب۴:

کوفہ شہر کو ۱۷ ہجری میں حضرت عمر نے آباد کیا۔ کیا حضرت عمر کو حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے شیعوں کیساتھ اتنی زیادہ محبت تھی کہ اس نے سرسبز و شاداب علاقہ میں شیعوں کو آباد کیا۔۔ جواب دو!

جواب۵:

ہمیشہ یہی سوال کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کا مذہب کیا تھا اب ہم سوال کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کے قاتلوں کا مذہب کیا تھا اور کس نے حضرت عثمان کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا اور پھر مکہ میں جا کر عثمان کے قتل کی تحریک کس نے چلائی ؟ اور عثمان کے گھر کا محاصرہ کس نے کیا۔۔۔۔۔۔؟ جواب دو!

اگر یہ سب کچھ عثمان کے خلاف کاروائی کرنے والے شیعہ تھے تو شیعوں پر کفر کا فتویٰ ذرا سوچ کر لگانا کہ!

کہیں الجھ نہ جائے پاؤں یار کی زلف دراز سے!!

اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل شیعہ تھے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ حضرت عثمان کے قاتل مدینہ کے اہل سنت تھے!

جواب۶:

اگر سب اہل کوفہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے شیعہ ہی تھے تو جب امیر المومنین علیہ السلام نے نماز تراویح کو بدعت کہہ کر روکا تو اہل کوفہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خلاف واہ سنتاہ! واہ عمرا! کی صدائیں بلند کر کے جلوس کیوں نکالا (البدعۃ)

معلوم ہوا کہ کوفہ کے رہنے والے سب شیعہ نہ تھے۔

اعتراض: کوفہ کے شیعوں نے حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام سے بیوفائی کیوں کی؟

جواب:

مدینے کے اہل سنت نے حضرت عثمان کے ساتھ بیوفائی کیوں کی اور جنگ احد میں حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ تمام اصحاب کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن کے نرغے میں اکیلے چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ کر علی علیہ السلام و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیوفائی کیوں کی؟ جواب دو! کوفہ کے اکثر لوگ شیعہ نہیں تھے بلکہ انہوں نے بنوامیہ کے ظلم سے بچنے کیلئے حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور پھر خوف ابن زیاد سے اکثر نے بیعت توڑ ڈالی۔

سوالات اوران کے جوابات

سوال: اہل کوفہ کا مذہب کیا تھا؟

جواب: اہل کوفہ کا مذہب بھی وہی تھا جو کوفہ کے امام ابوحنیفہ (نعمان بن ثابت) کا مذہب تھا۔

سوال: یزید ملعون کا مذہب کیا تھا؟

جواب: یزید کا مذہب بھی وہی ہے جو مذہب یزید کو مسند خلافت پر بٹھانے والوں اور اس کی بیعت کرانے والوں اور یزید کو چھٹا خلیفہ ماننے والوں کا ہے۔

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری)

اس سے بڑھ کر امت کی بدبختی کیا ہوسکتی ہے کہ یزید جیسے فاسق وفاجر انسان کو مسند رسالت پر بٹھا کر اپنا امام تسلیم کرلینا اور چھٹا خلیفہ رسول قرار دینا کیا یزید جیسے زانی، شرابی و بدکردار کو مسند خلافت پر بٹھانا مقام مقدس خلافت کی توہین اور اس مقام و مسند کا مذاق

اڑانے کے مترادف نہیں؟ وکلاء یزید ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کریں!

بعض اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراض:

یزید پر لعنت نہیں کرنی چاہیے آخر کار یزید مخلوق خدا ہے اور خدا کی رحمت وسیع ہے؟

جواب:

کیا شیطان مخلوق خدا نہیں۔۔۔؟ کیا اس کو خدا کی رحمت شامل نہیں۔۔۔؟ جواب دیا جاتا ہے کہ شیطان مخلوق خدا ضرور ہے مگر اس نے خلیفۃ اللہ کو سجدہ نہیں کیا تو جو خلیفۃ اللہ کو سجدہ نہ کرے وہ ملعون ہے اور لعنت کا مستحق ہے اور جو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح کرے وہ شیطان سے زیادہ لعنت کا مستحق ہے۔

خداوند کریم نے قرآن میں فرمایا ہے

لعنة الله على الظالمين

''ظالمین پر اللہ کی لعنت ہے''۔

اور پھر فرمایا

ومن يقتل مومنا متعمداً فجزاؤه جهنم خالداً فيها (سورہ نساء)

''جس کسی نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا اس کی جزاء جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا''

جب عام مومن کا قاتل جہنمی ہے تو کیا حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل جنتی ہوں گے؟ خدا یزید کیلئے اپنے قانون کو تبدیل کردے گا؟ وکلاء یزید کچھ تو سوچیں۔۔۔؟

اعتراض:

شیعوں نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبح کرنے کے بعد رونا پیٹنا اس لئے شروع کیا ہے تاکہ ہمیں خون نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بری الذمہ سمجھا جائے؟

جواب:

ہم شیعیان حیدر کرار علیہ السلام' قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام پر لعنت کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں بلکہ ہم تو قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام سے خون نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصاص طلب کرنے کی خاطر عزاداری' ماتم داری کا اہتمام کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ وکلاء یزید کے نزدیک حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل شیعہ ہیں تو پھر تمہیں کیا تکلیف ہے؟ شیعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کیوں کرتے ہیں' لعنت خود اپنے مصداق کو ڈھونڈ لے گی تمہیں پریشان ہونے کیا ضرورت ہے؟

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

جواب:

مثلاً مروان کی بیوی اور کنیزوں نے پہلے خود مروان کو لحاف میں لپیٹ کر قتل کیا پھر اموی خلیفہ کے قتل سے بری الذمہ ہونے کی خاطر رونے چیخنے' چلانے اور گریبان چاک کرنے لگیں ایسا کیوں۔؟ جواب دو (امامت وسیاست ج ۲ ص ۲۶۱)

سوال: کیا روز عاشور کو عید کا دن قرار دیا جا سکتا ہے؟

جواب: جس نے روز عاشور کو عید کا دن قرار دیا اس کا اصلاً امت محمدی کیساتھ کہیں دور کا بھی رشتہ بھی نہیں ہے جیسا کہ ایک مفتی روز عاشور کے ضمن میں لکھتا ہے اس دن اپنے اہل وعیال کیلئے اچھے کھانے کی فراہمی کی جائے کیونکہ اس دن کی برکت سے خدا سال بھر کی

روزی میں فراخی پیدا کرتا (غنیۃ الطالبین)

جواب۲:

روی عنه انه قال من زار قبری بعد موتی کان کمن هاجر معی فی حیاتی فان لم تستطیعوا فابعثوا الیّ بالسلام وفی حدیث عن الصادق و ذکر زیارة النبی فقال انه یسمعك من قریب و یبلغه عنك من بعید فاذا اردت ذلك فمثل بین یدیك شبه القبر واکتب علیه اسمه)

(اقبال الاعمال ص۸۹ باب زیارۃ النبی یوم المولود سید ابن طاؤس)

''روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میرے ساتھ ہجرت کی اور اگر تم میری قبر کی زیارت کی استطاعت نہیں رکھتے تو مجھ پر درود و سلام بھیجو! دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام زیارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب سے بھی سنتے ہیں اور بعید سے بھی آپ تک سلام پہنچ جاتا ہے جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کرتے ہو تو اپنے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسم کی قبر مبارک کی شبیہ مبارک بنا کر اس کے اوپر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھ کر اعمال کر سکتے ہو''۔

ذرا غور فرمائیں! اگر اصل قبر کی شبیہ بنانا بدعت ہوتا تو حضرت امام صادق علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے متعلق ہرگز یہ حکم صادر نہ فرماتے کہ اگر تم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ کر یوم ولادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال بجا نہیں لا سکتے تو اپنے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی شبیہ بنا کر اعمال کو بجا لاؤ اگر کوئی مومن عقیدت و محبت کی وجہ سے ائمہ علیہم السلام کی قبور کی شبیہ بناتا ہے تو حضرت امام صادق علیہ السلام اس کے اس عمل پہ راضی ہیں۔ گویا اصل قبر کی شبیہ بنانا امام علیہ السلام

کے فرمان کے مطابق ہے اور ان قبور کی توہین کرنے والا حضرت امام صادق علیہ السلام کے قول مبارک کی تکذیب کرنے والوں میں شمار ہوگا۔

جواب۳:

جیسا کہ طریق الکرام من الکوفۃ والشام میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن قیس انصاری جو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے بچپن کے ہی ساتھی ہیں جب ان کو حلب میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے اپنے گھر میں ہی حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر مبارک کی شبیہ بنالی اور اس قبر کو ریشم اور دیباج کے کپڑوں سے ڈھانک کر مرثیہ پڑھنے لگے اور روتے تھے۔

جواب۴:

شیخ محمد مھدی حائری اپنی کتاب شجرہ طوبیٰ کے صفحہ نمبر ۴۴۰ پر نقل کرتے ہیں کہ جناب ام البنین علیہا السلام نے جنت البقیع میں شہداء کربلا علیہم السلام کی قبور کی شبیہات بنا کر گریہ کرتیں تھیں۔

اعتراض: قبور پر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

جواب: منافقین کی قبور پر کھڑے ہونے سے روکا گیا ہے نہ کہ صالحین بندوں کی قبور سے۔

اعتراض: کسی چیز کو متبرک سمجھ کر اسے چومنا جائز نہیں۔

جواب: جیسا کہ ایک دفعہ نعمان بن ثابت نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں عصاء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگا اے آقا! میں اسے متبرک سمجھ کر چومنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصاء ہے تو امام علیہ السلام نے اپنے بازو سے آستین کو الٹ کر فرمایا! اے ابوحنیفہ تو اس عصا کو چومنے کی بجائے

میرے ان بازوں کو کیوں نہیں چومتا کہ جن میں خون رسالتؐ ہے۔

(نورالابصار ص۶۹ شیخ محمد مہدی الحائری)

اگر متبرک چیز کو چومنا شرعاً جائز نہ ہوتا تو سواداعظم کے رئیس مذہب حضرت امام اعظم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاتھوں میں عصاء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر بطور برکت چومنے کی ہرگز خواہش نہ کرتا چونکہ عصا لکڑی کا تھا مگر نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ تھی کہ لکڑی میں کوئی کمال نہیں بلکہ اسے کمال ملا صاحب کمال کی وجہ سے۔نسبت کو دیکھ کر منسوب (غلاف خانہ کعبہ،غلاف قرآن مجید،علم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام،تعزیہ سید الشہداء علیہ السلام،شبیہ ذوالجناح،خاک کربلا۔۔۔) کو متبرک سمجھتے ہوئے اس کا احترام کرنا اور اس کا بوسہ بھی لینا شرعاً اور عقلاً جائز ہے۔

یزید علماء اہل سنت کے نزدیک

افسوس ہے ان لوگوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور یزید جیسے ملعون کی وکالت بھی کرتے ہیں۔ یزید کائنات کا بدترین لعین شخص جو تارک صلاۃ' شارب الخمر' سفاک قسم کا درندہ نما انسان تھا اگر ان ملاؤں کا ذرہ برابر بھی اہل بیت نبوت علیہم السلام کیساتھ رشتہ ہوتا تو لوگوں کو یزید پر لعنت کرنے سے منع نہ کرتے۔

اب ہم محترم قارئین کے سامنے سواد اعظم کے فقہاء کے فتوؤں کو پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے یزید کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔

احمد بن حنبل کا فتوی:

عبداللہ بن احمد حنبلی کہتا ہے کہ میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے؟ تو میرے باپ نے جواب دیا کہ کیا ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں کہ جس پر خدا لعنت کرے اور یہ آیت پڑھی۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ (سورہ محمد آیت ۲۲)

''کیا تم سے کچھ دور ہے اگر تم خدا کی زمین پر حاکم ہو تو زمین پر فساد کرو اور قطع تعلقی کرو ایسا کرنے والے وہی لوگ ہیں جن پر خدا کی لعنت ہے''۔

اور پھر کہا اے میرے بیٹے قتل حضرت امام حسین علیہ السلام سے بڑھ کر کون سا فساد ہو گا۔ (صواعق محرقہ)

جلال الدین سیوطی کا فتویٰ:

حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر خدا بھی لعنت کرتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء ذکر شہادت امام حسینؑ)

قاضی ابو یعلی اور قاضی ابو الحسین کا فتویٰ:

ابن کثیر دمشقی لکھتا ہے جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اس پر خدا اور فرشتوں کی لعنت ہے اور بعض علماء نے یزید پر لعنت کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً احمد بن حنبل ابو بکر عبد العزیز قاضی ابو یعلی اور اس کا بیٹا ابو حسین اور ابن جوزی ہیں۔ (تذکرۃ الخواص البدایہ والنھایہ)

ملا تفتازانی کا فتویٰ:

اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتل الحسین او امر به او اجازه اورضی به

(شرح عقائد نسفیہ)

سعد الدین تفتازانی کہتا ہے کہ علماء کا ہر اس شخص پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یا قتل کی اجازت دی یا قتل حضرت امام حسین علیہ السلام پر راضی ہو۔

سمہودی کا فتویٰ:

سمہودی نے اپنی کتاب جواہر العقدین میں یزید کے متعلق لعنت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

اتفق العلماء علی جواز اللعن من قتل الحسین او امر بقتله او اجازه او رضی به

''علماء کا اتفاق ہے کہ جس نے امام حسین کو قتل کیا یا قتل کرنے کا حکم دیا یا قتل پہ راضی ہوا ان پہ لعنت کرنا جائز ہے''۔

بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض: یزید نے قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکم ہی نہیں دیا تھا؟

جواب ۱: یزید نے مدینہ کے حاکم ولید کو جو خط لکھا تھا اس میں یہ عبارت تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت لو اگر وہ انکار کریں تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس روانہ کرو۔ (تاریخ یعقوبی)

جواب۲:

اگر عبید اللہ ابن زیاد نے یزید کے حکم سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل نہ کیا ہوتا تو اسیران کربلا کو شہداء کے سروں سمیت شام نہ بھیجتا اور یزید عبید اللہ ابن زیاد کو حضرت امام حسین السلام کے قتل کے جرم میں قتل کرتا اور دیگر قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام سے بدلہ لیتا۔ یزید کا عبید اللہ کو کوفہ کی حاکمیت پر باقی رکھنا اور قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام کو کچھ نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ اس کے ہی حکم سے ہوا تھا جیسا کہ کتب تاریخ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

جواب۳:

حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد یزید نے کہا تھا میرے رشتہ دار جو بدر میں قتل ہوئے تھے میں نے خاندان نبوتؐ سے ان کا بدلہ لیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر)

اعتراض:

شیعہ حضرات اس حد تک خاک کربلا کا احترام کیوں کرتے ہو جبکہ اس میں قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون بھی مخلوط ہے؟

جواب:

جس طرح تمام اسلامی فرقے قرآن مجید کا احترام کرتے ہیں حالانکہ قران مجید میں دشمنان خدا (شیطان' فرعون' نمرود' شداد) کا ذکر بھی موجود ہے یا نجس العین (کتا' خنزیر' کافر) جیسی اشیاء کے نام بھی موجود ہیں۔ احترام نسبت کی وجہ سے کیا جاتا ہے کیونکہ خاک کربلا کی نسبت حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔ جیسا کہ حضرت امام علی ابن حسین علیہ السلام ہمیشہ اپنے پاس خاک کربلا کو رکھتے تھے کہ جسے دیکھ دیکھ کر روتے رہتے تھے۔ قرآن مجید کا احترام ان کے ناموں کے ہوتے ہوئے بھی کیا جاتا ہے جبکہ یہ نام اور لوگ ہرگز قابل احترام نہیں۔

غم امام حسینؑ اور خونی ماتم

غم امام حسینؑ اور خونی ماتم

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت اور غم میں شریک ہونے کی ایک رسم غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا بھی ہے کیونکہ اس کے ذریعے بھی حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مظلومیت و مصیبت کو احیاء بخشا جاتا ہے۔غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے والا مومن اس قصد سے خون بہاتا ہے کہ اگر ہم ۶۱ ہجری روز عاشور میدان کربلا میں ہوتے تو ہم آپ علیہ السلام کی نصرت وحمایت میں اسی طرح اپنے نازک بدن کا خون قربان کرتے کہ جس طرح آج ہم ہزاروں سالوں کے بعد بھی آپ علیہ السلام کے نام پر خون نکال کر آپ علیہ السلام کی مصیبت ومظلومیت کا پرچار کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں اپنے خون کا نذرانہ عقیدت پیش کررہے ہیں۔

زمین کا ہر وہ خطہ کہ جس پر غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں بہائے جانے والے خون کا قطرہ گرتا ہے وہ خون کا قطرہ روزِ قیامت خدا کی بارگاہ میں اس خون نکالنے والے مومن کے حق میں گواہی دے گا کہ اس نے میرے اوپر نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظلومیت کے پرچار کی خاطر خون گرایا۔یادِ حسین علیہ السلام اور تحریک کربلا کے احیاء کیلئے بہنے والا ہر خون کا قطرہ جنت میں موجود ثاراللہ کے سمندر میں محفوظ ہوجاتا ہے جو کبھی ضائع نہ ہوگا اور اس کا اجر خدا کے ہاں محفوظ ہے۔غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں شریک ہونے کی خاطر خون نکالنا قدیمی تاریخ ہے جیسا کہ خداوند کریم نے اپنے اولی العزم انبیاء علیہم السلام کا خون بھی زمین کربلا پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون اطہر کیساتھ ملانے کیلئے بہایا ہے۔جہاں پر غیر شیعہ خونی ماتم پر اعتراض کرتے تھے افسوس آج ایک بہت بڑا طبقہ شیعہ علماء کا اس کے جواز وعدم جواز کے فتوؤں کی زد میں ہے لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے

اس عمل کے جواز پر دلائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

انبیاء اور غم امام حسینؑ

جیسا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بحار الانوار کی ج ۴۴ ص ۲۲۴ پر نقل کرتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا اور حضرت حواء علیہا السلام کو نہ دیکھ پانے کی وجہ سے ان کی تلاش میں تمام زمین پر چکر لگانا شروع کر دیا یہاں تک کہ کربلاء کی زمین سے گزر ہوا تو آپ کو دل میں گھٹن محسوس ہوئی اور اس جگہ گر پڑے جو حضرت سید الشہداء السلام کی مقتل تھی اور آپ کے پاؤں سے خون بہنے لگا اور آپ علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں سوال کیا کہ کس گناہ کی وجہ سے میرا یہاں خون بہایا گیا؟ تو خداوند کریم نے آپ کی طرف وحی نازل کی کہ کسی گناہ سرزد ہونے کی وجہ سے آپ کا خون نہیں بہایا گیا بلکہ اس جگہ پر تیرا مظلوم بیٹا حضرت حسین ابن علی علیہ السلام شہید کیا جائے گا پس آپ کے خون کو حسین علیہ السلام کے خون کی موافقت میں بہایا گیا ہے۔

اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر زمین کربلا سے گزر رہے تھے تو اچانک گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا اور سر سے خون جاری ہوا اور خدا سے التجا کی کہ اے میرے اللہ کس گناہ کی وجہ سے میرا خون بہایا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی اور فرمایا کسی گناہ کے سرزد ہونے کی وجہ آپ کا خون نہیں بہایا گیا۔ بلکہ اس جگہ پر آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو بے جرم و بے خطا ذبح کیا جائے گا پس آپ کے خون کو نواسہ رسولؐ کے خون کی موافقت میں بہایا گیا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے کربلا کی سرزمین پر اپنے اولی العزم

انبیاء علیہم السلام کا خون کیوں بہایا ہے آخر کار خون بہانے کا مقصد کیا تھا؟ پس خدا نے زمین کربلا پر اپنے انبیاء علیہم السلام کا خون اس لیے بہایا تھا تاکہ میرے انبیاء علیہم السلام کا خون بھی اس زمین میں مل جائے جس زمین پر عنقریب میری توحید کے محافظ حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کا خون بہایا جائے گا تاکہ انبیاء علیہم السلام کا خون حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کیساتھ مخلوط ہو سکے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کتنے مظلوم ہیں کہ شہادت سے پہلے ہی خدا نے انبیاء علیہم السلام کے خون کو بہا کر اپنے انبیاء علیہم السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں شریک کیا ہے اگر غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا مذموم تھا تو خدا نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے خون کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہمدردی میں کیوں بہایا؟ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کے ساتھ خون بہانا قدیمی تاریخ ہے۔

محبت رسول کریمؐ میں جنابِ خواجہ اویس قرنی کا خون بہانا

جیسا کہ شیخ فرید الدین عطار نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے ص ۱۰۶ پر نقل کیا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ نے فرمایا کہ میں نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اپنے دانتوں کو توڑا۔

ذرا غور فرمائیں! جب خواجہ اویس قرنیؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے کی خبر سنی تو اپنے دانتوں کو توڑ دیا تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دانت توڑنے سے جنابِ خواجہ اویس قرنیؓ کا بدن اور لباس خون سے رنگین نہیں ہوا ہو گا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے دانت توڑ کر اپنے منہ کو زخمی کر کے اور منہ کے خون کے ساتھ اپنے بدن کو لہو لہان کر سکتا ہے تو کیا حضرت امام حسین علیہ السلام کے عاشق حضرت امام حسین علیہ السلام کا غم مناتے ہوئے اپنے سر کے خون کے ساتھ اپنے بدن کو لہولہان نہیں کر سکتے اگر محبت کے اظہار کی وجہ سے خون بہانا شرعاً ناجائز ہوتا تو یہ برگزیدہ عاشق رسولؐ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے دانت توڑ کر اپنے بدن کو اپنے منہ کے خون کیساتھ لہولہان ہرگز نہ کرتا۔

غمِ امام حسینؑ میں جنابِ زینبؑ کا خون بہانا

راوی بیان کرتا ہے کہ

فلما رأت زینب ؑ رأس اخیھا قد اتوا بالرأس مقد ما علیھا نطحت جبھتھا بمقدم الاقتاب فخرج دم منھا

(کتاب ینابیع المودۃ۔ منتھی الامال۔ بحارالانوار)

''جب جناب سیدہ زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو (نوک نیزہ) پر سوار دیکھا جو سب سروں سے آگے تھا (عجیب وغریب حالات کو دیکھ کر) اپنا سرِ اقدس چوبِ محمل پر مارا تو اس سے خون جاری ہوا''۔

بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض:

غمِ حضرت امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے اور زنجیر زنی وقمہ زنی کے مخالف مندرجہ بالا روایت کو ماننے سے انکاری تو ہیں سہی بلکہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ روایت کئی ایک لحاظ سے معتبر نہیں ہے۔

اولاً: یہ تصور کرنا ہی محال ہے کہ جناب سیدہ زینب علیہا السلام جو کہ پیکر صبر ورضا اور ام المصائب تھیں انہوں نے چوبِ محمل پر سر مار کر اپنا خون نکالا ہو کیونکہ یہ عمل جناب سیدہ زینبؑ کے صبر وتحمل کے منافی ہے۔

ثانیاً: جب سید الشہداء علیہ السلام نے اپنی بہن جناب زینب علیہا السلام کو اپنی شہادت سے

پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ جب میں شہید ہو جاؤں تو میری مصیبت پر جزع فزع نہ کرنا۔تو جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام اپنی بہن حضرت زینب علیہا السلام کو اپنی مصیبت پر جزع فزع کی اجازت ہی نہیں دے رہے تو کس طرح حضرت زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی پیشانی سے خون نکالا؟

جواب ا:

اس وصیت والی روایت میں لفظ (اذا) موجود ہے اور (اذا) ظرف زمانی ہے یعنی کلام امام علیہ السلام فقط وقت شہادت کو محدود کر رہی ہے یعنی میری شہادت کے فورا بعد جزع فزع نہ کرنا نہ کہ امام علیہ السلام مطلقاً جزع وفزع کرنے سے منع فرما رہے ہیں کیونکہ امام علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ میری شہادت کے وقت جناب زینب علیہا السلام پر کئی ایک ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی مثلا بکھرے ہوئے یتیم بچوں کو سنبھالنا' بہنوں کو بھائیوں کا پرسہ دینا۔ بیواؤں کو سنبھالنا بیمار امام وقت حضرت سجاد علیہ السلام کی حفاظت کرنا' گلستان نبوت کے بکھرے ہوئے پھولوں کو اکٹھا کرنا' ایسے امور کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے جنابِ زینب علیہا السلام کو دلاسے اور تسکین و تسلی کے طور جزع فزع کرنے سے منع فرمایا نہ کہ امام علیہ السلام جناب زینب علیہا السلام کو جزع فزع کرنے کی حرمت کا حکم بتا رہے ہیں آخر سیدہ زینب علیہا السلام بھی ان مسائل شرعیہ سے خوب واقف تھیں۔

جواب ۲:

حضرت سیدہ زینب علیہا السلام کا چوب محمل پر پیشانی مار کر خون نکالنا وقت شہادت سے کافی دیر بعد تھا کیونکہ بازار کوفہ کے حالات بھی اسی عمل کا تقاضا کر رہے تھے کہ جس کو جناب سیدہ علیہا السلام نے سرانجام دیا (بہن کا بھائی کی محبت میں خون نکالنا) اور جناب

سیدہ علیہا السلام نے بھائی کا سر نوک نیزہ پر دیکھ کر پیشانی سے خون نکال کر ظالم کے ظلم کے خلاف احتجاج کیا اور مظلوم امام کی مظلومیت کو ظاہر کیا ورنہ بعض مواقع ایسے بھی آئے کہ خود حضرت زینب علیہا السلام نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کو تسلی او ر دلاسے دیئے جیسا کہ امام علی ابن الحسین علیہ السلام سفر کے ایک موڑ پر فرمار ہے تھے۔

و کیف لااجزع و قد اری سیدی و اخوتی و عمی وولد عمی و اهلی مفرجین بد مائهم و مرسلین بالعری لا یکفون ولا یوأرون

(جامع احادیث الشیعہ ج ۱۲ ص ۴۳۸ سید بروجردی)

''حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں کیسے جزع فزع نہ کروں جبکہ میرے بابا میرے بھائی اور میرے چچا اور میرے اقرباء خون میں لت پت ہوکر ریت میں مل چکے ہیں اور ان کے اجساد کو لوٹ لیا گیا ہے اور انھیں نہ ہی کسی نے کفن پہنایا ہے اور نہ ہی انھیں کسی نے دفن کیا''۔

تو اس وقت جناب زینب علیہا السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا یہ تو خدا اور رسولؐ سے کیا ہوا وعدہ وفا ہو رہا ہے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک ایسا گروہ بھی ہے جس سے اللہ نے عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ ان جنازوں کو دفن کریں گے اور کفن پہنائیں گے اور وہ آپ کے بابا کا عظیم مزار بھی بنائیں گے۔

کیا حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اپنے بابا کی اس وصیت کی مخالفت کرتے ہوئے ایسے حالات و مقامات پر جزع فزع کیا اور جناب زینب علیہا السلام نے معصومؑ اور منصوص من اللہ امام کو جزع فزع کرنے سے منع فرمایا؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ایسے حالات و مقامات پر حضرت امام سجاد علیہ السلام کا جزع فزع کرنا ہی مطلوب تھا اور جناب سیدہ زینب علیہا السلام کا صبر مطلوب تھا پس جن مقامات پر حضرت زینب علیہا السلام کا صبر مطلوب تھا

وہاں پر حضرت زینب علیہ السلام نے صبر و شجاعت کا مظاہرہ کیا بالخصوص شام غریباں کے خونی حالات میں۔

اور بازار کوفہ میں جناب سیدہ زینب علیہا السلام کا غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا مطلوب تھا تو جناب سیدہ زینب علیہا السلام نے خون بہا کر خون حضرت امام حسین علیہ السلام کی وکالت کی۔

اور جہاں پر جناب زینب علیہا السلام نے اپنی پیشانی سے خون نکالا وہاں پر امام وقت حضرت امام سجاد علیہ السلام موجود تھے۔ لیکن امام علیہ السلام نے منع نہیں فرمایا اور خاموش رہے۔ تو جب غم امام حسین علیہ السلام میں خون نکالنے کو حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منع نہیں فرمارہے تو مفتیوں کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ خون بہانے سے منع کریں بلکہ ہمیں امام علیہ السلام کی رضا کی ضرورت ہے ہم امام علیہ السلام کے غم میں خون نکال کر ظالم کا ظلم اور مظلوم کی مظلومیت عیاں کرتے ہیں۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی وصیت کے بعد مخدرات عصمت وطہارت بیبیوںؑ نے اصلاً ماتم کیا اور نہ ہی منہ پر طمانچے مارے ہیں۔

یہ محض غلط فہمی ہے کہ اس کے ذریعے بعض مفاد پرست صاحبان مومنین کو عزاداری سید الشہداء علیہ السلام جیسی عظیم سعادت سے محروم رکھنے کی سازش کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علی و بتول علیہم السلام کی لاڈلیوں نے مختلف مقامات پر جزع فزع بھی کیا ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

لطمن الخدود الفاطمیات علی الحسین

''بنات فاطمہ علیہا السلام نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت پر اپنے رخساروں پہ ماتم کیا''

کہ فاطمہ زہراء علیہ السلام کی بیٹیوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر اپنے چہروں اور رخساروں پر ماتم کیا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ماننے والوں کو غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں جزع فزع کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

کل جزع مکروہ الا لقتل الحسین

''کہ ہر قسم کی جزع فزع شریعت میں ناپسند ہے سوائے حضرت امام حسین علیہ السلام پر جزع کرنے کے''

بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر جزع موجب ثواب ہے تو کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کی وصیت کی مخالفت کر رہے ہیں؟

جن لوگوں کو غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا پسند نہیں ان کو غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں دھاڑیں مار مار کر رونا سینہ کوبی کرنا' منہ پر طماچے مارنا بھی پسند نہیں ہے اسی لیے کبھی یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر ماتم کرنا جائز نہیں تو خون بہانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ پھر ہم ایسے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ کا کوئی قریبی دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر روتے اور ماتم کیوں کرتے ہو؟ جب معصوم کی مصیبت پر رونا اور ماتم کرنا جائز نہیں تو غیر معصوم پر بدرجہ اولی رونا اور ماتم کرنا جائز نہیں۔

اعتراض:

مخدرات عصمت وطہارت کو بے پالان و بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کیا گیا تو پھر جناب سیدہ زینب علیہا السلام نے کس چیز پر پیشانی مار کر خون نکالا؟

جواب:

یہ بات واقعاً صحیح ہے کہ مخدرات عصمت آلِ محمد علیہم السلام کو اُن اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا جن کے اوپر ھودج نہیں تھے مگر عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان اونٹوں پر سوار کیا گیا جن کے اوپر کجاوہ نما لکڑی کے ڈھانچے رکھے گئے تھے تاکہ مستورات ان لکڑیوں کے سہارے کیوجہ سے بار بار گرنے سے محفوظ رہیں اور ہم انقلاب زمانہ کے برپا ہونے سے پہلے منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ بھلا کس طرح ممکن ہے کہ اونٹ پر مستور سوار ہو اور بغیر کسی سہارے کربلا سے شام تک کا سفر طے کر سکے۔

نوٹ: اس محمل کو عرف عام والے محمل تصور ہرگز نہ کرنا یعنی جن پر باقاعدہ طور پر پردے کا انتظام کیا گیا ہو اور جس میں ہر طرح کے آرام وسکون کی سہولیات فراہم ہوں۔

اعتراض:

جنابِ سیدہ زینب علیہا السلام کے غم حسین علیہ السلام میں خون بہانے والی روایت ضعیف ہے؟

جواب:

اگر اس روایت کو ضعیف بھی فرض کر لیا جائے تو اس کے ضعف کا جبران ہے علم اصول کے قاعدہ (تسامح فی ادلۃ السنن) کے تحت کیا جا سکتا ہے اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض حدیث یا روایت ضعیف بھی ہو لیکن اس میں مکلّف کیلئے ثواب مذکور ہو تو اس حدیث یا روایت پر عمل کرنا مستحب ہے مثلاً اگر کوئی شی حقیقت میں مباح ہو تو خبر ضعیف میں اس کے متعلق ثواب مذکور ہو تو وہ مباح شی مستحب ہو جاتی ہے جیسا کہ شیخ الفقہاء شیخ مرتضیٰ انصاری نے اپنی کتاب رسائل فقیہ میں صفحہ ۶۱ تا ۶۲ پر نقل کرتے ہیں

الاخبار الضعيفة في مقام الاستحباب بمنزلة الصحاح

''اخبار ضعیفہ مقام استحباب میں نازل منزلہ صحیح ہوتی ہیں''۔

اعتراض:

کسی بھی مرجع تقلید نے آج تک جناب سیدہ زینب علیہا السلام کے چوب محمل پر پیشانی مار کر پیشانی سے خون نکالنے والی روایت کو زنجیر زنی کے جواز کے فتویٰ کی دلیل نہیں بنایا؟

جواب:

آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد وحیدی التبریزی قدس سرہ' آیۃ اللہ العظمیٰ السید مرتضیٰ فیروز آبادی قدس سرہ' آیۃ اللہ العظمیٰ السید صادق حسینی الشیرازی مدظلہ اور حضرت آیت اللہ العظمیٰ میرزا جواد تبریزی قدس سرہ نے غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے پر جواز کی دلیل اسی روایت کو قرار دیا ہے اس کی تفصیل فتاویٰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

قمہ زنی یا زنجیر زنی جائز یا حرام

قمہ زنی یا زنجیر زنی جائز یا حرام

اب ہم اپنے محترم قارئین کے سامنے ان اعتراضات کو مع جوابات پیش کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے قمہ زنی ' زنجیر زنی کی حرمت کو ثابت کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔

اعتراض:

زنجیر زنی کرنے سے جسم سے خون نکلنے کی وجہ سے کمزوری واقع ہو جاتی ہے لہذا زنجیر زنی سے اجتناب کیا جائے؟

جواب:

تو کیا روزہ رکھنے سے کمزوری واقع نہیں ہوتی ؟ کیا صفا مروہ کے درمیان تیز رفتار دوڑنے سے جسم میں کمزوری واقع نہیں ہوتی حالانکہ کوئی مسلمان بھی اس کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان عبادات کو ترک کرنے کیلئے تیار نہیں لہذا معلوم ہوا کہ جسم کی کمزوری کو کسی چیز کی حرمت کی دلیل بنانا درست نہیں۔

تو پھر یقینا یہی جواب دیا جاتا ہے کہ صفا ومروہ کے درمیان پیدل دوڑنا شعائر بیت اللہ میں سے ہے تو پھر ہم معترضین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ کہ جس طرح صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا شعائر بیت اللہ میں سے ہے اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کا پرچار کرتے ہوئے خون نکالنا بھی شعائر حسینیہ میں سے ہے جس طرح باقی عبادات کی بجا آوری میں جسم کی کمزوری اور نقاہت کو مدنظر نہیں رکھا جاتا اسی طرح مراسم عزاداری میں بھی زنجیر زنی کیوجہ سے جسم میں واقع ہونے والی کمزوری اور نقاہت کو بھی مد نظر نہیں رکھنا چاہیے۔

اعتراض:

سڑکوں پر خون بہانے کے بجائے راہ خدا میں اگر یہ خون مریضوں کو دیا جائے تو اس سے کئی ایک انسانوں کو حیات مل سکتی ہے؟

جواب ا:

جو خون مریض کے لیے سودمند ہوتا ہے وہ جسم کی کسی خاص رگ سے نکالا جاتا ہے اور جو خون حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کے اظہار کی خاطر زنجیر زنی کے ذریعے سڑکوں پر بہایا جاتا ہے یہ جلد کے نیچے باریک قسم کی رگوں سے نکلتا ہے اور یہ خون مریض کے لیے مفید نہیں ہوتا واضح رہے کہ اللہ کی راہ میں خون دینا اپنے مقام پر بہت اچھا عمل ہے لیکن غم حسین علیہ السلام میں خون بہانا بھی ایک بامقصد و بامعنی فعل ہے اور کئی ایک بڑے عظیم اہداف کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے جس میں دینی اور مذہبی دلالات و امارات و اشارات اور تاریخی مفاہیم ہیں ور اس عمل خیر کے ذریعے حسین علیہ السلام کی محبت اور مظلومیت کا اظہار اور تشویق پیدا ہوتی ہے۔

جیسا کہ آیۃ اللہ العظمیٰ السید صادق شیرازی مدظلہ فرماتے ہیں کہ

ولادت حسین علیہ السلام کے دن ہسپتالوں میں خون دے کر مومنین مریضوں کو حیات بخشو اور عاشورہ محرم میں غم حسین علیہ السلام میں خون بہا کر شعائر حسینیہ کو حیات بخشو۔

جواب۲:

یہی سوال آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی مرزا جواد تبریزی قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

کیا سید الشہداء علیہ السلام کے نام پر مریض کو خون دینا عنوان عزاء میں داخل ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا جواد تبریزی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں

لا یرتبط التبرع بالدم بعزاء سید الشهداء

''کسی ہسپتال میں خون دینا عزاداری سید الشہداءؑ سے بالکل جدا ہے جس کا عزاداری کیساتھ کوئی ربط نہیں'' (الشعائر الحسینیہ فتاوی سماحۃ المرجع المرزا جواد تبریزی)

جواب۳:

آیۃ اللہ العظمیٰ سماحۃ الشیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ فرماتے ہیں فقط ایک ہی صورت میں غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کی بجائے ضرورت مند کو خون دینا افضل ہے کہ جب اس مومن کو کہیں اور سے خون ملنا مشکل ہو۔ (شعائر حسینیہ ص ۱۰۶)

اعتراض:

غم امام حسین علیہ السلام میں خون نکالنے پر آپ کے پاس کون سی دلیل ہے؟

جواب:

غم امام حسین علیہ السلام میں حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے اپنی آنکھوں سے خون رونے سے بڑھ کر اور کون سی مضبوط دلیل کی ضرورت ہے یا جناب زینب علیہا السلام کا غم امام حسین علیہ السلام میں اپنی پیشانی سے خون نکالنے سے بڑھ کر کون سی بڑی دلیل ہوسکتی ہے؟ اب ہم آپ ہی سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ہسپتالوں میں خون دینے کے متعلق کون سی دلیل حدیث وروایت کی شکل میں ہے۔ غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا شعائر مذہب ودین میں سے ہے اس کو بجالانا فقط احسان ونیکی ہی نہیں بلکہ احیاء شعائر حسینیہ بھی ہے۔

اعتراض:

عزاداری سید الشہداء علیہ السلام زنجیر زنی کے ماتم کی وجہ سے طنز ومزاح اور ہنسی و

مذاق بنی ہوئی ہے لہذا اس زنجیر زنی کو عزاداری سید الشھدا ء سے نکالا جائے۔

جواب:

یہی سوال حضرت آیۃ اللہ السید علی حسینی الفانی قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دشمن کی دشمنی کی وجہ سے دین کے مراسم اور مذہب کے شعائر کو ترک کرنا کوئی عقل مندی نہیں کیا۔ کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق نہیں اڑایا؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مذاق کو دیکھ کر اپنے مقدس فریضے کو ترک کر دیا؟ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے مذاق کی پرواہ کیے بغیر تبلیغ دین کے فرائض کو انجام دیتے رہے اسی طرح ہم دشمن کے مذاق کی پرواہ کیے بغیر مراسم عزاء میں سے اس زنجیر زنی کے ماتم کو انجام دیتے رہیں گے کیا غیر مسلم ہمارے ماہ رمضان کے روزے کا مذاق نہیں اڑاتے کیا وہ صفا اور مروہ کے درمیان ہمارے سعی کرنے کا مذاق نہیں اڑاتے کیا ہمارے با حالت احرام ہونے کا مذاق نہیں اڑاتے۔ جواب دو۔۔۔۔۔۔!

اعتراض: غیر مسلم قومیں ہمارے اس زنجیر زنی کے ماتم کی وجہ سے ہم سے متنفر ہیں؟

جواب:

ہم اتنا سوال کرتے ہیں کہ غیر مسلم قومیں ہمارے کون سے عمل اور اعتقاد پر راضی ہیں کیا ہم غیر مسلم کی رضا کیلئے اور ان کے اعتراضات سے بچنے کیلئے دین اسلام کو چھوڑ دیں؟ کیا دنیا میں اس وقت بھی ایسے مسیحی موجود نہیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب کی عکاسی کرتے ہوئے اپنے آپ کو سولی پر لٹکاتے ہیں یہاں تک کہ کچھ سولی پر ہی مرجاتے ہیں کیا بعض ایسے مسیحی موجود نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مظلومیت کے پرچار کی خاطر اپنے سروں پر تلوار کا ماتم کر کے خون میں نہاتے ہیں۔

کیا ان کا یہ سب عمل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مظلومیت کے احیاء کی خاطر ٹی وی چینلز پر نشر نہیں کیا جاتا؟ جب مسیحیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزاداری میں بہائے جانے والے خون سے عیسائی مذہب کی توہین نہیں ہے تو غم حسین علیہ السلام میں بہائے جانے والے خون سے مذہب اہلبیت کی توہین کیسے؟ عجیب منطق ہے کہ ایسے عیسائیوں کے اعتراضات کے خوف کی وجہ سے زنجیر زنی کے ماتم کو حرام قرار دیکر شعائر حسینیہ کو کمزور کیا جارہا ہے۔

اعتراض:

زنجیر زنی کو ترک کر دینا چاہیے کیونکہ اس کے ذریعے مذہب اہل بیتؑ کو مختلف اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے ؟

جواب:

جب تک آپ فقہ آل محمد علیہم السلام پر کار بند رہیں گے اس وقت تک دشمن آپ کے ہر اصول وفروع اور عقائد ونظریات پر اعتراض کرتا رہے گا اور ایسے بے جا اعتراضات کے ذریعے وہ آپ کو مکتب آل محمد علیہم السلام سے دور کرنا چاہتا ہے البتہ جہاں تک دشمن کے اعتراضات کی بات ہے تو کیا وہ آپ کے عقیدہ توحید پہ اعتراض نہیں کرتا؟ کیا وہ آپ کے عقیدہ نبوت وامامت پر اعتراض نہیں کرتا؟ کیا وہ آپ کے عقیدہ معاد وعدالت پر اعتراض نہیں کرتا؟ کیا وہ آپ کے فقہ جعفریہ کے مطابق وضو کرنے پر اعتراض نہیں کرتا؟ کیا وہ کلمۂ اذان واقامت میں علی ولی اللہ پڑھنے پر اعتراض نہیں کرتا؟ لہذا اگر آپ نے اپنے دشمن کو ہی راضی کرنا ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ فقہ جعفریہ کو چھوڑ کر کوئی اور فقہ کو اختیار کر لیں، کسی اور دین ومذہب کو اختیار کر لیں شاید اس سے آپ کا دشمن تو راضی ہو ہی جائے گا خدا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت رسول علیہم السلام ہرگز راضی نہ ہوں گے لیکن یاد

رکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے حقیقی دشمنوں کے کینہ اور دشمنی کے بارے میں فرمایا

لن ترضی عنك الیهود والنصاریٰ حتیٰ تتبع ملتهم (سورہ بقرہ آیت ۱۲۰)

''اے رسولؐ نہ تو یہودی تم سے راضی ہوں گے نہ ہی نصاریٰ یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی کرو''۔

اعتراض: زنجیر زنی کرنے سے ایذاءِ نفس لازم آتی ہے۔

جواب:

ہم نے کئی ایک مؤمنین کو دیکھا کیا ہے کہ صبح وہ زنجیر زنی کرتے ہیں اور شام کو اپنے کاموں میں مشغول نظر آتے ہیں کیونکہ ان پر امام مظلومِ کربلا علیہ السلام کا خصوصی لطف ہوتا ہے اگر ہم میں سے کسی کو چاقو یا چھری لگ جائے تو کئی ماہ زخم ٹھیک نہیں ہوتا لیکن زنجیر زنی کا زخم ایک دو دن کے اندر ہی ختم ہو جاتا ہے آخر اس زنجیر زنی میں کوئی فلسفہ ضرور پوشیدہ ہے کہ جس کی وجہ سے عزاداروں کو ایذاءِ نفس نہیں ہوتی اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ زنجیر زنی سے ایذاءِ نفس لازم آتی ہے تو پھر ضروری نہیں کہ جس چیز سے بھی ایذاءِ نفس لازم آئے اُس کو ترک کر دیا جائے۔ اگر ایذاءِ نفس کسی چیز کے ترک کرنے کی علت ہوتا تو پھر انجکشن لگوانا اور آپریشن کروانا بھی ترک کر دینا چاہیے ایذاءِ نفس لازم آتی ہے۔

اور اگر ایذاءِ نفس کسی عبادت کے ترک کرنے کا موجب ہوتا تو پھر شریعت میں بابِ جہاد نہ ہوتا اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومین علیہم السلام اپنے زمانے میں دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد نہ کرتے۔ اسی طرح عزاداری بھی دشمنانِ اسلام کے خلاف ایک جہاد کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ ظالم کے ظلم کو ظاہر کرنا اور مظلوم کی حمایت کرنا بھی جہاد سے کم نہیں۔

اعتراض:

زنجیر زنی کرنے سے لوگ مرجاتے ہیں لہٰذا زنجیر زنی سے اجتناب کیا جائے؟

جواب:

کیا گاڑی یا ہوائی جہاز کے حادثوں میں لوگوں کو موت کا خطرہ نہیں ہوتا کیا کسی نے موت کے خوف سے ان سواریوں پر سفر کرنا ترک کر دیا ہے؟ آخر یہ اتنی فکر زنجیر زنی اور زنجیر زن ماتمیوں کے ماتم کے بارے ہی کیوں ہے؟

اور اگر موت کے خطرے سے عبادت کو ترک کر دیا جائے، حج کے ہجوم میں خدا جانے کتنے حاجی مرجاتے ہیں کیا کسی مسلمان نے موت کے خوف سے بیت اللہ کے حج اور طواف کو ترک کر دیا ہے نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ تو ہم مظلوم کربلا علیہ السلام کے غم میں زنجیر زنی کیوں ترک کریں۔

آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین کاشف الغطاء قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہوں اور کئی بار لوگوں نے بتایا ہے کہ فلاں جگہ زنجیر زنی کرنے سے اتنے مومن مر گئے ہیں لیکن کچھ دنوں بعد پتہ چلتا تھا کہ جھوٹ تھا یہ افواہیں صرف مراسم عزا کو کمزور کرنے کیوجہ سے پھیلائی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (الآیات البینات)

اسی طرح آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد حسینی الشیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک کسی ایسے عزادار سید الشہداء علیہ السلام کو نہیں دیکھا کہ قمہ زنی کے دوران وہ اس دار فانی سے چل بسا ہو البتہ وقتی طور پر بعض قمہ زنی کرنے والے مومنین بے ہوش تو ہو جاتے ہیں لیکن جلد ہی ان کو خداوند کریم بحق آل محمد علیہم السلام شفایابی عطا کر دیتا ہے۔ کئی بار میں نے

ان کو سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے ایسے وہم محض اس لئے پیدا کئے جاتے ہیں تاکہ مومنین کو اس غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے والی سعادت سے محروم رکھا جا سکے۔ شیطان نے روز عاشور شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد دنیا بھر سے اپنے چیلوں کو اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ ہم حسین علیہ السلام، حسینیت اور حسینیوں کو ختم نہیں کر سکتے تم دنیا میں پھیل جاؤ اور حسینیوں کے دلوں میں شعائر حسینیؑ کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرو اور لوگوں کو حسین علیہ السلام سے دور کرو، پھر میں ان کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا لہٰذا مومنین عزاداران امام حسین علیہ السلام کو ہمیشہ باخبر اور ہوشیار رہنا چاہیے کہ جب بھی کوئی کسی بھی روپ میں کسی بھی لبادہ میں شعائر حسینیؑ کی مخالفت کرے تو سمجھ لو کہ وہ یا شیطان ہے یا شیطان کا چیلہ ہے۔

اگر بالفرض کوئی مومن قمہ زنی کے دوران مر بھی جائے تو سماحۃ الشیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ آل محمد علیہم السلام کے مددگاروں کیساتھ محشور ہوگا۔

(مختصر الاحکام)

اعتراض:

اکثر زنجیر زنی کرنے والے لوگ غیر متدین قسم کے ہوتے ہیں جن کے زنجیر زنی کرنے کی وجہ سے عزاداری بدنام ہو چکی ہے۔

جواب ا:

ہم نے نہیں سنا کہ کسی مجتہد نے یا کسی ماتمی نے متدین قسم کے لوگوں کو زنجیر زنی کرنے سے منع کیا ہو بلکہ یہ اشکالات وشبہات پھیلانے والے خود ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ زنجیر زنی تو کجا وہ ماتم کرنے سے بھی نفرت کرتے ہیں بلکہ بعض تو یہاں تک جسارت کرتے ہیں کہ یہ

عزاداری امام حسین علیہ السلام محض جاہلانہ رسم ہے اور یہ لوگ فقط نماز روزہ کو ہی دین سمجھ کر خودکو متدین تصور کرتے ہیں۔

حالانکہ گناہ گار قسم کے لوگوں سے کبھی کوئی ایسی نیکی صادر ہو جاتی ہے کہ جوان کو اللہ کے مقربین بندوں میں شامل کر دیتی ہے جس طرح کہ! حضرت امام حسین علیہ السلام ہمیں پیغام دینے کیلئے ارشاد فرماتے ہیں جب میں صبح گھر سے باہر نکلتا ہوں تو ہر شخص کو اپنے سے بہتر خیال کرتا ہوں' خدا جانے خدا کو اس کی کونسی ادا پسند ہو۔ اسی طرح

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ فلاں جگہ جا کر میرے خاص بندے کی نماز جنازہ پڑھاؤ اور اس کے برعکس کبھی متدین قسم کے لوگوں سے ایسی خطا سرزد ہو جاتی ہے جو انکی تمام نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔

لہٰذا کسی مؤمن سے اسکے قلتِ عمل کیوجہ سے دوری اختیار کرنا تعلیماتِ آلِ محمد علیہم السلام سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور ایسے اشکال کرنا خود جاہلانہ فعل ہے۔ ارشادِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

ان الحسین مصباح الھدیٰ و سفینۃ النجاۃ

''کہ میرا حسینؑ ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے''۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو بھی امام حسین علیہ السلام کی کشتی نجات پر سوار ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ ہر ایک کے لئے کشتی وسیع ہے۔ بطور مثال اگر کوئی شخص رات مسجد میں سوئے اور صبح کی نماز نہ پڑھے تو کیا اس کو مسجد سے نکال دینا چاہیے یا اس کو وعظ ونصیحت کر کے نمازی بنانا چاہیے۔ اسی طرح

جب غیر متدیّن قسم کے لوگ عزاداری میں شریک ہو کر غمِ حسین علیہ السلام مناتے ہیں تو اُن کو یہ عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب کر دیتی ہے وہ آج اگر غیر

متدین ہیں تو کل اسی عزاداری و مجلس و ماتم و زنجیر زنی کیوجہ سے کشتیِ حسین علیہ السلام کے سوار بن جائیں گے اور ہدایت پا جائیں گے۔

جواب۲:

اگر عزاداری کرنے والے لوگ اکثر غیر متدین اور گناہ گار ہوتے ہیں تو کیا بیت اللہ کا حج ادا کرنے والے سب نیک ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام ایک موقعہ پر فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ حج کیلئے آنے والے اکثر لوگ انسان تو کجا درندے نظر آ رہے ہیں اور حقیقی حج کرنے والے کم ہیں!

تو کیا گناہ گاروں کی کثرت دیکھ کر بیت اللہ کا حج ادا کرنا چھوڑ دیا جائے کہ اس میں گناہ گار اور غیر متدین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ گناہ گاروں کا حج پر جانا ہی ان کی ہدایت اور نجات کا باعث بن جاتا ہے۔

تو پھر آپ لوگوں نے فقط عزاداریِ مظلومِ کربلا کو ہی اتنا مظلوم اور لاوارث سمجھ رکھا ہے۔ کیا چراغِ حسینیتؑ چراغِ ہدایت نہیں؟

خبردار! اس عزاداری کا وارث بارہواں لعلِ ولایتؑ پردہ غیب میں موجود ہے اور یہ عزاداری اور عزادار مظلومؑ ہمیشہ باقی رہیں گے۔

کیا ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے والے سب لوگ متدین ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو رنگیلی محفلوں کو زینت بخشتے ہیں۔ تو کیا باقی مسلمان ایسے روزہ دار کو دیکھ کر ماہِ صیام کا احترام ختم کر دیں؟

یاد رکھو! ابھی تک نہ کسی نے جنت کا ٹکٹ حاصل کیا ہے اور نہ حشر ونشر کی گرمی دیکھی ہے اور نہ ہی برزخ کا ذائقہ چکھا ہے اور نہ ہی کسی نے پلِ صراط عبور کی ہے۔ لہذا اپنے کثرتِ عمل کیوجہ سے قلتِ عمل رکھنے والے مومنین کو توہین کا نشانہ نہ بناؤ۔ کیونکہ کثرتِ عمل

معیار نہیں بلکہ حُسنِ عمل معیار ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ایک عزادار اور شیعہ کیلئے جہاں عقائد کا صحیح ہونا اور فروع دین پر ایمان و عمل کرنا ضروری ہے وہاں معاملات زندگی کو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومین علیہم السلام کے فرامین کے مطابق ڈھالنا واجب ہے۔

اعتراض:

زنجیر زنی کرنے سے ہلاکتِ نفس کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا زنجیر زنی کے ماتم سے اجتناب کیا جائے؟

جواب:

یہی مشورہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ کہ اے مولا رونا کم کرو اس سے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر جائے۔ تو حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا کہ افسوس ہو تجھ پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک بیٹا گم ہوا تھا حالانکہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا زندہ ہے تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں اتنا روئے کہ آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی۔

میرے سامنے تو کئی فخر یوسفؑ ذبح کر دیے گئے ہیں میں کیسے آہ و بکا کو کم کروں۔

اعتراض: ولا تلقوا بایدیکم الیٰ التھلکۃ

''کہ تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں مت ڈالو''۔

اور زنجیر زنی کرنے سے ہلاکت نفس لازم آتی ہے۔

جواب:

علامہ شیخ احمد نراقی اپنی کتاب مستند الشیعہ میں لفظِ ہلاکت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہلاکت فقط اُس صورت میں متحقق ہوتی ہے کہ جب کسی عمل کو بغیر ثمرہ دینی و دنیاوی

کے بجالایا جائے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا عزادارنِ مظلوم کربلا کا غم امام حسین علیہ السلام میں اپنے بدن کو لہولہان کرنے کا کوئی مقصد اور ہدف ہے یا نہیں؟

پس غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کا مقصد فقط یہی ہے کہ اس خون کے ذریعے شعائر حسینیہ کو زندہ رکھا جائے اور اپنے آپ کو غم حضرت امام حسین علیہ السلام میں شریک کیا جائے بھلا غم امام حسین علیہ السلام میں شرکت سے بڑھ کر بھی کوئی عظیم ہدف ہو سکتا ہے؟ خوش نصیب ہیں وہ مومنین کہ جو اپنے بدن سے غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہا کر امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کا پرچار کرتے ہیں اور اس خون کے ذریعے اپنے آپ کو غم امام حسین علیہ السلام میں شریک کرتے ہیں۔

خداوند کریم نے اس آیت

وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة (سورہ بقرہ آیت ۱۹۵)

''میں مومنین کو ڈرایا ہے کہ اگر تم راہ خدا (جہاد) میں مال خرچ کرنے سے بخل کرو گے تو ہلاکت کا شکار ہو جاو گے''۔

اصلاً اس آیت مجیدہ کو زنجیر زنی کی حرمت پر دلیل بنانا لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ

''اس مذکورہ بالا آیت سے زنجیر کے ماتم کی حرمت پر استدلال کرنا کئی ایک لحاظ سے درست نہیں''

اگر بالفرض ہلاکت سے مراد مطلق تلف جان اور نقصان لیا جائے تو پھر باب جہاد بھی ہلاکت کے باب میں داخل ہو جائے گا۔ حالانکہ کوئی مسلمان بھی اس نظریے کا قائل نہیں۔

اعتراض: اگر زنجیر زنی موجب ثواب ہے تو مراجع عظام اس سعادت سے محروم کیوں؟

جواب:

اصل میں یہ مراجع عظام اور فقہاء شیعہ کے خلاف ایک گھناونی سازش ہے تا کہ نو جوان نسل کے اذہان میں یہ فکر ڈالی جائے کہ اگر زنجیر زنی موجب اجر وثواب ہوتی تو مراجع عظام اس سعادت سے محروم نہ رہتے۔ اب ہم آپ کے سامنے ان مراجع عظام اور فقہاء مذہب اہل بیت علیہم السلام کے اسماء مبارک پیش کرتے ہیں کہ جنھوں نے خود غم امام حسین علیہ السلام میں جناب زہراء علیہا السلام سے دعا لینے کیلئے اپنے بدن کو خون میں غلطان کیا ہے۔ مثلاً شیخ عبداللہ مامقانی، شیخ فاضل دربندی، سید القمی، مرجع اہل جہان سماحۃ الشیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ العالی والوارف بلکہ سماحۃ الشیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ العالی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ میرے سر پر ماتم امام حسین علیہ السلام میں قمہ اور زنجیر زنی کے نشان جناب زہراء علیہا السلام کے حضور میں میری شفاعت کا سامان ہیں۔

آغا بزرگ طہرانی اپنی کتاب ''الذریعہ الی تصانیف الشیعہ،، میں آیۃ اللہ العظمیٰ السید ضیاء الدین صاحب کی حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس مرجع فقیہ نے ۸۰ سال کی عمر میں بھی غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کو ترک نہیں کیا تا کہ صف ماتم حسین علیہ السلام میں سب بوڑھے، جوان، مجتہد اور غیر مجتہد برابر رہیں۔

اعتراض:

کسی بھی مرجع تقلید نے اپنے گھر میں بطور سعادت زنجیر زنی کے ماتم کا اہتمام نہیں کیا؟

جواب:

آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا محمد حسن الشیرازی قدس سرہ، آیۃ اللہ العظمیٰ شربیانی قدس سرہ، آیۃ اللہ العظمیٰ السید بحر العلوم قدس سرہ، مرزا حبیب اللہ رشتی قدس سرہ کے گھروں میں با قاعدہ طور

پر زنجیر زنی اور قمہ زنی کرنے والے ماتمی حلقوں کو دعوت دی جاتی تھی اور وہ عزادارن امام حسین علیہ السلام ان مراجع عظام کے گھروں میں باقاعدہ طور پر غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہاتے تھے۔ (دراسۃ حول المواکب الحسینیہ ص ۴۵

علامہ مرزا عبدالرزاق المحدث الحائری الاصفہانی)

بلکہ علامہ مرزا حسن شیرازی قمہ زنی کرنے والے مومنین کو قمہ زنی کرنے کے اسباب و آلات (تلواریں اور لباس عزاداری) خرید کر بھی دیتے تھے۔

(دراسۃ حول المواکب الحسینیہ ص ۴۵

علامہ مرزا عبدالرزاق المحدث الحائری الاصفہانی)

علامہ الامینی قدس سرہ (صاحب الغدیر) کی نظر میں غم امام حسینؑ میں خون بہانے کی اہمیت

علامہ الکبیر شیخ علی کورانی اپنی کتاب الانتصار ج۹ ص۴۰۲ پر نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آغا السید علامہ عبدالحسین امینی علیہ الرحمہ بعض سنی علماء کے وفد کیساتھ حرم امیر المومنینؑ میں (روز عاشورہ) ملاقات کر رہے تھے کہ اتنے میں قمہ زنی کرنے والے عزادارن امام حسین علیہ السلام کا ایک دستہ حرم امیر المومنینؑ میں داخل ہوا۔ تو ان سنی علماء میں سے کسی ایک عالم نے آغا امینی سے سوال کیا کہ کیا یہ بھی دین ہے کہ تلواروں کے ذریعے اپنے سر سے خون نکالا جائے؟ تو آغا امینی نے فوراً جواب دیا کہ اگر آج ہم غم امام حسین علیہ السلام میں خون نہ بہائیں تو تم عاشور کو بھی اس طرح بھلا دو گے کہ جس طرح تم غدیر کو بھلا چکے ہو۔

اعتراض:

سماحۃ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ الوارف نے بھی آقائی رہبر معظم (مدظلہ العالی) کے فتویٰ کی رعایت کرتے ہوئے اپنے زنجیر زنی کے جواز کے فتویٰ کو حرمت میں تبدیل کیا ہے اب سماحۃ السید علی حسینی سیستانی مدظلہ کے مقلدین کو زنجیر زنی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جواب:

(post@najaf.org) انٹرنیٹ پہ یہی سوال سماحۃ السید سے کیا گیا تو آپ نے جواب میں ارسال فرمایا کہ (کل شخص یرجع الی مقلدہ :تاریخ ۲۰۰۴، ۴، ۲۶) "یعنی جناب نے اپنے مقلدین کو پیغام دیا ہے کہ آپ اس مسئلہ مذکور (زنجیر زنی) میں میری ہی تقلید پر عمل کریں اگر کسی اور کے مقلد ہیں تو ان کے فتویٰ پر عمل کریں" فتویٰ آگے ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض: غم حسینؑ میں خون بہانا تاریخی لحاظ سے معلوم نہیں ہے؟

جواب ا:

کسی چیز پر فقہی حکم لگانے کیلئے تاریخ کا معلوم کرنا ضروری نہیں جیسا کہ یہی سوال سماحۃ السید علی حسینی سیستانی مدظلہ العالی الوارف کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ زنجیر زنی تاریخی لحاظ سے معلوم نہیں تو آپ نے فرمایا شرعی حکم لگانے کیلئے اس کی تاریخ کا معلوم ہونا اہم نہیں۔

جواب ۲:

جہاں تک غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کا تاریخی لحاظ سے تعلق ہے وہ محب الدین طبری نے اپنی کتاب (لم تکن ردۃ) صفحہ نمبر ۲۷۲) نقل کیا ہے کہ

ان اھل البحرین اول من ضربوا روسھم بسیوف و اسالوا الدماء منھا حزناً علی امام الحسین و ذالك بعد تسعة ایام بعد استشھادہ

''۶۱ ہجری کو اہل بحرین نے شہادت حسین علیہ السلام کے نو دن بعد پہلی بار اپنے سروں پر تلواریں مار کر غم حسین علیہ السلام میں خون جاری کیا''۔

اس غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کے واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اہل کوفہ نے خطوط بھیجے کہ آپ ہمارے پاس کوفہ تشریف لائیں تو جب آپ علیہ السلام نے کوفہ کا ارادہ کیا تو آپ علیہ السلام نے مختلف علاقوں میں اپنے شیعوں کی طرف خطوط بھیجے جن میں۔ شام' یمن' بحرین اور جبل عامل کے شیعوں کو اپنے ساتھ عراق ملنے کی دعوت دی۔

اور ایک بہت بڑا لشکر بحرین سے عراق کی طرف روانہ ہوا اور بصرہ میں انھیں پتہ چلا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا جا چکے ہیں جب یہ لشکر کربلا پہنچا تو بنی اسد قبیلہ کے

لوگوں نے انھیں شہادت امام علیہ السلام کی خبر سنائی اور جب انھوں نے امام کی قبر کے متعلق پوچھا تو آپ علیہ السلام کی قبر بتائی گئی اور وہ حضرت سیدالشہداء علیہ السلام کی قبر پہ لپٹ کر رونے لگے اور اپنی تلواروں کو نیاموں سے نکال کر اپنے سروں پر ماتم کرنے لگے اور اس ماتم کے ذریعے اپنے سروں کے خونوں کو تربت حضرت امام حسین علیہ السلام کیساتھ ملا دیا۔

اعتراض:

مراجع عظام میں سے کسی نے بھی غم حسین علیہ السلام میں خون بہانے کو جائز قرار نہیں دیا؟

جواب:

ایسا ہرگز نہیں! مراجع میں سے بعض ایسے بزرگان ہیں کہ جنہوں نے غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کو جائز ہی نہیں بلکہ اسے موجب اجر و ثواب اعمال میں سے قرار دیا ہے۔

مراجع عظام نے غم امام حسینؑ میں خون بہانے کو جائز قرار دیا ہے

فتوی آیۃ اللہ العظمی

استاذ الفقہاء الشیخ محمد حسین الغروی النائینی قدس سرہ

لا اشکال فی جواز اللطم بالایدی علی الخدود و الصدور حد الحمرار والاسوداد بل یقوی جواز الضرب بالسلاسل ایضاً علی الاکتاف والظهور الی حد المذکور بل وان ادی کل من اللطم والضرب الی خروج الدم الیسیر علی الاقوی واما اخراج الدم من الناصیة بالسیوف والقامات فالاقوی جواز ما کان ضرره مامونا و کان من مجرد اخراج الدم من الناصیة بلا صدمة علی عظمهاولا یتعقب عادة بخروج ما یضر خروجه من الدم ونحو ذلك کما عارفون المتدبرون العارفون)

۵ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ

(مقتل الامام الحسینؑ وفتاوی العلماء الاعلام فی تشجیع الشعائر شیخ محمد مرتضی ایاد)

''ہاتھوں کیساتھ چہرے اور سینے پر ماتم کرنے میں کوئی اشکال نہیں یہاں تک کہ ماتم کی وجہ سے یہ سرخ اور سیاہ بھی ہو جائیں بلکہ قوی قول کی بنا پر پشت پر سنگلی کیساتھ ماتم کرنا بھی جائز ہے یہاں تک کہ اس سے پشت سرخ اور سیاہ بھی ہو جائے اگر ماتم اور ضرب کی وجہ سے تھوڑا سا خون بھی نکل جائے تو اقوی قول کی بناء پر جائز ہے'' تلوار وقمہ زنی کے ذریعے اپنی پیشانی سے خون نکالنا اس صورت میں جائز ہے کہ جب اس سے تلف جان کا خوف نہ ہو اور ہڈی کو نقصان پہنچائے بغیر پیشانی سے خون نکالنا جس سے عرفاً نقصان نہ پہنچے کیونکہ وہ لوگ جو قمہ وشمشیر کے ماتم میں مہارت رکھتے

ہیں وہ اسے یوں استعمال کرتے ہیں کہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اب ہم آپ کے سامنے ان مراجع عظام اور فقہاء مذہب اہل بیت علیہم السلام کے اسماء مبارک اور ان کی تائید کی نص عبارات پیش کرتے ہیں کہ جنھوں نے آقائی نائینی کے اس فتوے کی تائید فرمائی اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

آقائے نائینی کے فتویٰ کے مؤیدین

آیۃ اللہ العظمیٰ السید مرزا عبدالهادی شیرازی قدس سرہ

بسم الله الرحمن الرحيم

وبعد ان صدرت هذه الفتوىٰ القيمة من آية الله العظمىٰ النائيني عرضت على بقية العلماء الاعلام فعلقوا عليها بما يلي !

ما ذكره قدس سره في هذه الورقة صحيح ان شا الله تعالى

’’آقائی آیۃ اللہ العظمیٰ النائینی کے اس فتوے کو باقی علماء اعلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انھوں نے اس پر تعلیقات لکھے جو مطالب آقائی نائینی نے اس فتویٰ میں بیان فرمائے ہیں وہ صحیح ہیں‘‘۔

آیۃ اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم الطباطبائی قدس سرہ

بسم الله الرحمن الرحيم

ما سطره الاستاذ الاعظم قدس سره في نهاية المتانة و في غاية الوضوح بل هو اوضح من ان يحتاج الى ان يعضده بتسجيل الفتوى الوفاق والمظنون

ان بعض المناقشات انما نشأت انضمام من بعض الامور من باب الاتفاق التی بماتنافی فی مقام العزاء و مظاهر الحزن علی سید الشهداء۔

''ہمارے استاذ اعظم نے جو مطالب بیان فرمائے ہیں نہایت واضح اور متین ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہیں کہ کسی موافق فتوی کے محتاج ہوں۔ یہی گمان کیا جا سکتا ہے کہ بعض اعتراضات ان بعض امور کو عزاداری میں منضم کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں جو اتفاق سے عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے منافی ہیں۔

استاذ المراجع والفقہاء آیۃ اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما افادہ شیخنا الاستاذ قدس سرہ فی اجوبتہ ھذہ عن اسئلۃ البصریہ ھو صحیح ولا بأس بالعمل علی طبقہ و نسأل اللہ تعالی ان یوفق جمیع اخواننا المومنین لتعظیم شعائر الدین و التجنب عن محارمہ۔

''جو کچھ ہمارے بزرگ استاد نے اہل بصرہ کے سوالوں کے جواب میں فرمایا ہے وہ صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے اور ہماری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ سب مومنین بھائیوں کو شعائر دین کی تعظیم اور محرمات سے اجتناب کرنے کی توفیق عطاء فرمائے''۔

آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمود الشاہرودی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما حررھا شیخنا العلامہ قدس اللہ تربتہ الزکیہ من الاجوبۃ عن المسائل المندرجۃ فی ھذہ الصحیفۃ ھو الحق المحقق عندنا و نسأل اللہ ان یوفقنا و جمیع المسلمین لاقامۃ شعائر المذھب الامامیۃ

''وہ خط جس کو ہمارے بزرگ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ ہمارے نزدیک حق محقق ہے اور ہم اللہ تعالی کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو شعائر مذہب امامیہ کو قائم کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین الحمامی الموسوی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما افتی بہ الشیخ قدس اللہ سرہ صحیح شرعاً ان شاء اللہ تعالی

''ہمارے شیخ (آیۃ اللہ النائینی ؒ) جو فتویٰ صادر فرمایا ہے وہ شرعاً صحیح ہے انشاءاللہ تعالیٰ''

آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین کاشف الغطاء قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما افداہ اعلی اللہ مقامہ من ذکر فتواہ صحیح ان شاء اللہ تعالی

''جو کچھ (آیۃ اللہ النائینی ؒ) فتوی کے فتوی سے مستفاد ہے وہ صحیح ہے انشاءاللہ تعالیٰ''۔

آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد کاظم شیرازی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما افتی بہ اعلی اللہ مقامہ صحیح

''جو (آیۃ اللہ العظمیٰ النائینی ؒ) فتوی دیا ہے صحیح ہے''۔

آیۃ اللہ الشیخ یوسف الخراسانی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد اجاب الاستاذ السناد طاب سره فیما افاده فهو فی غایة المتانة فللّٰه دره علیه اجره

''جو جواب استاد مستند نے دیا ہے وہ نہایت ہی قوی اور پختہ ہے اور ان کی اچھائی اللہ کیلئے ہے اور وہی اس کا اجر دے گا''۔

آیۃ اللہ السید جمال الدین گلپایگانی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما حررہ شیخنا الاستاذ اعلی اللہ مقامہ فی ھذہ الورقۃ صحیح و مطابق لرأیی۔

''ہمارے بزرگ استاد (آقائی النائینی) نے جو فتوی تحریر فرمایا ہے وہ صحیح ہے اور ہماری رائے کے مطابق ہے''۔

آیۃ اللہ السید علی مدد موسوی القائینی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما رقمہ الاستاذ الاعظم ھو الحق الذی لا یشك فیہ الا المرتابون

''ہمارے بزرگ استاد (اقائی النائینی) نے جو فتوی دیا ہے وہ حق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کرے گا سوائے مرتاب کے یعنی شک کرنے والے کے''۔

آیۃ اللہ الشیخ محمد حسن المظفر قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما افادہ قدس سرہ صحیح لا اشکال فیہ واللّٰہ الموفق

''جو کچھ آقائی النائینی) کے فتوی سے مستفاد ہوتا ہے وہ صحیح ہے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اللہ ہی توفیق عطاء کرنے والا ہے''۔

اب ہم آپ کی خدمت میں ان مراجع عظام کے اسماء مبارک پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید عبدالهادی الشیرازی قدس سرہ

۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم قدس سرہ

۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی قدس سرہ

۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمود الشاہرودی قدس سرہ

۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسن المظفر قدس سرہ

۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ خضر بن شلال النجفی قدس سرہ

۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد کاظم الشیرازی قدس سرہ

۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید عبدالاعلی السبزواری قدس سرہ

۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین الحمامی قدس سرہ

۱۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد رضا الگلپایگانی قدس سرہ

۱۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید کاظم المرعشی قدس سرہ

۱۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید مہدی المرعشی قدس سرہ

۱۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی مدد الموسوی القائینی قدس سرہ

۱۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید النجفی المرعشی قدس سرہ

۱۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد کاظم الیزدی قدس سرہ

۱۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء قدس سرہ

۱۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ مقدس اردبیلی قدس سرہ

۱۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سرکار علامہ مجلسی قدس سرہ

۱۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد علی نخجوانی قدس سرہ

۲۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد علی اراکی قدس سرہ

۲۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ مرجع الکبیر سید حسین بروجردی قدس سرہ

۲۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مرزا حائری خراسانی قدس سرہ

۲۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شیرازی قدس سرہ

۲۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ مرجع الکبیر سید عبداللہ شیرازی قدس سرہ

۲۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد جواد طباطبائی قدس سرہ

۲۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ علی فلسفی قدس سرہ

۲۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد حجت قدس سرہ

۲۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد تقی شیرازی قدس سرہ

۲۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ بہاء الدین محلاتی قدس سرہ

۳۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین قمی قدس سرہ

۳۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مرتضے فیروز آبادی قدس سرہ

۳۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی فانی اصفہانی قدس سرہ

۳۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید احمد شہرستانی قدس سرہ

۳۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید احمد خونساری قدس سرہ

۳۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید احمد آشتیانی قدس سرہ

۳۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ مرتضی الحائری قدس سرہ

۳۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد علی سیبویہ الحائری قدس سرہ

۳۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید بہاء الدینی قدس سرہ

۴۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسین غروی الاصفہانی قدس سرہ

۴۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد الوحیدی قدس سرہ

۴۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد تقی بہجت قدس سرہ

۴۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شہید شیخ علی الغروی قدس سرہ

۴۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ یعسوب الدین رستگار مدظلہ

۴۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد تقی الخونساری قدس سرہ

۴۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد فیض قمی قدس سرہ

۴۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ ھاشم آملی قدس سرہ

۴۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید حسن قمی قدس سرہ

۵۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ مرزا جواد تبریزی قدس سرہ

۵۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید تقی طباطبائی قمی قدس سرہ

۵۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ وحید خراسانی مدظلہ

۵۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید صادق شیرازی مدظلہ

۵۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد تقی مدرسی مدظلہ

۵۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ لطف اللہ صافی مدظلہ

۵۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد باقر شیرازی مدظلہ

۵۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد شاھرودی مدظلہ

۵۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد سعید الحکیم مدظلہ

۵۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ حسین علی منتظری قدس سرہ

۶۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد عرب زادہ الہمدانی مدظلہ

۶۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ

۶۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید علوی گرگانی مدظلہ

۶۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد علی طباطبائی مدظلہ

۶۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد رضا انصاری الھمدانی قدس سرہ

۶۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد رضا محقق الطہرانی قدس سرہ

۶۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ جعفر الصبوری الکاشانی مدظلہ

۶۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید صادق روحانی مدظلہ

۶۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ رضا المدنی الکاشانی مدظلہ

۶۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ الراضی التبریزی

۷۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مھدی بحرالعلوم

۷۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مھدی لنگرودی

۷۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد باقر السلطان

۷۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبدالکریم الاردبیلی مدظلہ

۷۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الکوکبی التبریزی

۷۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد علی الکاظمینی البروجردی

۷۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید نصر اللہ المستنبط

۷۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین البہاری الہمدانی

۷۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید یوسف المدنی التبریزی

۷۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا بروجردی

۸۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ مجتبیٰ حاتمی لنکرانی

۸۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مصطفےٰ مھدوی الاصفہانی

۸۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید رضا صدر قدس سرہ

۸۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید حسین الخادمی اصفہانی

۸۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ رضا المدنی کاشانی

۸۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید جعفر مروج الاھوازی

۸۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد روحانی قدس سرہ

۸۷۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ علی النمازی شاھرودی

۸۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد رضا الطبسی نجفی

۸۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد طاھر شبیر خاقانی قدس سرہ

۹۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مصطفےٰ خونساری قدس سرہ

۹۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ جعفر الکبیر کاشف الغطاء قدس سرہ

۹۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ عبداللہ مامقانی قدس سرہ

۹۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی طباطبائی التبریزی

۹۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ عبدالرسول آل المرحوم صاحب الجواھرالکلام قدس سرہ

۹۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ یوسف الخراسانی قدس سرہ

۹۶۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد علی الابطحی قدس سرہ

۹۸۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید میرزا مھدی الشیرازی قدس سرہ

۹۹۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد فاطمی الابہری قدس سرہ

۱۰۰۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید کاظم شریعتمداری قدس سرہ

۱۰۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد رضا آل یٰس الکاظمی قدس سرہ

۱۰۲۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد جواد البلاغی قدس سرہ قدس سرہ

۱۰۳۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد طہ نجف قدس سرہ

۱۰۴۔ آیۃ اللہ العظمیٰ شہید شیخ فضل اللہ نوری قدس سرہ

۱۰۵۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی البہشتی قدس سرہ

بحوالہ (مراسم عاشوراء فی فتاوی مراجع والعلماء)

(سید علاء الدین آل بحر العلوم طباطبائی النجفی)

(عزاداری از دیدگاہ مرجعیت) (علی ربانی خلخالی)

مراجع عظام اور زنجیر زنی

اب ہم اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں ان میں سے بعض مراجع عظام و فقہائے مذہب اہل بیت علیہم السلام کے فتوؤں کی نص عبارات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن کے مطالعہ کے بعد زنجیر زنی کے متعلق ہر قسم کے اٹھنے والے شکوک و شبھات ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں گے اور ساتھ یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا حرام نہیں بلکہ جائز اور موجب اجر و ثواب ہے۔

مراجع عظام کے فتوؤں کی اصل عبارات

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ الاعظم مرتضیٰ الانصاری قدس سرہ

اذا اورد شخص الجرح بمثل السیف ونحوہ علی نفسہ ولم یکن مضرا کان ذلك جائز (سرور العباد)

''اگر کوئی شخص اپنے آپ کو تلوار یا اس جیسی چیز کے ساتھ زخمی کرے جس میں اس کی جان کیلئے ضرر نہ ہو تو جائز ہے''۔

فتویٰ شیخ الفقہاء آیۃ اللہ العظمیٰ عبدالکریم الحائری قدس سرہ

(موسس حوزہ علمیہ قم المقدس)

سوال: هل یجوز ضرب القامات علی الراس فی یوم عاشورة

''کیا روز عاشور سر پر قمہ زنی کرنا جائز ہے؟''

جواب: اذا لم یکن مضر بالنفس فجائز (منتخب المسائل للحائری ص ۱۷۶)

''اگر جان کیلئے نقصان دہ نہ ہو تو جائز ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد الحجت قدس سرہ

سوال: ماحکم ضرب القامة علی الرأس فی یوم عاشورة هل یجوز ذلك ؟

''روز عاشور سر پر قمہ زنی کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ آیا جائز ہے؟''

جواب: اذا لم یکن مضر بالنفس فجائز (منتخب الاحکام ص ۸۵)

''جب جان کیلئے نقصان دہ نہ ہوتو جائز ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد تقی الخوانساری قدس سرہ

سوال: ماحکم ضرب القامة علی الراس فی یوم عاشورة هل یجوز ذلك ؟

''روز عاشور سر پر قمہ زنی کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ آیا جائز ہے؟''

جواب: اذا لم یکن مضر بالنفس فجائز (منتخب الاحکام ص ۸۵)

''جب جان کیلئے ضرر نہ ہوتو جائز ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ میرزا محمد فیض القمی قدس سرہ

سوال: ماحکم ضرب القامة علی الراس فی یوم عاشورة هل یجوز ذلك ؟

''روز عاشور سر پر قمہ زنی کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ آیا جائز ہے؟''

جواب: اذا لم یکن مضر بالنفس فجائز (منتخب الاحکام ص ۸۵)

''جب جان کیلئے ضرر نہ ہوتو جائز ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین طباطبائی البروجردی قدس سرہ

سوال: ماحکم ضرب القامة علی الراس فی یوم عاشورة هل یجوز ذلك ؟

''روز عاشور سر پر قمہ زنی کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ آیا جائز ہے؟''

جواب: اذا لم یکن مضر بالنفس فجائز (وسیلۃ النجاۃ)

''جب جان کیلئے ضرر نہ ہوتو جائز ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید علی الابطحی قدس سرہ

فی حال لم یوجب الهلاك او الضرر الذی لا یتحمل لم یکن علیه منع

''اگر قمہ کیساتھ ماتم کرنا ایسی ہلاکت ونقصان کا سبب نہ بنے جس کا انسان متحمل نہ ہو تو کوئی مانع نہیں''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ لطف اللہ الصافی قدس سرہ

ان لم یکن فیه ضرر معتد به فی مراسم عزاء سید الشهداء لا اشکال فیه

''اگر مراسم عزاء سید الشہداء میں قمہ کیساتھ ماتم کرنا کسی شدید نقصان کا موجب نہ بنے تو کوئی اشکال نہیں''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد رضا الگلپایگانی قدس سرہ

عزاء سید الشهداء مستحب والتطبیر ایضا ما لم یکن فیه ضرر معتد به لا اشکال فیه

''عزاداری سید الشہداء مستحب ہے اور تلوار کیساتھ ماتم کرنے میں کوئی اشکال نہیں جب انسان کیلئے نقصان شدید نہ ہو''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین الخادمی قدس سرہ

التطبیر بالنسبة للذین یحترفونه ولم ینجر الی قتل النفس لا مانع منه۔

''قمہ کا ماتم ان لوگوں کی نسبت کہ جو اس کام کو اچھی طرح بجالاتے ہیں اور ان کو تلف جان کی حد تک نہ پہنچائے تو اس سے کوئی مانع نہیں ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین الغروی الاصفہانی قدس سرہ

لیس لدینا دلیل قوی علی حرمة الاعمال المتداولة فی مواکب العزاء حتی التطبیر لا یؤدی الی تلف النفس

''عزاداری سید الشہداءؑ میں بجا لائے جانے والے رائج اعمال اور طریقہ کار کی حرمت پر ہمارے پاس کوئی قوی دلیل نہیں حتیٰ کہ تلوار کیساتھ ماتم کرنا جب تک وہ تلف جان کا سبب نہ بنے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمود الشاہرودی قدس سرہ

التطبیر متدربا بحیث لا یوجب هلاك نفسه فانه جائز

''قمہ کا ماتم اس طرح کرنا کہ اس سے ہلاکت نفس لازم نہ آئے تو جائز ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید عبداللہ الشیرازی قدس سرہ

التطبیر فاذا لم یعلم بتلف نفسه من جهته و سببه فهو جائز بل راجح

''قمہ کا ماتم اس طرح کرنا کہ ماتمی کو معلوم نہ ہو کہ اس سے میری جان تلف ہو جائے گی نہ صرف جائز ہے بلکہ راجح اور انتہائی اچھا عمل ہے''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد وحیدی التبریزی قدس سرہ

التطبیر شدخ الروؤس بالقامات واللطم علی الصدور و ضرب السلاسل علی الظهور اذا لم تکن مضرة للنفس لا اشکال فیها بل یو کدها ما فی الروایة المعروفة من ان عقیلة بنی هاشم (السیدة زینب الکبریٰ ؑ) واجهت رأس اخیها الحسین ؑ فوق الرمح امام محملها نطحت جبینها بمقدم

المحمل حتٰی سال الدم۔

''سر پہ قمہ زنی کرنا' سینے پہ ماتم کرنا' پشت پہ سنگلی مارنا' جب جان کیلئے ضرر نہ ہوتو اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ اس عمل کی تاکید اس معروف روایت سے ہو رہی ہے کہ جب جناب سیدہ زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی کے سر اقدس کو نوک نیزہ پہ دیکھا تو اپنی پیشانی کو چوب محمل پہ مار کر اس سے خون جاری کیا''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ السید مرتضیٰ فیروز آبادی قدس سرہ

التطبیر اذا لم یکن بحد الضرر او الخوف الضرر لا باس بہ فعل زینب بنت علیؑ من نطح جبینھا بمقدم المحمل حتی جری الدم مشھور معروف لا ینکرہ

''قمہ کیساتھ ماتم کرنا اس صورت میں کہ جب اس سے ضرر النفس یا خوف ضرر نہ ہوتو کوئی حرج نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں جناب سیدہ زینب علیہا السلام کا غم امام حسین علیہ السلام میں خون بہانا اتنا معروف و مشہور ہے جو قابل انکار نہیں''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ سماحۃ الشیخ بشیر حسین النجفی مدظلہ العالی

سوال: زنجیر اور قمہ کیساتھ ماتم کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: زنجیر یا قمہ سے ماتم کرنا اس لئے کہ حضرت سید الشہداء امام حسینؑ کی مظلومیت کا پرچار ہو تو جائز ہی نہیں بلکہ یہ عمل باعث اجر و ثواب ہے۔ لیکن اگر ماتم سے پہلے آپ کو ایسا کرنے سے موت کے واقع ہونے یا کسی عضو کے معطل ہونے کا اطمینان ہو تو جائز نہیں اور اسی طرح ایسی جگہ نہ کیا جائے کہ جہاں لوگ اپنی جہالت کے سبب ایسا کرنے سے اسلام سے دور یا متنفر ہوں تو جائز نہیں (مختصر الاحکام ص ۱۶۷)

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد اسحاق الفیاض مدظلہ العالی

ان التطبير في عزاء الامام الحسين جائز ومثاب عليه بشرط ان يكون بهدوء و استقرار و بكا و هيبة وان لايكون فيه ضرر معتد به

''امام حسین علیہ السلام کے غم میں قمہ کا ماتم کرنا جائز اور موجب ثواب ہے اس شرط کیساتھ کہ استقرار و سلامتی اور رنج و ہیبت کیساتھ بجالایا جائے اور اس میں تلف جان کا ضرر نہ ہو''۔

فتویٰ آیۃ اللہ العظمیٰ خضر بن شلال مدظلہ العالی

اپنی کتاب ابواب الجنان میں لکھتے ہیں کہ مجموعہ نصوص اور وہ روایات جو سید الشہداءؑ کے متعلق وارد ہوئی ہیں عام ہیں جن سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ سید الشہداءؑ کے غم میں ماتم و جزع فزع جس طرح بھی کی جائے جائز ہے یہاں تک کہ یہ بھی جانتا ہو کہ اس میری جان بھی تلف ہو سکتی ہے۔

فتویٰ آیۃ اللہ السید حسن الشیرازی قدس سرہ

اما جواز التطبير على الحسين فهو جائز ذاتاً ومستحب عرضاً

(شعائر الحسینیہ ص۱۰۹)

''البتہ قمہ زنی کرنا امام حسینؑ کے غم میں ذاتی طور پر جائز اور عرضی طور پر مستحب ہے''۔



فتوى آية الله العظمى
السيد صادق الحسيني الشيرازي دام ظله

س: مراسم العزاء الحسيني المعمول بها حتى الآن في وقتنا الحاضر هل كانت وجودة في زمن الأئمة المعصومين من أهل البيت عليهم السلام ؟

ج: نعم ، كانت أصولها موجودة حتى التطبير حيث نطحت السيدة زينب عليها السلام جبينها بمقدم المحمل لما رأت رأس الإمام الحسين عليه السلام أمامها مدميا.

س: ما هو حكم استعمال الزنجيل واللطم على الصدور وخمش الخدود؟

ج: للإمام الحسين عليه السلام جائز .

س: ما هو حكم التطبير شرعا ؟

ج: مستحب .

كتاب (استفتاءات في الشعائر الحسينية المقدسة)

سوال: مراسم عزا سید الشہداء جو اس دور میں موجود ہیں کیا یہ مراسم عزا معصومین علیہم السلام کے دور میں بھی موجود تھے؟

جواب: ہاں ان مراسم عزاء کے اصول موجود تھے حتیٰ کہ قمہ زنی بھی جیسا کہ جناب سیدہ زینبؑ نے اپنی پیشانی کو چوب محمل پر مار کر غم حسینؑ میں خون بہایا۔



فتوى آية الله العظمى
السيد أبو القاسم الخوئي قدس سره

س: هل ثمة إشكال في إدماء الرأس (التطبير) على ما هو المعهود المعروف في بعض مظاهر إظهار الحزن وإشادة العزاء على روح إمامنا المفدى أبي عبد الله الحسين عليه الصلاة والسلام مع فرض أمن الضرر؟

ج: لا إشكال في ذلك في مفروض السؤال في نفسه والله العالم.

س: تفضلتم بنفي الإشكال عن إدماء الرأس (التطبير) إذا لم يلزم منه ضرر، فقيل إنه لا يثبت أكثر من الاباحة، وعليه فهل إدماء الرأس (التطبير) مستحب لو نوى بذلك تعظيم الشعائر ومواساة أهل البيت عليهم السلام؟

ج: لا يبعد أن يثيبه الله تعالى على نية المواساة لأهل البيت الطاهرين إذا خلصت النية.

سوال: کیا سید الشہداء علیہ السلام کی مصیبت کے اظہار کی خاطر سر سے خون نکالنا جائز ہے جب انسان ضرر سے بھی محفوظ رہے؟

جواب: اس مفروضہ مسئلہ کے جواز میں فی نفسہ کوئی اشکال نہیں۔ (صراط النجاۃ)

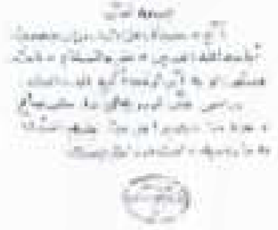


فتوى آية الله العظمى

السيد علي الحسيني السيستاني دام ظله

بسمه تعالى، كلما كان مصداقا لعزاء أبي عبد الله الحسين عليه السلام فهو مستحب، ولا ينبغي التخلف عما كان عليه السلف الصالح.

هيئة الاستفتاء في مكتب آية الله العظمى السيد السيستاني قم



وجاء في المسألة رقم ١٨ من الاستفتاءات العربية الموجودة على الانترنيت في موقع سماحته قسم الشعائر الدينية : WWW.SISTANI.ORG

السؤال : ما هو حكم الضرب بالزنجير ولطم الصدور والدخول في النار في عزاء سيد الشهداء عليه السلام؟ الجواب : قال تعالى (ذلك ومن يعظّم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب).

وجاء في القسم الفارسي من موقع سماحته على الانترنيت :

س٦ : هل يجوز في عزاء الإمام الحسين عليه السلام أن يجرح الإنسان جسمه؟ الجواب: لا مانع منه.

جس چیز پر عزاء سید الشہداء علیہ السلام کا عنوان صادق آئے اس کا بجالانا مستحب ہے اور سلف الصالحین کی مخالفت کرنا درست نہیں۔

سوال: زنجیر زنی کرنا' سینہ کوبی کرنا' آگ میں داخل ہونا' عزاء سید الشہداء کی خاطر شرعی طور پر کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے۔

سوال: کیا عزا سید الشہداء میں جسم کو زخمی کرنا جائز ہے؟ جواب: شرعاً کوئی مانع نہیں۔



فتوى آية الله العظمى
الشيخ محمد علي الأراكي قدس سره

بسمه تعالى، التطبير وضرب القامات

إذا لم يضر بالجسم ولم يوجب الهلاك لا إشكال فيه.

بسمه تعالی

قمه زنی اگر بجسم وجان ضرر نداشته باشد

اشکال ندارد

بسمه تعالی

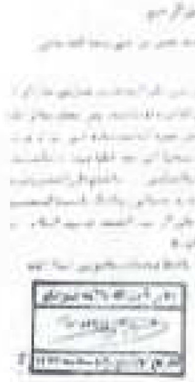
اگر قمه زنی ضرر جسمی وجانی نداشته باشد

اشکال ندارد

تلواروں اور قمہ کا ماتم جب جسم کیلئے ضرر دہ اور موجب ہلاکت ثابت نہ ہو تو اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں

فتوى آية الله العظمى العلامة النوري دام ظله

إقامة الشعائر الحسينية من أعظم الشعائر الإلهية الإسلامية.... واللطم على الصدور وضرب السلاسل على الظهور (من غير إيذاء وضرر شديد جسماني) وكذلك بالنسبة للتطبير ولبس السواد والشبيه (بدون كذب أو افتراء على آل بيت العصمة عليهم السلام وواقعة عاشوراء أو أي عمل محرم ضمني) جائز.



سینہ کوبی، پشت پر سنگلی مارنا، قمہ زنی کرنا اور سیاہ لباس پہننا جائز ہے جب تک یہ آل محمد علیہم السلام پر کذب اور افتراء کا سبب نہ بنیں اور ضرر بدنی کو بھی متضمن نہ ہو۔



فتوى آية الله العظمى
السيد محمد سعيد الحكيم دام ظله

لما كان اللطم والتطبير وغيرهما إنما يؤتى بها لأجل إظهار العاطفة للمبدأ الحق ورجاله وترويجه ورفع دعائمه وحزناً على الحق المهتضم، فهي راجحة من هذه الجهة.

استفتاءات تم الإجابة عليها من موقع السيد على الانترنيت

سینہ کوبی اور قمہ زنی یا ان کے علاوہ جو بھی مراسم عزاء اظہار حزن کے لیے بجالائے جائیں وہ بھی راجح ہیں

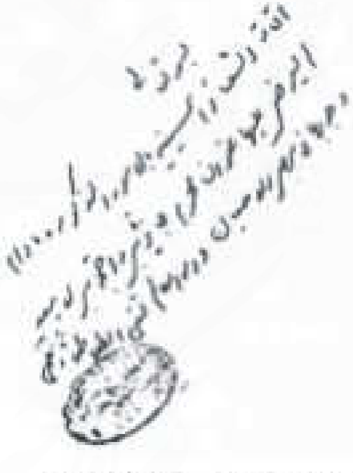


فتوى آية الله العظمى
السيد تقي الطباطبائي القمي دام ظله

س: ما رأي سماحتكم في إقامة الشعائر الحسينية من: إقامة مجالس العزاء، واللطم على الصدور، وضرب السلاسل على الظهور، والتطبير، والشبيه، ولبس السواد؟

ج: إقامة الشعائر الحسينية بالأمور المذكورة مادام لم يعرض عليها عنوان محرم جائزة بل راجحة، بل لا يبعد وجوبها في بعض الأحيان. والله العالم.

تقي الطباطبائي القمي



مجلس عزا کا منعقد کرنا' سینہ کوبی کرنا' پشت پر سنگلی مارنا' قمہ زنی کرنا' شبیہ بنانا جائز ہے جب تک ان پر عنوان محرم صادق نہ آئے بلکہ ایسا کرنا راجح ہے اور بعض حالات میں ان کا واجب ہونا بھی بعید نہیں



فتوى آية الله العظمى
الشيخ الوحيد الخراساني دام ظله

التطبير في عزاء سيد الشهداء صلوات الله وسلامه عليه إذا لم يضر بالنفس كما أفتى به المرحوم آية الله الحائري قدس سره ، فهو جائز بلا إشكال ، بل موجب للأجر والثواب.

حسين الوحيدي الخراساني ٢٨ / ع٢ / ١٤١٠ هـ

[illegible]

[illegible]

جب عزاء سید الشہداء میں قمہ زنی جان کیلئے ضرر رساں ثابت نہ ہو تو جائز ہے جس طرح آقای حائری (قدس سرہ) نے فرمایا ہے بلکہ ایسا کرنا موجب اجر وثواب ہے



فتوى آية الله العظمى
السيد محمد الحسيني الشاهرودي دام ظله

بسمه تعالى شأنه ، كما أفتى مراجع الشيعة العظام أعلى الله تعالى مقامهم :

المرحوم آية الله العظمى النائيني والمرحوم آية الله العظمى الحائري في رسالته العملية ، والمرحوم آية الله العظمى السيد الوالد (قدس سرهم) مع الأمن من الضرر على النفس ، التطبير جائز بل هو من الشعائر الدينية المهمة جداً. صفر الخير ١٤١٠ هـ محمد الحسيني الشاهرودي

بسمه تعالى ، تعظيم الشعائر الحسينية أمر مستحسن شرعاً ، بل قد يجب في بعض الظروف ، وأما التطبير فإن لم يكن مضرا بالنفس فلا مانع منه . ٢٣ محرم الحرام ١٤٢٢هـ محمد الحسيني الشاهرودي

بسمه تعالى
تعظيم الشعائر الحسينية أمر مستحسن شرعاً، بل قد يجب في بعض الظروف، وأما التطبير فإن لم يكن مضراً بالنفس فلا مانع منه.
٢٣/محرم الحرام/١٤٢٢هـ

شعائر حسینیہ کی تعظیم شرعاً امر مستحسن ہے بلکہ کبھی کبھی بعض ظروف میں شعائر حسینیہ کی تعظیم کرنا واجب ہوجاتی ہے۔ باقی قمہ زنی جب نفس کیلئے موجب ضرر نہ ہوتو شرعاً کوئی مانع نہیں۔

فتوى آية الله العظمى الشيخ الميرزا جواد التبريزي دام ظله



بسمه تعالى، التطبير في حد نفسه جائز، وقد استشكل في استحبابه جزعا، وإن كان المنقول أن السيدة زينب عليها السلام لما رأت رأس أخيها الحسين عليه السلام على رأس رمح طويل نطحت رأسها بالمحمل حتى أدمت رأسها، والله العالم. جواد التبريزي

قمہ زنی نفسہ جائز ہے۔ اشکال اس کے استحباب میں وارد ہوتا ہے اور جیسا کہ منقول ہے جناب سیدہ زینبؑ نے جب اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو نوک نیزہ پر بلند دیکھا تو اپنے سر کو چوب محمل پر مار کر اس سے خون جاری کیا۔



فتوى آية الله العظمى

الشيخ الميرزا علي الغروي مدظله

مسألة (٢٣٨): هل يجوز الضرب بالحديد والقامات على الوجه عند العزاء الحسيني ؟ أفتونا مأجورين.

ج: لا يجوز الإضرار بالنفس ومع عدم الإضرار المهم بالنفس لا مانع عن الأمور المذكورة بل تستحب ، والله العالم .

(في طريق النجاة ص ٦٨)

سوال: کیا عزاء حسینؑ کی خاطر سر پر قمہ زنی کرنا جائز ہے؟

جواب: جان کو ضرر پہنچانا جائز نہیں! ہاں جب جان ضرر مہم سے محفوظ ہو تو کوئی مانع نہیں بلکہ مستحب ہے

ضرر سے کیا مراد ہے؟

ضرر سے مراد فقہاء کے نزدیک کسی عضو کا معطل ہو جانا یا اصلا جان کا تلف ہو جانا ہے اور ضرر کی تشخیص کرنا خود اس مکلف (قمہ زنی یا زنجیر زنی کرنے والے نہ کہ دیکھنے والے) کا کام ہے۔ جیسا کہ سید ابوالقاسم الخوئی قدس سرہ اپنی کتاب مصباح الاصول میں ضرر پہ بحث کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کسی اعضاء کا معطل ہو جانا یا انسان کی جان کا تلف ہو جانا ہی ضرر میں شامل ہے اس کے علاوہ باقی صورتوں میں ضرر شامل نہیں مراجع عظام نے جو زنجیر زنی یا قمہ زنی کے جواز کے فتویٰ میں ضرر کی قید لگائی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس طرح زنجیر زنی، قمع زنی نہ کی جائے جو جان کے تلف ہونے یا کسی عضو کے معطل ہونے کا سبب بنے اس کے علاوہ زنجیر زنی، قمع زنی جائز ہی نہیں بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔

آقائی مرزا نائینی کی اپنے شاگردوں کو وصیت

المرحوم آية الله العظمى الشيخ محمد الغروى الكاشانى الذى كان من تلامذة المرحوم آية الله العظمى النائنى كان يقول مرارافى مجالسه ودروسه حينما كنا على اعتاب شهر محرم الحرام كان استاذنا المرحوم النائينى يقول لنا

انى اراكم انكم ستتصدون قريباً الامور الشرعية للناس فى المد و البلاد لذلك ارجو منكم حينماً تتعرضون لاسئلة الناس فى امور عزاء الحسين ؑ كاللطم و ضرب السلاسل والتطبير والشبيه و ــــــــ ! ان لا تبدو اية معارضة فى جوابكم ذلك لانه لا يحق لكم اى تشكيك فى هذه الامور

(موسوعة العزاء التقليدی للشيعة لمولفه العلامة الجليل آية الله السيد حسين المعتمدی الكاشانی فی الجزء الاول ص۷۹۵)

''مرحوم آیۃ اللہ العظمیٰ الغروی الکاشانی قدس سرہ جو کہ آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی نائینی قدس سرہ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ محترم آقائی نائینی قدس سرہ اپنے دروس اور مجالس میں ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا کرتے تھے جب ماہ محرم الحرام قریب ہوتا تھا تو آپ ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا کرتے تھے میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم عنقریب مختلف علاقوں اور شہروں میں امور دینیہ بتانے کی ذمہ داری اٹھاؤ گے اور میں تم سے امید رکھتا ہوں کہ جب بھی تمہارے سامنے عزاء حسینؑ کے متعلق سوال ہوں جسطرح کہ سینہ کوبی، سنگلی کا ماتم، قمع زنی یا تشابیہ بنانے کے متعلق سوالات کیے جائیں تو تم جواب دینے میں ان مذکورہ مراسم عزا کی مخالفت نہ کرنا کیونکہ تمھیں کوئی حق حاصل نہیں کہ تم ان مراسم عزاء میں شک ڈالو۔

فتوی آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء

الجزع والبكاء فی المصائب مهما عظمت قبيح مكروه ولكن صادق اهل بيت يقول فی حديث معتبر البكاء والجزع كله مكروه الا علی الحسين شق الجيوب علی الفقيد و خمش الوجوه محرم علی الاشهر ولكن صادق اهل البيت يقول فی حديث وثيق علی مثل الحسين فلتشقق الجيوب والتخمشی الوجوه لتلطم علی الخدود ايذاء النفس و ادماء الجس مرغوب عنه سيما من الاعظم و ارباب العزايم و الحجة يقول فی زيارت الناحية فلأندبنك صباحا ومساء ولابكينّ عليك بدل الدموع دما

''جزع اور بکاء خواہ کتنی ہی مصیبت کیوں نہ ہو مکروہ ہے لیکن امام صادق حدیث معتبر میں فرماتے ہیں کہ ہر جزع اور بکاء مکروہ ہے سوائے غم امام حسینؑ اور مرنے والے پر گریبان چاک کرنا منہ، پر طمانچے مارنا۔ اگرچہ مشہور قول کی بناء پر حرام ہے لیکن صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ جیسے مظلوم پر گریبان چاک کرنا، منہ پہ طمانچے مارنا، بدن کو اذیت پہنچانا اور جسم سے خون نکالنا مرغوب ہے کیونکہ زیارت ناحیہ میں امام زمانہ اپنے جد امجد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ! چاہیے کہ میں آپ پر صبح شام ندبہ کروں اور آنسوؤں کے بدلے خون روؤں''۔ (کتاب الآیات البینات)

امام زمانہؑ نے غم امام حسینؑ میں خون بہانے کی تائید فرمائی

وبالمناسبة لما اتی ذکر جدنا آیة الله العظمی الشیخ زین العابدین النجفی صاحب الکرامات نذکر له هذه الکرامة عن بعض اهل العلم والفضل قال ان اهل ایران و آزربیجان و اهل قفقاسیا استفتوا العلماء النجف الاشرف عن الطبول التی تضرب فی عزاء الحسینؑ و عن ضرب السیوف والقامات والتشبیه وغیرها وانها جائزة او حرام ؟

و کتبوا عن ذلك فی کتب متعددة کل کتب الی مقلده مرجعه وارسلت مع وفد الی النجف وقرروا علی انهم ان اخذوا اجوبة الفتوی توضع فی ظرف و تختم ولا تفتح الا فی مسجد الشاه المعروف بمسجد الامام الخمینیؒ فی طهران وتقراء علی المجتمع من اهل البلاد لیعرف کل حکم مقلده و کان ذلك فی زمن السید آیة الله العظمی صاحب العروة فرجع الوفد بالاجوبة واخبروا الناس بالحضور فی یوم معین فحضروا فی مسجد

الشاه فقرات الفتاوای علیهم فکان کل قد اجاب بجواب فبعض قال بحرمة هذه الاشیاء و بعض فصل وبالاخص فی ضرب السیوف والقامات قال ان کان فیه ضرر فلا یجوز وهو حرام وان لم یکن فیه ضرر فهو جائز و بعض قال بالجواز الی ان فتح الکتاب الذی فیه فتوی لمرحوم آیة الله الشیخ زین العابدین فکان فیه بسمه تعالی شانه

انی کنت متوقفا فی هذه المسئلة مترددا فیها فلا ادری هل افتی بالجواز ام افتی بالحرمة فذهبت الی مسجد السهلة و وصلت بخدمة سیدی و مولای الحجة ابن الحسنؑ وعرضت المسئلة علیه و سألته عنها فافتانی بالجواز وانا افتی کما افتی سیدی ومولای بالجواز والسلام۔ فلما سمع المجتمع الفقیر هذه الفتوی قالوا لا حاجة لنا بتلك الفتاوی الاخری وهذه تکفینا

(بیان الائمہ ج ۴ ص ۲۶۱ و ص ۲۶۲)

''آقائی شیخ محمد مہدی نجفی اپنی کتاب (بیان الائمہ ج ۴ ص ۲۶۱) پر اپنے جد بزرگوار آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی الشیخ زین العابدین النجفی قدس سرہ کی کرامات کو نقل کرتے ہوئے اس کرامت کو نقل کرتے ہیں کہ جب ایران، آذربیجان اور اھل قفقاسیا کے مومنین نے علماء نجف اشرف سے زنجیر زنی اور قمہ زنی کے متعلق سوالات کئے کہ آیا قمہ زنی یا زنجیر زنی کا ماتم غم امام حسینؑ میں جائز ہے یا نہیں؟ اوران مومنین نے ایک وفد کے ذریعے اپنے اپنے خطوط اپنے اپنے مرجع تقلید کی خدمت میں پیش کئے اور ساتھ اس وفد کو یہ ہدایت کی کہ ان سوالات کے جوابوں کو کسی لفافہ میں بند کر کے اوراس پہ مہر لگوا کر لانا اوران لفافوں کو مسجد شاہ جو طہران میں امام خمینی کے نام سے مشہور ہے اس میں کھولا جائے گا اوران سوالوں کے جوابات کو مجمع عام میں پڑھ کر سنائے جائیں

گے تا کہ ہر ایک مقلد اپنے اپنے مرجع تقلید کا زنجیر زنی یا قمہ زنی کے متعلق فتویٰ معلوم کر سکے اور یہ بات صاحب عروۃ الوثقیٰ (کاظم الیزدی) کے زمانہ کی ہے تو وہی وفد علماء نجف سے جواب لیکر واپس لوٹا اور لوگوں کو مسجد شاہ (مسجد امام خمینی) میں ایک خاص دن کو آنے کی دعوت دی تو اسی مقرر تاریخ کو معین مسجد میں جمع ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے ان کے اپنے اپنے مرجع تقلید کے فتویٰ کو پڑھ کر سنایا جانے لگا بعض کا فتوی عدم جواز کا تھا کیوں کہ اس میں ضرر نفس ہے اور بعض نے فتوی دیا کہ اگر ضرر نہ ہو تو جائز ہے بعض نے مطلقا فرمایا جائز ہے یہاں تک کہ اس لفافہ کو مجمع عام کے سامنے کھولا گیا جس میں آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ زین العابدین قدس سرہ کا بھی فتوی تھا کہ جس میں یہ عبارت تھی کہ میں اس سلسلہ میں میں متردد تھا کہ آیا غم امام حسینؑ میں زنجیر زنی یا قمہ زنی کے ماتم کے متعلق جواز کا فتوی دوں یا عدم جواز کا؟ پس میں مسجد سہلہ میں گیا اور امام زمانہؑ سے ملاقات کی اور امامؑ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا تو امامؑ نے جواب میں جواز فرمایا اب میں یہ وہی فتوی دے رہا ہوں جو میرے امام زمانہؑ نے مجھے دیا ہے جب لوگوں نے اس فتوی کو سنا تو سب نے کہا اس فتوی کے ہوتے ہوئے ہمیں باقی فتووں کی کوئی ضرورت نہیں اور یہی حکم ہمارے لئے کافی ہے۔

آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسینؒ کاشف الغطاء کی عزاداران امام حسینؑ کو وصیت

عزاداری جناب سید الشہداءؑ کے متعلق کیئے جانے والے سوالوں کے جواب میں فرماتے ہیں کہ!

سینہ زنی، زنجیر زنی، سڑکوں پر ماتمی جلوس نکالنا مستحب ہے اے مومنین! تفرقہ بازی سے پرہیز کرو اپنے ہاتھوں سے کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا جو تمھاری شکست کا موجب بنے۔ مجھے تعجب ہے عزاداری جناب سید الشہداءؑ کے متعلق اتنے سوالات یکبارگی سے کیوں کیئے جارہے ہیں وہ بھی اس زمانہ میں کہ جب حجاز میں وہابیوں نے ائمہؑ کی قبور کو منہدم کر دیا ہے۔ ان سوالات کے محرکین وہابی ہیں شیعوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر وہ چیز معتبر ہے کہ جس کا تعلق امام حسینؑ کیساتھ ہے

(کاشف الغطاء ص ۷۰ محمد رضا السماک امانی)

آیت اللہ العظمیٰ آقای شیخ وحید خراسانی مدظلہ کا طلباء قم المقدس سے خطاب

اب ہم اپنے محترم قارئیں کی مزید تسلی اور اطمینان قلب کی خاطر آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ وحید الخراسانی مدظلہ کے خطاب کی نص عبارت پیش کرتے ہیں کہ جو خطاب آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی وحید خراسانی مدظلہ نے طلباء قم المقدسہ سے اس وقت فرمایا تھا کہ جب شعائر حسینیہ میں رخنہ ڈالنے کی کوششیں کی جانے لگیں اور مومنین کو عزاداری جیسی عظیم سعادت سے محروم رکھنے کی تحریک چلائی گئی۔ اس ویڈیو تقریر کی نص عبارت کچھ اس طرح ہے۔

وای بر آن کسانیکه در این شعائر خدشه کنند بیدار باشید ای مردم ایران بیدانید کوچك ترین کلمه که شعائر حسینیه را سست کنند کمر خاتم النبیینؐ را می شکنند این عزاداری ها و این سینه زنی ها واین زنجیر زنی ها باید بحد اعلی حفظ بشود مسئله بازی که نیست این کلام کیست [وارحم

شهری آن جوری که رسم عزاداری است باید اجراء بشود

''افسوس ہے ان لوگوں پر کہ جو ان شعائر حسینیہ میں رخنہ ڈالتے ہیں اور مومنین کو خبردار رہنا چاہیے کہ چھوٹی سے چھوٹی وہ بات جو شعائر حسینیہ کی کمزوری کا سبب بنے گویا وہ کلمہ خاتم الانبیاءؐ کی کمر کو توڑ رہا ہے۔ اس عزاداری اور ماتم داری اور زنجیر زنی کی ہر صورت میں حفاظت ہونی چاہیے کیوں کہ یہ مسئلہ کوئی کھیل نہیں (امام زمانہ فرماتے ہیں کہ خدا اس چیخ و پکار پر رحم فرما جو ہماری مصیبت پر بلند ہو) یہ ان پڑھ کیا کہتے ہیں کہ آپ آہستہ گریہ کریں۔ چھٹے امام رئیس مذہب ہیں حدیث بھی صحیح ہے فقیہ کون ہے، فقہاء کون ہیں؟ فقیہ نائینی ہے فقیہ بروجردی ہے فقیہ حائری ہیں فقیہ یہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ماتم کرو زنجیر زنی کرو اگر چہ خون بھی جاری ہو جائے یہ کون سی فقاہت ہے جو کہے آہستہ گریہ کرو صیحہ کا معنی شدید گریہ زاری کرنا ہے۔ چھٹے امامؑ فرماتے ہیں خدایا اس پر رحم فرما جو ہماری مصیبت پر شدت سے آہ بکا کرے، اے خدا! ان گریہ کرنے والوں کو میں تیری امان میں سونپتا ہوں۔ قابل فکر بحث یہ ہے کہ محقق نائینی فقہاء بزرگ کا فخر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کے غم میں ماتم اور زنجیر زنی کرو یہاں تک کہ خون بھی جاری ہو جائے تو جائز ہے۔ یہاں جواز بمعنی اباحت نہیں آپ لوگ تو اہل فقہ ہیں اس فتوی کے صادر ہونے کے بعد رئیس مذہب اکابر دین مثلاً محسن الحکیم اس فتوی کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا فتوی اس سے بھی بالاتر ہے کہ میرے دستخط کا محتاج ہو مثلاً فقیہ شیخ شاہرودی ہیں کہ جو حق فی کمال التحقیق کہ جن کا شمار فقہاء میں سے ہے۔ فقیہ حائری ہیں فقیہ بروجردی ہیں کہ جن سے سوال کیا گیا کہ ہمارے شہروں میں روز عاشورہ ضریحات کو سیاہ پوش بنا کر علم کی صورت میں برآمد کیا جاتا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا جس طرح بھی کسی علاقے میں مراسم عزاداری بجالانے کا رواج ہو اس کو اسی طرح جاری رکھنا چاہیے۔

آخری گذارش

بندہ ناچیز قرآن وحدیث ،تاریخ اور فتاویٰ العلماء کے مطالعہ اور تحقیق کے بعد نتیجہ تک پہنچا ہے کہ ایام عزاء میں مراسم عزاء کا بجالانا مذہب آل محمد کو احیا بخشتا ہے۔ مراسم عزاء میں سے بالخصوص زنجیر زنی کا ماتم حسینؑ کی مظلومیت کے پرچار کا ایک اہم ذریعہ ہے اور جب ہم فتاویٰ فقہاء کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ زنجیر زنی کے ماتم کے خلاف پیدا ہونے والے تمام شکوک وشبہات ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ زنجیر زنی کا جواز اجماع فقہاء سے ثابت ہے اور اجماع کی مخالفت کسی صورت میں بھی جائز نہیں اور مزید تسلی واطمینان قلب کیلئے ان کتب کا مطالعہ کیا جائے کہ جو شعائر حسینیہ کے موضوع پہ لکھی جا چکی ہیں اور وہ کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ شعائر حسینیہ فی میزان الفقهی (فقیہ الکبیر شیخ عبدالحسین الحلی)

۲۔ نصرت المظلوم (علامہ شیخ محمد حسن مظفر)

۳۔ شعائر حسینیہ و مراسم العزاء
(سماحۃ الشیخ آیۃ اللہ العظمیٰ حافظ بشیر حسین النجفی مدظلہ الوارف)

۴۔ مراسم عاشورہ في فتاویٰ مراجع والعلماء
(علامہ السید علاء الدین آل بحر العلوم)

۵۔ عزاداری سنت شیعان (علامہ السید حسین المعتمدی الکاشانی)

۶۔ شور حسینی (علامہ السید سجادی)

۷۔ مقتل امام حسینؑ و فتاویٰ العلماء الاعلام فی تشجیع الشعائر
(علامۃ الشیخ مرتضیٰ عیاد)

۸۔ الشعائر الحسینیه بین الاصالة و التجدید (محاضرات آیۃ اللہ شیخ محمد سند)

۹۔ الشعائر الحسینیه (آیۃ اللہ العظمیٰ المرزا جواد التبریزی)

۱۰۔ روی علی نهضة الامام الحسین (آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد حسینی الشیرازی)

۱۱۔ الشعائر الحسینیه (آیۃ اللہ الشہید السید حسن الشیرازی)

۱۲۔ التطبیر و الشعائر الحسینیة فی فتاویٰ العلماء والمراجع
(ناشر مرکز طلبہ علوم دینیہ کربلا المقدسہ)

۱۳۔ التطبیر طعنة فی قلوب اعداء اهل البیتؑ (علامہ معین حیدری)

۱۴۔ مراسم عاشوره شبهات و ردود (السید جعفر المرتضی العاملی)

۱۵۔ مواکب حسینیه از دید گاه مرجعیت (علامہ علی ربانی خلخالی)

۱۶۔ رد الهجوم عن شعائر الامام الحسین المظلومؑ
(محقق محمد جمیل حمود العاملی)

ان شاء اللہ ہم اپنے قارئین سے امید رکھتے ہیں کہ ان مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد مراسم عزا کے متعلق ہر قسم کے پیدا ہونے والے اشکالات واعتراضات رفع دفع ہو جائیں گے اور آخر میں دعا گو ہیں کہ خداوند کریم ہماری اس کاوش کو بحق محمد وآل محمد علیہم السلام اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے صدیقہ کبریٰ شفیعہ روز جزاء حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی شفاعت اور رضا وخوشنودی حاصل آمین۔

آصف علی نجفی

۱۳ مئی ۲۰۱۰م جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بروز جمعرات

ISBN 978-969-9027-19-2

تالیفات
ڈاکٹر علامہ محمد حسین اکبر



ادارہ منہاج الحسینؑ پاکستان
301 بلاک III نمبر II شارع علی ابن ابی طالبؑ محمد علی جوہر ٹاؤن لاہور پاکستان

Designed by: Malik Ansar Abbas